فہرست مضامین کتاب غرائب الجمل

۱۳۱۷ ف

غرائب الجمل

هذا کتاب محکم فی حقائق الفن الاکمل

(۱۸۲۹ نو روز)

یہ کارآمد کتاب دو ابواب پر شامل ہے (۱۳۱۴ بنگلہ) پہلا باب متضمن

باصول فن و قوانین اہل جمل (۱۹۶۴ اسمت) دوسرا باب

منقسم باقسام و دقائق عمل (۱۳۲۵ ہجری)

لشمس العلماء احمد عبد العزیز النواب عزیز جنگ بہادر

قد طبع باهتمام عزیز فی عزیز المطابع

بحیدرآباد

۱۳۳۷ محمدی

ابتدئ الکلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳۲۵ ہجری

جمل الحمد للہ النبیل واضع الجمل ۔ تعالیٰ شانہ

۱۳۲۵ ہجری

وجلیل برھانہ عز وجل ۔ والصلوٰۃ دائماً علیٰ

۱۳۲۵ ہجری ۱۳۱۷

النبی سید المرسلین ۔ وعلیٰ الہ العوالی

فصلی ۱۳۱۷

خلفائہ وصحبہ اجمعین ۔ وشکراً لولی النعم

فصلی ۱۳۳۶

العلیا ۔ الذی اعطی المؤلف نوالاً احسن العطا

محمدی ۱۳۳۶ محمدی

اِنَّ حُکمَہ یَطرحُ العدوَّ کالجُمَلِ الاَصغر۔ وَیرفعُ
۱۹۰۸ عیسوی
مَراتِبَ الوَافی والمَدَارِجَ کالبسطِ والجُمَلِ الاَکبرِ
۱۹۰۸ عیسوی
ذَاتُہٗ مِصبَاحٌ وَمُشَرَّفٌ وَوَسِیطٌ۔ وَسِمَاطُہٗ
۱۹۶۴ سمت
اَلمَرضیُّ بِاَلوَانِ النِّعمَۃِ بَسِیطٌ۔ نِظَامُ مُلکِہٖ اَشرَفٌ
۱۸ ۲۹ ۱۹۶۴ سمت
وَقَوِیمٌ۔ فَوَقَعَ خِطَابُہٗ عَلَیہِمُ البَدَائِعِ فِی اَحسَنِ تَقوِیمٍ
۲۹ ۱۸ نوروز نوروز
ضَاعَفَ اللہُ قِوَامَہٗ وَاِقبَالَہٗ۔ وَمَدَّ ظِلَالَا لَہٗ
۱۳۱۴ ۱۳۱۴ بنگلہ
وَکَبَّرَ اِجلَالَہٗ۔ بِاِحسَانِہِ المُجَدَّدِ وَفَضلِہٖ
۱۳۱۵ بنگلہ
اَلقَدِیمِ۔ وَبِحُرمَۃِ سُلطَانِ الاَنبِیَاءِ نَبِیِّنَا
۱۳۱۵ فصلی ہند
اَلکَرِیمِ۔
فصلی ہند

امابعد ۔ بندۂ ہیچمدان احمد عبدالعزیز ولاؔ تخلص بن جناب مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور نایطی ۔ شافعی مدراسی جسکو سرکار نظام نے اسکے خدمات کے صلہ مین وظیفہ حسن خدمت اور خطاب خان بہادر عزیز جنگ سے سرفرازی بخشی ہے ۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اس کے مشاغل علمی کے اعتراف مین خطاب شمس العلما کا اعزاز عطا فرمایا ہے ۔ طالبین وشائقین فن جُمّل کی خدمت مین باادب عرض پرداز ہے کہ اگرچہ ہندوستان نے اس فن لطیف کو متقدمین عجم سے لیا ہے ۔ اور عجم نے عرب سے ۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے کہ نہ زبان فارسی مین اس فن کی کوئی مبسوط کتاب پائی جاتی ہے ۔ اور نہ زبان اردو مین کوئی جامع رسالہ ہے عربون کے پاس جو کچھہ ذخیرہ اس فن کا رہا ہوگا وہ آج زمانہ سے معدوم ہے بلاد عرب اور مصر وغیرہ کے مطابع اپنی فہرستون مین اس فن پر صفر کہتے ہین اور شاہی اور پبلک کتب خانون مین کسی کتاب کا پتا نہین چلتا ۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ عربون کے لٹریچر مین اس فن کا ذخیرہ ضرور رہا ہوگا اور ممکن ہے کہ اب بھی ہو لیکن یا تو زمانہ کی بے قدری نے اسکو پردۂ خفا مین جگہ دی ہے یا لیل ونہار کی گردش نے اسکو صفحۂ روزگار سے مٹا دیا ہے ۔ جو کچھہ اسکی بو باس باقی رہ گئی ہے وہ صرف بعض بزرگون کی احتیاط اور دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ انہون نے اپنی لاثانی تصانیف مین کہین کہین ۔ کچھہ نہ کچھہ اس کا ذکر ضمناً کر دیا ہے ۔ جن مین بعض حضرات نے اختصار کے ساتہ کہین کچھہ قواعد بھی لکھدئے ہین ۔ اور بعض نے کسی موقعپر بعض اصطلاحات کی تعریف کر دی ہے ۔ اور بعض نے کسی بحث کے ضمن مین اختلاف مذاہب جمل سے بحث کی ہے ۔ غرض خال خال جو کچھہ ہے وہ ایسا مختصر ہے کہ گویا کچھہ نہین ہے ۔

اور جس قدر بھی ہے وہ انہین کا صدقہ ہے ۔

فارسی کے بعض متقدمین نے اگرچہ اس فن مین عملی طور پر قدم رکھا ہے ۔ اور متاخرین کے تاریخی کلام سے اونکی اعلیٰ دلچسپی کا اندازہ معلوم ہوتا ہے لیکن علمی ذخیرہ کی حفاظت مین انہون نے کچھہ نہین کیا ۔ ہماری معلومات کی حد تک ہم کہہ سکتے ہین کہ علمای عرب نے تو فنون غیر کے ضمن مین کچھہ نہ کچھہ اس کا ضمنی تذکرہ کر کے اصول فن کو بچا لیا ہے ۔ لیکن فارسیون نے یا تو اس کو معمولی چیز سمجھہ کر چھوڑ دیا یا زحمت پسندی سے کنارہ کیا آفرین ہے ہمارے ہندوستان جنت نشان پر کہ اسنے عجمیون سے زیادہ اس کی قدر اور حفاظت کی ۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی متعدد تصانیف مین اس فن کے متعلق عرب کی پیروی کی ہے یعنی خال خال مضامین کو اپنے مختلف تصانیف مین ضمناً بیان کیا ہے ۔ اور جلال لکھنوی نے ۱۲۹۳ھ ہجری مین ایک مستقل رسالہ افادۂ تاریخ کے نام سے لکھا جو ۳۳ صفحہ پر شامل ہے اور چھپ چکا ہے ۔ پھر منشی انوار حسین سہسوانی نے فارسی زبان مین ایک اچھی کتاب لکھی جو ملخص تسلیم سے موسوم ہے ۔ یہ کتاب ۱۳۰۱ھ ہجری مین تالیف ہوئی ۔ اور ۱۳۱۱ھ ہجری مین چھپی ہم کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امیر مینائی مرحوم نے بھی اس کے متعلق کوئی کتاب لکھی تھی جس کے مبیضہ کی نوبت نہین آئی جو آپ کے صاحبزادہ کی حفاظت مین ہے ۔

ہمارے استاد مولانا نجم الدین حسن مغفور مدراسی افضل تخلص نے بھی ایک جامع رسالہ کی بنیاد قائم کی تھی ۔ اور اوسکو معدن الجواہر سے موسوم کیا تھا ۔ لیکن اس کے مقالۂ اوّل متعلق بہ حقیقت حروف کو ختم فرما کر مقالۂ دوم متعلق بہ فن جمل کو نصف سے زیادہ لکھنے نہ پائے تھے کہ دنیا سے چل بسے ۔ اون کی ادھوری محنت بھی آج اون اوّل الذکر دونون

کتابون سے فائق ہے۔ غرض اہل ہند و دکن نے اس کے متعلق عجمیون کے مقابلہ مین اگرچہ بہت کچھہ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھہ ہوا ہے اوسکے سوا او رہبت کچھہ درکار ہے
جلال لکھنوی کا رسالہ بے شک مفید رسالہ ہے اور بیچارے مؤلف نے جہانتک اونکو ذخیرہ مل سکا اوس کے ذریعہ سے اچھی کتاب لکھی ہے جو مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے لیکن اس کے اختصار کی وجہ سے اکثر چیزین اس مین قابل اضافہ ہین نیز اسکی تخصیص صرف تاریخگوئی سے ہے۔ لائق مولف نے اصول فن سے قطع نظر فرمائی ہے۔
ملخص تسلیم۔ مؤلفہ منشی انوار حسین سہسوانی بہ نسبت کتاب اول الذکر کسیقدر مبسوط ہے اور منشی صاحب نے اصول فن کے بیان کی بہت کچھہ کوشش کی ہے لیکن اس وجہ سے کہ غالبًا اونکو عربی کتابون کا ذخیرہ بہت کم ملا ہے وہ اپنے مقصد مین کم کامیاب ہوئے ہین۔ اگر یہ کتاب زبان فارسی مین نہ ہوتی تو بلاشک اس سے ہندوستان کو بہت نفع پہونچتا اور اب بھی جس قدر امداد شائقین فن اور فارسی دانان ہند کو اس کتاب سے ملتی ہے وہ بہت قیمتی امداد ہے طرز بیان اور ترتیب کی شان مؤلف کے مذاق طبیعت سے متعلق ہے۔ ان بزرگ کی مہربانی سے اگر یہ کتاب مرتب اور شائع نہ ہو جاتی تو آج ہمارے جمع کئے ہوے ذخیرے مین ایک بہت بڑا نقصان رہجاتا منشی صاحب کی طبّاعی نے بعض اختراعات کا اضافہ بھی کیا ہے۔
اگرچہ اس کتاب کا ایک حصّہ جلال لکھنوی کی تردید کے نذر ہوا ہے اور یہ اختلاف مذاہب جمل کا نتیجہ ہے لیکن تاہم اس کتاب کی مجموعی حیثیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ منشی صاحب نے اس کی تالیف مین محنت شاقّہ اوٹھائی ہے اور ہماری رائے مین وہ اپنے مقصد مین ایک حد تک کامیاب ہوئے ہین۔

صاحب معدن الجواہر کی اگر حیات مستعار وفا کرتی اور یہ رسالہ کامل ہوجاتا اور اشاعت کے درجہ مین آجاتا تو بے شک اس کا مرتبہ ماقبل الذکر رسائل سے فائق ہوتا افسوس ہے کہ یہ کتاب ادہوری رہ گئی۔ اس ادہورے حصہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مولانا نے اصول فن جمل کی تحقیق مین بڑی ہی جانکاہی کی ہے بعض دوستون نے ہم سے کہا کہ ہم اس کتاب کو کامل کردین اگرچہ یہ بات آسان تھی لیکن اس وجہ سے ہم نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ طرز ترتیب اور طرز بیان مین ہر ایک مؤلف کا مذاق جدا ہوا کرتا ہے۔ مسائل مختلفہ جمل مین لائق مؤلف کی رائے سے اکثر مقامات پر ہمکو اختلاف ہے۔ نیز آپ نے اس کا آغاز زبان فارسی مین فرمایا ہے۔ ہمکو اس کی تکمیل کے بعد اس کا ترجمہ بھی اردو زبان مین کرنا پڑتا ورنہ ہندوستان کو اس سے چندان فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ انہین تمام وجوہ سے ہم نے یہی مناسب خیال کیا کہ اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد جدا قائم کرین اور لائق مؤلفین کے آرا سے استناد اور اپنی رای کا بھی اظہار کرین

ہم نے جہان تک ان کتابون کی سیر کی اوس سے یہ نتیجہ حاصل کیا کہ لائق مؤلفین نے ان کتابون کے اکثر حصہ مین اجمال بیان سے زیادہ کام لیا ہے اور تعریفات مین تاریخی نظائر کی پابندی بہت کم کی ہے۔ اور صنائع تاریخ مین بھی انتخاب اور اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ اختلاف مذاہب مین فریقین کے دلائل کے ساتھ اپنی قطعی رائے کے اظہار مین احتیاط کی ہے۔ ترقیم سے بالکل قطع نظر فرمائی ہے جو جمل کا ایک شعبہ ہے۔ اور ہر ایک بیان مین امامان جمل اور محققین سلف کے اقوال سے بہت کم استناد فرمایا ہے۔

یہی تمام وجوہ ہین جن کے لحاظ سے ہم نے اس کتاب مستقل کی تالیف کی ضرورت

خیال کی اور اس مہتم بالشان کام کا بیڑا اوٹھایا۔ ہم بخوبی واقف ہین کہ ہندوستان کی موجودہ حالت اور اس فن کے ساتھ [illegible] کی دلچسپی اس درجہ مین نہین ہر کہ پبلک اس کتاب کی قدر کرے اور مصنف کو اس کی محنت کا صلہ یا کم سے کم مصارف طبع سے جلد سبکدوش ہونے کا موقع دے۔ لیکن ہم نے اس خیال سے اپنی ہمت کو پست ہونے نہ دیا کہ ہماری محنت کا قدر دان ہمارا آقاے نعمت ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے فرمان روا کے سایۂ عاطفت مین فارغ البال اور وظیفۂ حسن خدمت سے خوشحال ہین جس کی تمامتر توجہ اشاعت علوم و فنون کی جانب مبذول ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس کی ذات ستودہ صفات ہی کا صدقہ ہے کہ مصنفین و مؤلفین اس درجہ مین آچکے ہین کہ اپنی معیشت سے بے فکر ہو کر علمی خدمات کے ذریعہ سے پبلک کو فائدہ پہونچاوین اور ذخیرۂ علوم کی تکمیل کرین۔

ہم نے اس کتاب کو **غرائب الجمل** سے موسوم کیا ہے۔

یہ کتاب دو باب اور ایک خاتمہ پر شامل ہے۔ اور ہر ایک باب مین دو فصل ہین۔

باب اوّل۔ علم۔ یعنی اصول فن جمل سے متعلق ہے۔ جس کی پہلی فصل مین امر ابتدائی کا بیان ہے۔ یعنی (۱) جمل کی تعریف (۲) فن جمل کی تاریخ۔ (۳) غایت جمل کا بیان۔

اور دوسری فصل متعلق بموضوع جمل ہے جس مین (۱) حروف و اعداد جمل۔ (۲) الفاظ جمل کی کیفیت (۳) اختلافات مذاہب جمل (۴) اقسام جمل۔ (۵) قواعد و ضوابط جمل بیان ہوئے ہین۔

باب دوم۔ عمل۔ یعنی فروع جمل سے متعلق ہے جسکی پہلی فصل تاریخ سے مخصوص

ہے یعنی (۱) تاریخ کی تعریف (۲) تاریخ کے اقسام (۳) تاریخ کے محاسن۔
(۴) صنائع وبدائع تاریخ۔ اس مین ۲۹ صنعتون کا مفصّل بیان ہے اور صرف اونتیسوین صنعت کے ۲۸ اقسام بیان ہوے ہین۔ ہر ایک صنعت کی تعریف کے ساتہ تاریخی تمثیل پیش ہوئی ہے اور پہر ہر ایک مثال کو صنعت متعلقہ کے ساتہ مطابق کرکے دکہلایا گیا ہے اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اس صنعت کے متعلق تاریخی واقعات بہی بیان ہون۔
اور دوسری فصل ترقیم سے مخصوص ہے جس مین عرب اور عجم کے طریقۂ عمل کا بیان اور سنسکرت کے طریقۂ ترقیم کی صراحت ہے۔
خاتمہ کو بہی دو حصص پر شامل رکہا ہے۔ حصّۂ اول مین سنین مختلفہ کی تاریخ اور حقیقت کا بیان ہے۔ یعنی سنۂ آدمی۔ سنۂ ابراہیمی۔ سنۂ داؤدی۔ سنۂ موسوی۔ سنۂ عیسوی۔ سنۂ محمّدی۔ سنۂ ہجری سنۂ مہدوی۔ سنۂ ترکی۔ سنۂ فصلی۔ سنۂ آلہی۔ سنۂ جلالی۔ سنۂ بنگلہ۔ سنۂ فارسی ویزدجردی۔ سنۂ ساکا وسمّت سنۂ رومی۔ سنۂ نوروز۔
دوسرے حصّہ مین متاخرین ومتقدمین ومعاصرین کے تاریخی کلام کو پیشِ ناظرین کیا ہے اور نوعیت ہاے مختلفہ کو جدا جدا عنوان کے ساتہ دکہلایا ہے جیسے قصائد نعتیہ تاریخی۔ تواریخ ولادت۔ تواریخ بسم اللہ خوانی۔ تواریخ تقریب ختان۔ تواریخ شادی کدخدائی۔ تواریخ سالگرہ وجوبلی۔ تواریخ غسل صحّت۔ تواریخ جلوس وفرمان روائی۔ تواریخ فتوح۔ تواریخ وزارت۔

تواریخ خطابات ۔ تواریخ تقرر خدمات و جانشینی ۔ تواریخ خیر مقدم ۔ تواریخ شکار تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب و تواریخ بنا و تعمیر ۔ تواریخ سزا ۔ تواریخ فراغ حج ۔ تواریخ رہائی از قید و تواریخ وفات ۔

شکریۂ ولی نعمت ہم اپنے آقائے ولی نعمت ۔ والی سلطنت ۔ قدر قدرت قوی شوکت ۔ اعلیٰ حضرت ۔ حضور پر نور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک **میر محبوب علیخان بہادر** فتح جنگ ۔ جی ۔ سی ۔ یس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ بی ۔ فرمان روائی سلطنت آصفیۂ حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کے دل سے شکر گزار ہین جس کی ریاست ابد قرار مین ہمارا نشو و نما ہوا اور جس کی ملازمت کا اعزاز ہمکو ملا اور دیرینہ تابعداری کے بعد آج ہم اس کے شاہی خزانہ سے وظیفہ یاب حسن خدمت اور دعاگوے دولت ہین ۔ اسی بادشاہ ذیجاہ نے ہمکو خطابی اعزاز سے سرفراز فرمایا اور ہماری ہر ایک گزشتہ تالیف کا صلۂ تالیف عطا فرماکر ہمارا حوصلہ بڑہایا ۔

ہماری تمام تالیفات ماضیہ مین اس کتاب کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ اولوالعزم فرمانروا نے کمال شفقت و مہربانی سے ہمکو اس بات کی اجازت عطا فرمائی کہ ہم اس کو اوس قدر دان علم و ہنر کے نام نامی سے معنون کرین ۔ ادام اللہ اقبالہم واجلالہم ابداً ابدا ۔

قصیدۂ مدحیّہ

جس کے کل اعداد یا ہر ایک شعر یا ہر ایک مصرعے یا ہر لفظ ابتداے مصرعہ یا ہر حرف آخر مصرع اول یا ہر مصرع کے حروف معجمہ یا مہملہ یا حروف مہملۂ مصرع اول و معجمۂ مصرع ثانی

یا معجمۂ مصرع اوّل و مہملۂ مصرع ثانی کے اعداد مکمّلہ سے بصنعت عامۃ الورد تاریخ طبع کتاب حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ ان اعداد کو ۳۰ پر ضرب دین اور حاصل ضرب پر ۲۱ بڑھا دین اور مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کرین اور کسرات باقیماندہ کو ۱۲۲ پر ضرب دین

من در شب زلف تو ندیدم خط لب را | تا شمع رخت شانہ نزد کاکل شب را
گر آبلۂ پا بشکست آب بسفر کرد | جویاے تو پروانہ کند رنج و تعب را
ہر تشنہ کہ جویاے خمار نگہہ تست | از جوہر تیغ تو خورد آب عنب را
تیغ نگہت در حرم خاطر عشّاق | دیدیم کہ بر طاق نہد پاس ادب را
تشبیب تو تطویل سخن را نہ پسندد | پیچد بخم کاکل پرپیچ سبب را
(گریز)
ہشدار کہ چشم شہ خوبان نگران است | جور تو بفریاد برد شکوہ بلب را
محبوب بنام است و لقب آصف دوران | ترجیح بنامش نبود حسن لقب را
صیت لقبش گوش بدل دارد و نامش | در گوشۂ دل جلوہ دہد قدرت رب را
شاہے کہ گرانباری لطفش بتقابل | پیوستہ بیک پلّہ نشاند جد و اب را
ای خسرو اقلیم دکن آصف ذیجاہ | ذات تو شرف داد حسب را و نسب را
محبوب ید اللّٰہی و زین وجہ گہ جنگ | بر فتح تو نازست شجیعان عرب را
بر مصحف روی تو عیان آتش و آب است | سیماے تو تفسیر کند حلم و غضب را
از شربت ذوق سخن آن لب جان بخش | بیمار تو پروانہ کند حدّت تب را
تا آینہ را کرد رخت پشت بدیوا | آیینۂ روے تو کشد عکس عجب را
صنعت بحقیقت نشود مدّ مقابل | رخسار تو جوہر شکند صنع حلب را

در عہدِ تو اقدام شود سدِّ جرائم — چشم عسسِ ملکِ تو داند نقب را
حاجت بہ طبیبے نبرد شکوۂ بیمار — کو بر درِ رنجور کشادہ ست مطب را
قدرِ تو چہ دانند حریفانِ سخن ساز — جاہل چہ کند منزلتے فنِّ ادب را
تو طوطیِ شکّر شکنِ باغِ کلامی — حنظل خورِ ہامون چہ کشد ذوقِ رطب را
آوازِ گدا رونقِ دربارِ کریم است — لب بستنِ من شہرۂ دہر شور و شغب را
پامردیِ تو تا نزند دست بد و شتم — از دامنِ دولت نہ کشم دستِ طلب را
از وسعتِ مضمونِ ثنا قافیہ تنگ است — آن بہ کہ ردیفم بکشد حدِّ ادب را
نطقم بزبان کردہ ودیعت املِ دل — (دعا) دستم بدعا عرضہ دہد حسنِ طلب را
در حیّزِ حکمِ تو شود گنبدِ گردان — در قبۂ ملکِ تو بود مسکنِ غبرا
در ظلِّ ہمایونِ تو آسودہ شود خلق — زانسان کہ سرِ چتر کشد سایۂ رب را
ہر سال بصفرِ گردشِ عمرِ تو دہ چند — تا گوہرِ مہ سبحہ کشد رشتۂ شب را

فہرست کتب مستندہ — ذیل مین ہم نے ایک فہرست اون کتابون کی لکھی ہے جن سے ہمکو اس کتاب کی تالیف مین ایک حد تک ضرور مدد ملی۔

نشانِ سلسلہ	ردیف	نام کتاب	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	الف	ارمغان (مقیاس الاشعار)	مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی
۲	"	افادہ تاریخی	جلال لکھنوی
۳	"	الفتاوی الخیریہ	خیر الدین رملی
۴	"	المطالع النصریہ للمطابع المصریہ	نصر ہورینی

۵	الف	الواح الجواہر	حکیم افلاطون
۶	ت	تاج العروس من جواہر القاموس	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
۷	"	تاریخ	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۸	"	تفسیر درّ منثور	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۹	ج	جفر جامع	لا ادری
۱۰	"	جواہر خمسہ	محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	ح	حاشیہ تحفۃ المنہاج	شروانی
۱۲	"	حاشیہ تفسیر بیضاوی	حافظ اسمعیل قنوی
۱۳	"	ایضاً	عبد الحکیم سیالکوٹی
۱۴	خ	خزانہ عامرہ	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۵	ر	رسائل عبد الجلیل	میر عبد الجلیل بلگرامی
۱۶	س	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۷	"	سیرۃ	ابو محمد عبد الملک بن ہشام
۱۸	"	ایضاً	امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	ش	شرح الورد السحری	بکری
۲۰	"	شرح جواہر خمسہ	شناوی
۲۱	"	شمس المعارف	شیخ احمد بونی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	"	شواہد الافکار	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	ص	صراح من الصحاح	ابو الفضل محمد بن عمرو بن خالد

نمبر	حرف	کتاب	مصنف
۲۴	ع	عقد الجواہر	شلّی با علوی
۲۵	غ	غزلان الہند	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۲۶	〃	غیاث اللغات	مولوی غیاث الدین رامپوری
۲۷	ف	فتح الجواد بشرح الارشاد	ابن حجر مکّی
۲۸	〃	فرہنگ رشیدی	رشید تتوی
۲۹	ق	قاموس المحیط	مجد الدین محمد فیروزآبادی شیرازی
۳۰	〃	قوانین دستگیری	مولوی غلام دستگیر مدراسی
۳۱	ک	کتاب المداخل	لا ادری
۳۲	〃	کلمات الشعرا	سرخوش
۳۳	〃	کلیات داغ	نواب فصیح الملک داغ دہلوی
۳۴	〃	کلیات قدر	میر غلام حسین قدر بلگرامی
۳۵	م	محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر	علی دده
۳۶	〃	معدن الجواہر	مولوی نجم الدین حسن افضل مدراسی
۳۷	〃	مغنی المحتاج بشرح المنہاج	خطیب شربینی
۳۸	〃	مفتاح الاستخراج در جفر	لا ادری
۳۹	〃	ملخص تسلیم	منشی انوار حسین سہسوانی
۴۰	〃	منتخب اللغات شاہجہانی	میر عبد الرشید تتوی
۴۱	〃	مؤید الفضلا	مولوی محمد لاد
۴۲	ن	نتائج الافکار	قدرت علیخان گوپاموی

۴۳	ن	نقش خاطر در تکسیر	لاادری
۴۴	۵	ہامش مقدمہ تاریخ ابن خلدون	نصر ہورینی
۴۵	ر	ہفت قلزم	مولوی قبول محمد

معزز ناظرین نامہاے ان کتابون کے نامون کو پڑہ کر متعجب ہون گے کہ باستثنائے ایک دو رسائل کے باقی کل کتابون کو فن جمل سے کیا تعلق ہے لیکن بات وہی ہے جس کو ہمنے وجہ تالیف مین عرض کر دیا ہے کہ فاضل مصنفین اور مؤلفین نے ضمناً کہین کہین اس فن کے کلیات یا جزئیات کا خال خال تذکرہ اپنی بیش بہا تصانیف مین کر دیا ہے جس سے ہمنے اپنا مطلب حاصل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمکو رسالہ میزان التاریخ نہین ملا جس کا تذکرہ جناب مرزا اوج لکھنوی نے اپنی تالیف ارمغان مین فرمایا ہے وہ ہمسے بالمشافہ فرماتے تہے کہ میزان التاریخ عربی زبان مین ایک قلمی رسالہ تہا جو پچاس ساٹہ صفحات پر شامل تہا جس کو آپ کے والد ماجد مرزا دبیر مغفور کے زمانہ حیات مین اون کے کسی دوست نے مستعار دیا تہا اور آج اوس کا پتہ نہین چلتا اگرچہ اس کا ذکر ہمنے اس کتاب مین کیا ہے لیکن اس کا نام ہمنے اس فہرست مین اس لئے لکہنا مناسب نہ جانا کہ وہ ہماری نظر سے نہین گزرا۔ باقی رسائل مندرجہ فہرست بالا سے بعض تو ہمارے کتاب خانہ مین موجود ہین اور اکثر ہمارے اوستاد مغفور مولوی نجم الدین حسن مدراسی کے کتب خانہ مین اللہم اغفرہ

باب اول متعلق باصول جمل

فصل اول متعلق بمراتب ابتدائی

(۱) جمل کی تعریف

جُمَّل یا جُمَل بضم جیم وتشدید میم مفتوح یا بدون تشدید بفتح میم۔ زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی۔ حروف تہجی کو اعداد کے مقابلہ مین قائم کرنے کے ہین۔ جیسے الف مساوی قرار دیا جاوے ایک کا۔ یا بے کو مساوی قرار دیا جاوے دو کا۔

صاحب فرہنگ آصفیہ نے جیم اور میم دونون کو مضموم لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جُمُل سے حروف ابجد کے اعداد کا حساب مراد ہے۔ منشی انوار حسین سہسوانی نے بہی اپنی تالیف ملخص تسلیم مین بضم جیم تازی و میم مضموم مشدد و نیز بہ تخفیف لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ جُمُل حساب اعداد ابجد کو کہتے ہین۔ صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ جمل بضم جیم وتشدید میم مفتوح بمعنی حساب اعداد حروف ابجد و بالمعنی بہ تخفیف میم نیز آمدہ منتخب اللغات شاہجہانی مین مذکور ہے کہ جمل بضم جیم وفتح میم جملہا و بہ تشدید میم حساب ابجد و بہ تخفیف نیز آمدہ چنانکہ مشہور است۔ وبقول منتہی الارب فی لغات العرب الجُمَّل کسکر و قد یخفف حساب ابجد ست۔ اور صاحب قاموس کا بہی یہی قول ہے لیکن اوس کی شرح تاج العروس من جواہر القاموس مین کسیقدر صراحت کے ساتہ اس کا بیان ہے الحاصل لفظ جمل کے اعراب مین اتفاق اسی پر ہے کہ میم مفتوح ہے خواہ مشدّد ہو یا غیر مشدّد۔ صاحب فرہنگ آصفیہ۔ اور ملخص تسلیم نے غالباً صحت اعراب پر کم التفات فرمایا ہے۔

(۲) فن جمل کی تاریخ

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ فن جمل عربون کے اسلام سے پیشتر بہی

مستعمل تھا۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف سے اس کا پتا چلتا ہے یعنی امام محمد بن اسحٰق المطلبی المعروف بابن اسحٰق نے کتاب سیرۃ مین اور امام محمد بن اسمٰعیل البخاری نے کتاب التاریخ مین اور شیخ ابو محمد عبدالملک بن ہشام الحمیری نے کتاب سیرۃ مین اور نیز دوسرے محققین نے اپنی تصنیفات مین اس حدیث مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔

قاضی بیضاوی اور نیز دوسرے مفسرین نے سورۂ بقرہ کے حروف مقطعات کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ علمائے یہود نے نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے تعداد سنین کو اعداد حروف مقطعات سے مطابق فرما کر جواب دیا۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیۂ تفسیر بیضاوی مین جو شواہد الافکار سے موسوم ہے اور نیز تفسیر درّ منثور مین کتب معتبرۂ حدیث کے حوالہ سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبدالرحمن بن خلدون نے بھی مقدمۂ تاریخ مین لکھا ہے۔

شیخ شہاب الدین احمد خفاجی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ

وقیل انہ معروف فی اللغات القدیمۃ کالعبرانیۃ وھو کثیر فی التوراۃ کما فی رسالۃ فضائح الیہود للغزالی (انتہٰی) (ترجمہ) حساب جمل کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ قدیم زبانون کا (جیسے عبرانی زبان ہے) مشہور فن ہے۔ اور توریت مین کثرت سے مستعمل ہوا ہی جیسا کہ امام غزالی رح نے اپنی کتاب فضائح الیہود مین ذکر کیا ہے

ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین لکھا ہے کہ دلالتہ ہذہ الحروف علی تلک الاعداد لیست طبیعیۃ ولا عقلیۃ وانما ہی بالتواضع والاصطلاح الذی یسمونہ حساب الجمل نعم انہ قدیم مشہور (انتہٰی) (ترجمہ) دلالت ان حروف کی ان

اعداد پر طبعی نہیں ہے اور نہ عقلی ہے بلکہ یہ دلالت وضعی واصطلاحی ہے جسکا اصطلاحی نام حساب جمل ہے بے شک یہ قدیم اور مشہور اصطلاح ہے۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے کتاب سبحۃ المرجان فی آثار ہندستان مین لکھا ہے کہ

ما وقفت علی من وضع قاعدۃ الجمل وقرّر حروف الہجاء بازاء الاعداد۔ یعنی مین واقف نہین ہون کہ قاعدۂ جمل کا واضع کون ہے اور کس نے حروف تہجّی کے مقابلہ مین اعداد کو قائم کیا ہے۔

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ جمل صغیر کا واضع خداوند کریم ہے جلّ جلالہٗ وعم نوالہ جیسا کہ علی ددہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر مین لکھا ہے

کہ اول کتاب انزل اللہ من السماء ابوجاد ذکرہ السہیلی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (الخ) یعنی پہلی تحریر جس کو خدا نے آسمان سے اتارا وہ ابجد ہین ہین اس کو سہیلی نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے۔

اسی طرح شیخ احمد بونی نے کتاب شمس المعارف مین لکھا ہے کہ اما ابجد

فانہا سریانیۃ انزلت علی آدم علیہ السلام و ادریس و نوح وموسیٰ وعیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین یعنی ابجد سریانی زبان کے الفاظ ہین جو نازل ہوئے آدم ادریس نوح موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام پر۔

جُمَل صغیر کا پتا تو اسقدر چلتا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ لیکن جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ کا واضع کون ہے البتہ اس کی تحقیق نہین ہو سکی۔ بعض متقدمین کا قول ہے کہ جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ فن جمل کے اقسام فروعی ہین۔ اور ان سب کی اصل جمل صغیر ہے۔ یعنی جمل صغیر ہی سے یہ سب اقسام پیدا ہوئے ہین (الخ)

ہم کہتے ہین کہ جمل صغیر کو فن جمل کی ایک قسم قرار دینا چاہیئے ۔ ان اقسام کی تعریف اور اون کا باہمی فرق اور نیز یہ کہ جمل صغیر کو اس مقام پر اصل کا قائم مقام کیون قرار دیا گیا۔ ان تمام امور کو ہم اسی فصل کے ایک خاص بیان مین جو اقسام فن جمل سے موسوم ہوگا ذکر کرین گے انشا اللہ تعالےٰ ۔

کتاب محاضرۃ الاوائل مین مذکور ہے کہ حکیم فیثاغورث نے جو (ہرمس اول کا شاگرد تہا) اسرار حروف واسماے روحانیہ کی نسبت محققانہ بحث کی ہے اور طلسمات کا واضع بھی یہی شخص ہے اور علم وفق بہی (جس کی بنا علم جمل پر قائم ہے) اسی کا وضع کیا ہوا ہے ۔ اسی کے متعلق تاریخ حکماء مین ذکر ہے کہ اول من علم الوفق وعمل منہ العجائب فیثاغورث المذکور ولہ فی الاوفاق العددیۃ عجائب (انتہی) یعنی پہلا شخص جس نے علم وفق کو بنایا اور اس سے عجائبات کو پیدا کیا وہ فیثاغورث ہے اور فنون اوفاق مین جو اعدادی فن ہے عجیب چیزین اسی سے منسوب ہین ۔

بعض رسائل مین اس کا ذکر ہے کہ زبر و بیّنات کے قاعدہ کا واضع حکیم ارسطاطالیس ہے ۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ایسا کہنا درست نہین ہے اس لئے کہ زبر اور جمل صغیر دونون ایک ہین ۔ اور جمل صغیر کی نسبت یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ اس کا واضع حق جل شانہ ہے پس اس کو ارسطاطالیس سے منسوب کرنا عقل سے بعید ہے ۔

ہم یہ عرض کرتے ہین کہ جن اہل تحقیق نے زبر و بیّنات کی ایجاد کو حکیم ارسطاطالیس سے منسوب کیا ہے وہ قابل حرف گیری نہین ہین ۔ اگر مان لیا جاے کہ ہر ایک

حرف کے مقابلہ مین عدد کے قائم کرنے کا واضع خداوند کریم ہے تو قاعدۂ زبر و بیّنات
کی ایجاد سے اس مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ ہر ایک حرف کی ملفوظی شکل
یعنی اسم حرف کے اعداد کو زبر و بیّنات کہتے ہین مثلاً (ا) جس کی ملفوظی شکل (الف) ہے
اس کے عدد بقاعدۂ جمل (۱۱۱) ہین پس شکل ملفوظی کے پہلے حرف کے عدد کو اصطلاح
جمل مین (زُبر) کہتے ہین اور باقی کے اعداد کا نام (بیّنات) ہے یعنی (الف) مین حرف
اول (ا) کا عدد (۱) زبر کہلاوے گا۔ اور حروف باقیہ۔ ل۔ ف۔ کے اعداد (۱۱۰)
بیّنات سے موسوم ہون گے۔ اسی طرح (ب) کا ملفوظ (با) ہے جس مین (ب) کا
عدد (۲) زبر ہے۔ اور (ا) کا عدد (۱) بیّنات ہے۔ اور واضعان اقسام جمل نے
(زبر) ہی کو جمل صغیر کہا ہے۔ اور (بیّنات) کو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔
اس حالت مین اگر ہم قاعدہ زبر و بیّنات کی وضع کو کسی حکیم سے منسوب کرین تو
ہمارا یہ کہنا اوس امر مسلّمہ کے مغائر نہین ہے کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اس لئے
کہ جمل اصل ہے اور اس کے تمام اقسام اس کے فروع۔

ہماری تحقیق اور رائے مین حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر کہنا بھی سن وجہ درست
نہین ہے جیسا کہ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے بلکہ اوس کو مطلقاً جمل کا واضع
کہنا چاہیئے۔ لائق مصنف موصوف کے ذہن مبارک مین یہ اشکال اسی لئے پیدا
ہوئی ہے کہ آپ نے حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر تسلیم کرنے مین زیادہ غور نہین فرمایا
ہم بلحاظ تعریفات اقسام و اقوال صاحبان تحقیق یون کہہ سکتے ہین کہ جمل کا واضع
حکیم مطلق ہے۔ اور واضع جمل صغیر و کبیر (یعنی زبر و بیّنات) حکیم اسطالمالیس
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اسی طرح بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جمل کبیر کا واضع بھی حکیم ارسطا طالیس ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے اس تحقیق پر بھی اپنا اختلاف ظاہر فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہین کہ اس کے تصفیہ کے لئے بھی ہمارا وہ بیان کافی ہے جو گزرا جس کے بعد کوئی محل اشکال باقی نہین رہتا۔

علماے سنسکرت کا قول ہے کہ واضع حروف مقطعات ہی واضع جمل ہے اس فن کے متعلق سنسکرت مین متعدد کتابین ہین اور خاص خاص علوم کو متقدمین نے قاعدۂ ترقیم مین لکھا ہے (قاعدہ ترقیم کا ذکر ہمنے اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ باب دوم مین کیا ہے ـــ) سنسکرت مین ایک لاکھ اسی ہزار الفاظ ایسے ہین جنکی لئی اعداد مقرر ہین یعنی اعداد حروف کے سوا اعداد الفاظ کا بھی قاعدہ مقرر ہے اعداد حروف مین سنسکرت نے عدد ہزار پر قناعت نہین کی ہے بلکہ مرتبۂ الوف کے بعد ایک حرف کا عدد لاکہ ہے اسی طرح ایک حرف کا عدد کرور ہے اور یہ سلسلہ ختم تعداد حروف تک مسلسل چلا گیا ہے بدین وجہ کہ سنسکرت مین حروف تہجی کی تعداد ۲۸ سی یا ذٰ ہے لہذا اعداد کے مراتب بھی زیادہ ہین اور اعداد الفاظ کا قاعدہ اختصار کے لئے قائم ہوا ہے اور دنیا مین اسپر عمل سات ہزار سال سے بیان ہوا ہے اور اس کی وضع کا سہرہ مخلوق سے کسی کے سر نہین ہے یعنی اون کے پاس بھی خلّاق اکبر جلّ جلالہ واضع جمل ہے۔

فن جمل کو سنسکرت مین سنکیت وِدّیا کہتے ہین اور اس کا رتبہ حروف سے مقدم مانا گیا ہے یعنی حروف سے دنیا کی حاجتین اس قدر نہین پوری ہوتین جس قدر قاعدۂ ترقیم کر

اور اعلی علوم کی اکثر کتابین قاعدۂ ترقیم مین لکھی گئی ہین۔ مگر نقل نویسی نے قاعدہ ترقیم مین غلطیون کا طومار باندہ دیا۔ اور غلط نگارون کی بدولت ہندسون کی شکل کچھہ سے کچھہ ہوگئی۔ اور ترقیم مین قواعد کثیرہ کی تدوین اور اون کی تعریفات کے بخل نے صدہا کتابون کو لاینحل قرار دیا۔ آج ہم ان کو صرف دیکھتے ہین اور پڑہ نہین سکتے۔ تاڑ کے پتون پر ایسی چیزین بہت سی ہین اور بعض کی نسبت یہ پتا بہی چلا ہے کہ فلان فن مین لکھی گئی ہین۔ لیکن کاتب نے اس تحریر کے آغاز مین قواعد ترقیم کا کوئی اشارہ نہین کیا جس سے ہم اون کے مطالب سے فائدہ حاصل نہین کر سکتے

(۳) غایت جمل کا بیان

اس فن لطیف سے اہل جفر و نجوم و تکسیر وغیرہ کی جو کچھہ بہی غایت رہی ہو لیکن اہل جمل نے اس سے دو طرح پر کام لیا ہے۔

(۱) ہندسونکا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام ہندسون سے۔

نمبر (۱) کا استعمال عرب مین اس طرح پایا گیا ہے کہ ابتدا مین کل حسابی مقاصد حروف ہی سے حاصل کئے جاتے تہے۔ یعنی رقمی ہندسون کی ایجاد سے پہلے تمام حساب کتاب حروف ہی مین بقاعدہ جمل ہوا کرتا تہا۔ اور اق کتب پر شمار کے نمبر بہی حروف ہی مین لکھے جاتے تہے۔ بعض پرانی کتابین ہماری نگاہ سے بہی گزری ہین جن کے صفحات پر حروف ہی سے شمار قائم تہا۔ بقول بعض اہل تاریخ کے جب عربون نے باغراض حسابی ہندسون کو ایجاد کیا تو اعداد کی مختصر شکل سے اونکو تسکین نہ ہوئی اس لئے کہ اکثر ہندسون کی شکل سہل التغیر ہے خصوصًا صفر۔ پہر عربون از نقدی کاروبار

کے لئے رقمی ہندسے ایجاد کیے جن کی شکلین معنی خیز اور حروف سے مرکب ہین ۔
ہمنے اپنی تالیف سیاق دکن مین ان ہندسون کی حقیقت تفصیل کے ساتہ لکھی ہے ۔ لیکن رقمی ہندسون کے وضع ہونے کے بعد بہی وہ حسابی کاروبار جو رقمی معاملات کے سوا تہا حروف ہی مین قائم رہا ۔ ہمنے بعض عربی ایسے کتب بہی دیکھے ہین جو سنہ چارسو ہجری کے بعد لکھے گئے ہین جن کے صفحات کا شمار بہی حروف ہی مین پایا گیا ۔

بعض محققین نے اس کا ذکر کیا ہے کہ توریت مین بضمن احوال یعقوب علیہ السلام ۶۱۳ ۔ احکام کی تعداد کو (تریع مصوب) کے الفاظ مین بیان کیا گیا ہے اور اس مین عین کا عدد بعوض ۷۰ کے ۹۰ لیا گیا ہے ۔ یہ عددی اختلاف تو اختلاف مذاہب کا نتیجہ ہے جس کا بیان ہم فصل دوم کے آخر مین ایک خاص مقام پر کرین گے ۔

بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ واضع جمل کی غایت اس فن کے وضع کرنے سے یہی تہی کہ کتابت کے اغراض کے ساتہ حسابی ضرورت بہی حروف ہی سے پوری ہو اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو واضع حروف ۔ حروف کے ساتہ ساتہ ہندسون کے اشکال بہی وضع کرتا کیونکہ دنیوی کاروبار مین غرض کتابت حروف و حساب ایک دوسری کی لازم و ملزوم ہے ۔

اہل تاریخ نے ہر ایک زبان کے ہندسون کے وضع کی تاریخ مختلف طریقون پر لکہی ہے لیکن کسی نے ہندسون کی قدامت کو حروف کے ساتہ مساوی نہین تسلیم کیا ہے ۔
جب ہر ایک زبان کے ہندسون کا واضع کوئی نہ کوئی شخص مانا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اس سے پہلے ہندسون کا وجود نہ تہا تو اس سے یہی قیاس قائم ہوتا ہے کہ ہر ایک زبان مین ہندسون کی ایجاد سے قبل حروف ہی سے حسابی کام لیا جاتا تہا ۔

پس واقعات کی یادگار کے لئے چند ایسے حروف کا جمع کر دینا جن کے مجموعی اعداد سنہ واقعہ کے مساوی ہون اسی پہلی غایت مین داخل ہے۔ ہمنے بہت کچھ تلاش کی لیکن ہمکو عربی زبان مین قدما کے کلام سے کوئی ایسے الفاظ تاریخی ہاتہ نہ آے جو معنی دار بہی ہون اور نفس واقعہ کے ساتہ تعلق رکہتے ہون۔ ہم اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے دوسرے باب مین بضمن (تاریخ) کرین گے انشاءاللہ۔

حاصل یہ ہے کہ حروف سے ہندسون کا کام لینا فن جمل کی پہلی غایت ہے اور اسکو غایت اصلی سمجھنا چاہیئے۔

نمبر (۲) یعنی دوسری غایت کو غالباً اطبّاعون نے اپنے زور طبیعت سے پیدا کر لیا ہے اور سمجہا جاتا ہے کہ یہ طریقہ کتابت راز کے لئے بہت مفید ہے۔ اہل تکسیر و فوق و دعوت نے تو اپنے قواعد کے مطابق اس سے کام لیا ہے لیکن عموماً خط و کتابت کا ہندسون ہی مین کرنا اختراع اطبّاعان عجم کہا گیا ہے جس کو ہم اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ باب دوم مین بیان کرین گے۔ اس موقعہ پر دوسری غایت کے اظہار مین ہم اسی قدر بیان پر قناعت کرتے ہین کہ اصطلاح جمل مین اسی کا نام ترقیم ہے اور قاعدۂ ترقیم سے بہ نسبت اور زبانون کے سنسکرت نے زیادہ کام لیا ہے۔ ہندوستان مین بہی فی زمانا اس پر عمل درآمد ہے۔ جس اصول پر ٹلگراف یعنی تار برقی کا کام جاری ہے وہ قریب قریب اسی کے ہے۔ اگرچہ اُس مین اعداد حروف جمل کی مطابقت نہین ہے۔

فصل دوم متعلق بہ موضوع جمل

(۱) حروف و اعداد حروف کا بیان

(۱) عربی زبان کے متعلق صاحب قاموس فرماتے ہین کہ لفظ حرف کا اطلاق لغوی طرف

یعنی حرف ہجا پر ہے جو کلمہ کا مادہ ہے اور نیز حرف اصطلاحی یعنی حرف معنوی پر جو کلمہ کے اقسام سہ گانہ سے ایک قسم ہے۔ حرف کی جمع حروف اور احرف آئی ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

حروف ہجا کو حروف تہجی اور حروف مبانی اور حروف معجم اور حروف منفردہ اور مفردات اور حروف منفصلہ و مقطعات بھی کہتے ہین۔

علامہ بونی نے شمس المعارف الکبریٰ مین فرمایا ہے کہ ان سر کل امۃ فی کتابہا و سر کتاب اللہ تعالیٰ فی الحروف والحروف مختلفۃ الاشکال الخ یعنی تحقیق ہر ایک امۃ کا بھید اوس کی کتاب مین ہے اور کتاب اللہ کا بھید حروف مین اور حروف مختلف اشکال رکھتے ہین۔

شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ (شعر) ان الحروف ائمۃ الالفاظ شہدت بذلک السن الحفاظ (ترجمہ شعر) بہ تحقیق حروف ائمہ ہین الفاظ کے اور گواہی دیتی ہین اسپر حفاظ کی زبانین۔

کتب معتبرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زبان عربی کے حروف تہجی سب سے پہلے ابوالبشر آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام پر نازل ہوے جن کا مجموعہ الفاظ ذیل مین ہے۔ ابتث ۔ جحخد ۔ ذرزس ۔ شصضط ۔ ظعغف ۔ قکلم ۔ نوہی

شیخ علی ددہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخرین تفسیر الفصول سے نقل کیا ہے کہ اولُ ما نزلَ علی آدم علیہ السلام عَشرۃ صُحُفٍ ۔ اول لیلۃ من شہر رمضان وکان فیہا سورۃ مقطعۃ بحروف (الخ) وکان فی الصحف الحروف التسعۃ والعشرون (انتہی) یعنی پہلے جو چیز آدم علیہ السلام پر شہر رمضان کی پہلی رات مین

نازل ہوئی وہ دس صحیفے ہیں۔ اور انہیں میں تہا سوہ حروف مقطعہ اور ان صحیفوں میں ۲۹ حروف ہیں
علّامہ بونی نے شمس المعارف میں بحوالہ بحرالوقوف لاحمد البونی فرمایا ہے کہ
اول کتاب انزل علی آدم علیہ السّلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ حروف معجم ہیں۔
پھر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم
فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ
ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی۔ یعنی جب سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف معجم ا ب ت ث (الخ) ہیں۔
پھر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسماہا عربیۃ وفیہا اسرار جمیع
الکتب والصحف المنزلۃ وزیادۃ علیہا واما الابجد فسریانیۃ (الخ) یعنی چونکہ وہ حروف عربی ہیں لہذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکھا اور انہیں حروف میں تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں کے اسرار ہیں اور اون کے علاوہ اور اسرار بھی ہیں۔ لیکن ابجد سریانی ہے۔
شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر میں لکھا ہے کہ
قال عبدالملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنۃ عربیاً
الی ان بعد العہد وطال حُرّف وصار سریانیاً وہو منسوب الی ارض سورتۃ وہی ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام وقومہ قبل الغرق (الخ) یعنی فرمایا عبدالملک بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتھ آدم علیہ السلام جنت سے اترآئے عربی

تھی ۔ زمانہ دراز کے بعد تحریف ہو کر سریانی ہو گئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران کی جانب ۔ اور ملک سوران ایک جزیرہ تھا جس مین تھے نوح علیہ السلام اور اون کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہمنے اوپر عرض کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حروف تہجی کا معلّم اول اور منزّل ۔ خداوند کریم ہے جل جلالہ ۔ اور ابوالبشر آدم علیہ السلام پہلے شخص ہین جنپر حروف عربیہ نازل ہوے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی ابجد آدم مین جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے انہین حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ ومروجہ مین حروف تو وہی ہین لیکن اون کا سلسلہ اور اون کی ترتیب اور اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہین اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے ۔ جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے ۔

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے ۔ اور لا کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے ۔ اور بعض نے ہمزہ کو بھی حروف مین شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس مین بھی بہت کچھ اختلاف رہا ہے ۔ اہل جمل و وفق و دعوت و سیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی مین شمار نہ کرنا چاہیئے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیئے ۔ چنانچہ ۔

جاربردی نے بھی شرح شافیہ مین لکھا ہے کہ وکان المبرّد یعدّھا ثمانیۃ وعشرین ویترک الھمزۃ ویقول الھمزۃ لاصورۃ لھا وانما تکتب تارۃ واواً وتارۃ یاءً وتارۃ الفاً فلااعدّ ہا مع الحروف التی اشکالہا محفوظۃ ومعروفۃ انتہیٰ

یعنی مُبّرد نحوی نے حروف تہجی کو ۲۸ شمار کیا ہے اور ہمزہ کو ترک کیا ہے۔ اس لئے کہ ہمزہ کے لئے کوئی صورت نہیں ہے یعنی وہ کبھی واؤ کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی یا کی شکل میں اور کبھی الف کی۔ لہذا ہمزہ کو اون حروف میں شمار نہیں کیا جن کی شکلیں محفوظ اور معروف ہیں۔

الحاصل واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی عربی سے بسلسلۂ ترتیب ابجد نوحی ہر ایک حرف کے لئے ایک عدد خاص قرار دیا ہے پس اعداد کے سلسلہ اور ترتیب میں پہلا درجہ آحاد کا ہے یعنی اکائیوں کا۔ اور دوسرا درجہ عشرات یعنی دہائیوں کا اور تیسرا درجہ مات کا یعنی سیکڑے۔ اور چوتہا درجہ الوف کا جس میں صرف ایک حرف کے ایک ہزار عدد ہیں۔ اس لئے کہ مجموعی تعداد حروف میں گنجائش اسی قدر تہی۔

ہم اس موقع پر ابجد آدم سے قطع نظر کرتے ہیں جو کہ متروک ہے اور بدیں وجہ کہ ابجد نوحی مقبول و مروج ہے صرف اسیکو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور یہ بات ہم کو متحقق نہ ہوسکی کہ ابجد آدم کو جس کے حروف کی ترتیب ترتیب مروجہ حروف تہجی کے ساتہ مطابق تہی کیوں فروغ نہ ہوا۔

الغرض واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی سے ۹ حروف کو آحاد کے لئے مخصوص کیا اور نو کو عشرات کے لئے۔ اور نو کو مات کے لئے۔ اور ایک حرف کو الف کے لئے ملاحظہ ہو نقشۂ ذیل جس کو ہم نے نقشۂ (الف) سے موسوم کیا ہے جس سے یہ چاروں مدارج مع ہر ایک حرف کے عدد مقررہ کے ظاہر ہوتے ہیں

نقشۂ الف

احاد	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الف	غ								
عدد	۱۰۰۰								

اسمعیل بن محمد القنوی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین انہین چار مراتب کا ذکر کیاہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہین اعداد کو قائم کیاہے جو نقشۂ بالا مین لکھے گئے ہین اور کہا گیاہے کہ یہ مذہب مشارقہ کاہے۔ مغاربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے۔ جس کا تفصیلی بیان اسی فصل مین آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکھاہے کہ کل حروف تہجی کو اون کے اعداد کے ساتھ دو سطرون مین لکھنا چاہیئے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل مین اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف مین کوئی فرق نہین آتا۔ ہم نقشۂ ذیل مین جس کو نقشۂ (ب) سے موسوم کرتے ہین۔

اس ترتیب کو بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

عشرات	ی	ک گ	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	ق	ر ڑ	ش	ت ٹ	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

(۳) **زبان سنسکرت کا جمل** سنسکرت کے بعض عالمون کا قول ہے کہ عربون نے طریقۂ جمل کو زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک فصل اول مین بیان کر آے ہین یہ سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۳۶) ہین (پنڈت جگت پرشاد و دیابھوشن ترکہ سرومنی۔ انتخاب ہند) سے نے سچ کہا ہے کہ الوف کے درجہ مین حروف سنسکرت متعدد ہین اور عربون نے قلت حروف کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت مین کثرت حروف کی وجہ سے مرتبہ الوف بھی مثل اور مراتب کے کامل ہے۔

الغرض حروف سنسکرت اور اون کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے نقشۂ ذیل مین کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہین۔

جس طرح ابجد نوحی مین سلسلہ حروف تہجی باغراض جمل بدلا ہوا ہے اسیطرح سنسکرت مین بھی باغراض جمل حروف کا سلسلۂ اصلی قائم نہین ہے۔ اور جسطرح ابجد آدم مین بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ مین اختلاف ہے اس طرح سنسکرت مین کوئی خاص ابجد بلحاظ ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہین ہے۔

آحاد			عشرات			مآت			الوف		
صوت حرف	تلفظ	اعداد	صوت حرف	تلفظ	اعداد	صوت حرف	تلفظ	اعداد	صوت حرف	تلفظ	اعداد
प	پا	۱	ने	نے	۱۰	तु	تو	۱۰۰	टो	ٹو	۱۰۰۰
र	را	۲	ज	جم	۲۰	ठा	ٹھا	۲۰۰	ग	گا	۱۰۰۰۰
दे	دے	۳	घे	گھے	۳۰	री	ری	۳۰۰	घा	چھا	۱۰۰۰۰۰
श	ش	۴	अ	آ	۴۰	मु	سون	۴۰۰	औ	او	۱۰۰۰۰۰۰
क	کا	۵	ब	وا	۵۰	ढा	ڈھا	۵۰۰	उ	وُ	۱۰۰۰۰۰۰۰
था	تھا	۶	ल	لا	۶۰	ड	ڈا	۶۰۰	श्री	سوی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰
वि	وی	۷	भ	بھا	۷۰	ह	ہا	۷۰۰	ई	ئی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰
च	چا	۸	धा	دھا	۸۰	[illegible]	ئی	۸۰۰	औ	آؤ	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰
ख	کھا	۹	य	یا	۹۰	फ	پھا	۹۰۰	फ	پھا	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

اور بدین وجہ کہ عربی مین ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہی لہذا سسنکرت کو عربی کے ساتہ اس خاص باب مین اتحاد کامل ہے۔ ہمارے اس بیان کو ناظرین اوس وقت سمجہہ سکین گے جب کہ آیندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہون۔

(۴) رومیون کا جُمل | رومیون نے بہی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی غایت پر غور کرکے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دئے ہین اور انہین ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب مین کام لیا ہے۔ ہمکو کسی تاریخ سے اس کا پتا نہین ملا کہ اس کا واضع کون ہے۔ اور کس زمانہ سے اون کے پاس یہ عمل جاری ہے۔ ان کی ایجاد کے اعلیٰ قدر دان اس وقت مغربی قومین ہین جن مین سے ایک انگریز بہی ہین جن کے پاس۔

(۱)	حرف	ائی	کا	ایک عدد محسوب ہوتا ہے		اور
(۲)	حرف	وِی	کا	عدد	پانچ ہے	اور
(۳)	حرف	ایکس	کا	عدد	دس ہے	اور
(۴)	حرف	ایل	کا	عدد	پچاس ہے	اور
(۵)	حرف	سی	کا	عدد	سو ہے	اور
(۶)	حرف	ڈی	کا	عدد	پانسو ہے	اور
(۷)	حرف	ایم	کا	عدد	ہزار ہے	۔

ان کے اہل تاریخ لکہتے ہین کہ عربی ہندسون کی ایجاد ہونے سے قبل رومی طریقہ سے کام لیا جاتا تہا اور یورپ کا طرز عمل یہی تہا کہ ہندسون کے عوض انہین

ے حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے - اور ہندسون کے وضع ہونے کے بعد بھی
بعض خاص کامون مین اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے -
زمانہ حال کے ایک طبّاع انگریزی شاعر نے حافظ شیراز کی تاریخ وفات
(خاک مصلّی - ۷۹۱) کو انگریزی زبان مین اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا
ہے کہ اگر اوس مین سے صرف حروف بالا کے اعداد شمار ہون تو اون اعداد کے
مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے - اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی
شعرا بھی فن جمل اور اوس کی غایت نمبر (۱) سے دلچسپی رکھتے ہین - حافظ شیراز
علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ مین چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تاریخ متذکرہ عنوان موجود ہے
اگر طبّاع لوگ ہر ایک زبان مین جس مین فن جمل رائج نہ ہو ابجد آدم کے اصول
پر تاریخ لکھنا چاہین تو برابر لکھہ سکتے ہین اور اون کی یہ جدّت اون زبان کے لٹریچر
پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انہون نے اس مین داخل کیا -
جن زبانون مین فن جمل نہین ہے اون مین اس فن کا دخل صرف باصول
ابجد آدمؔ ہو سکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تہ و بالا کرنے کے لئے کوئی
مستحکم اصول موجود نہین ہے اور نہ یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچی ہے کہ واضع جمل
عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ و بالا
کیا ہے - اس موقع پر پہونچکر ہم ابجد آدمؔ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہین و اس مین
یہ بڑی خوبی ہے کہ غیر زبانون مین جمل کو رواج دینے کے لئے ابجد آدمؔ ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کی لئے بلغراض

نازل ہوئی وہ دس صحیفے ہیں۔ اور انہیں میں تہا سوہ حروف مقطعہ اور اون صحیفون مین ۲۹ حرف ہیں
علّامہ بونی نے شمس المعارف مین بحوالہ بحرالوقوف لاحمد البونی فرمایا ہے کہ

اول کتاب انزل علی آدم علیہ السّلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ حروف معجم ہین۔

پہر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم

فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ
ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی۔ یعنی جب سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف معجم ا ب ت ث (الخ) ہین۔

پہر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسماہا عربیۃ وفیہا اسرار جمیع

الکتب والصحف المنزلۃ وزیادۃ علیہا واما الابجد فسریانیۃ (الخ) یعنی چونکہ وہ حروف عربی ہین لہذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکہا اور انہین حروف مین تمام نازل شدہ کتابون اور صحیفون کے اسرار ہین اور اون کے علاوہ اور اسرار بہی ہین۔ لیکن ابجد سریانی ہے۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر مین لکہا ہے کہ

قال عبدالملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنۃ عربیا

الی ان بعد العہد وطال حُرّف وصار سریانیاً وہو منسوب الی ارض سورنتہ وہی

ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام وقومہ قبل الغرق (الخ) یعنی فرمایا عبدالملک بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتہ آدم علیہ السلام جنت سے اترآئے عربی

تھی۔ زمانہ دراز کے بعد تحریف ہوکر سریانی ہوگئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران کی جانب۔ اور ملک سوران ایک جزیرہ تھا جس مین تھے نوح علیہ السلام اور اون کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہمنے اوپر عرض کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حروف تہجی بی کا معلّم اول اور منزّل۔ خداوند کریم ہے جل جلالہ۔ اور ابوالبشر آدم علیہ السلام پہلے شخص ہین جنپر حروف عربیہ نازل ہوے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی ابجد آدم مین جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے اونہین حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ ومروجہ مین حروف تو وہی ہین لیکن اون کا سلسلہ اور اون کی ترتیب اور اس ابجد کے الفاظ سُریانی زبان کے ہین اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے۔ جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے۔

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے۔ اور لا کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور بعض نے ہمزہ کو بھی حروف مین شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس مین بھی بہت کچھ اختلاف رہا ہے۔ اہل جمل و وفق و دعوت و سیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی مین شمار نہ کرنا چاہیئے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیئے۔ چنانچہ۔

جاربردی نے بھی شرح شافیہ مین لکھا ہے کہ وکان المبرّد یعدّہا ثمانیۃ وعشرین ویترک الہمزۃ ویقول الہمزۃ لاصورۃ لہا وانما تکتب تارۃ واواً وتارۃ یاءً وتارۃ الفاً فلا اعدّہا مع الحروف التی اشکالہا محفوظۃ ومعروفۃ انتہی

یعنی مُبّرِد نحوی نے حروف تہجی کو ۲۸ شمار کیا ہے اور ہمزہ کو ترک کیا ہے۔ اس لئے کہ ہمزہ کے لئے کوئی صورت نہین ہے یعنی وہ کبھی واؤ کی شکل مین ہوتا ہے اور کبھی یا کی شکل مین اور کبھی الف کی۔ لہذا ہمزہ کو اون حروف مین شمار نہین کیا جن کی شکلین محفوظ اور معروف ہین۔

الحاصل واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی عربی سے بسلسلۂ ترتیب ابجد ہوّزحطّی ہر ایک حرف کے لئے ایک عدد خاص قرار دیا ہے پس اعداد کے سلسلہ او ترتیب مین پہلا درجہ آحاد کا ہے یعنی اکائیون کا۔ اور دوسرا درجہ عشرات یعنی دہائیون کا اور تیسرا درجہ مات کا یعنی سیکڑے۔ اور چوتھا درجہ الوف کا جس مین صرف ایک حرف کے ایک ہزار عدد ہین۔ اس لئے کہ مجموعی تعداد حروف مین گنجایش اسی قدر تھی۔

ہم اس موقع پر ابجد آدم سے قطع نظر کرتے ہین جو کہ متروک ہے اور بدین وجہ کہ ابجد ہوّز مقبول و مروّج ہے صرف اسیکو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اور یہ بات ہم کو متحقق نہ ہوسکی کہ ابجد آدم کو جس کے حروف کی ترتیب مروجہ حروف تہجی کے ساتھ مطابق تھی کیون فروغ نہ ہوا۔

الغرض واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی سے ۹ حروف کو آحاد کے لئے مخصوص کیا اور نو کو عشرات کے لئے۔ اور نو کو مات کے لئے۔ اور ایک حرف کو اُلُف کے لئے ملاحظہ ہو نقشۂ ذیل جس کو ہم نے نقشۂ (الف) سے موسوم کیا ہے جس سے یہ چارون مدارج مع ہر ایک حرف کے عدد مقررہ کے ظاہر ہوتے ہین

نقشۂ الف

احاد	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الف	غ								
عدد	۱۰۰۰								

اسمعیل بن محمد القنوی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین انہین چار مراتب کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہین اعداد کو قائم کیا ہے جو نقشۂ بالا مین لکھے گئے ہین اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب مشارقہ کا ہے۔ مغاربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے جس کا تفصیل بیان اسی فصل مین آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکھا ہے کہ کل حروف تہجی کو اون کے اعداد کے ساتھ دو سطرون مین لکھنا چاہیئے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل مین اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف مین کوئی فرق نہین آتا۔ ہم نقشۂ ذیل مین جس کو نقشۂ (ب) سے موسوم کرتے ہین۔ اس ترتیب کو بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

عشرات	ی	ک گ	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	ق	ر ڑ	ش	ت ٹ	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

(۳) زبان سنسکرت کا جمل | سنسکرت کے بعض عالمون کا قول ہے کہ عربون نے طریقہ جمل کو زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک فصل اول مین بیان کر آے ہین سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۳۶) ہین (پنڈت جگت پرشاد و دیا بھوشن ترکہ سردمنی ـ انتخاب ہند) سے سچ کہا ہے کہ الوف کے درجہ مین حروف سنسکرت متعدد ہین اور عربون نے قلت حروف کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت میں کثرت حروف کی وجہ سے مرتبہ الوف بھی شامل اور مراتب کے کامل ہے ـ

الغرض حروف سنسکرت اور اون کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے نقشۂ ذیل مین کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہین ـ

جس طرح ابجد نوحی مین سلسلہ حروف تہجی باغراض جمل بدلا ہوا ہے اسیطرح سنسکرت مین بھی باغراض جمل حروف کا سلسلۂ اصلی قائم نہین ہے ـ اور جسطرح ابجد آدم مین بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ مین اختلاف ہے اس طرح سنسکرت مین کوئی خاص ابجد بلحاظ ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہین ہو ـ

احاد			عشرات			مآت			الوف		
صوت حرف	تلفظ	اعداد	صوت حرف	تلفظ	اعداد	صوت حرف	تلفظ	اعداد	صوت حرف	تلفظ	اعداد
प	پا	۱	ने	نے	۱۰	तु	تو	۱۰۰	टो	ٹو	۱۰۰۰
र	را	۲	ज	جم	۲۰	ठ	ٹھا	۲۰۰	ग	گا	۱۰۰۰۰
दे	دے	۳	घे	گھے	۳۰	री	ری	۳۰۰	छा	چھا	۱۰۰۰۰۰
श	ش	۴	अ	آ	۴۰	सु	سون	۴۰۰	ओ	او	۱۰۰۰۰۰۰
क	کا	۵	ब	وا	۵۰	ढा	ڈہا	۵۰۰	उ	وُ	۱۰۰۰۰۰۰۰
था	تھا	۶	ल	لا	۶۰	ह	ڈا	۶۰۰	श्री	سوی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰
वि	وی	۷	भ	بھا	۷۰	ह	ہا	۷۰۰	ई	ئی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰
च	چا	۸	धा	دھا	۸۰	ई	ئی	۸۰۰	औ	آؤ	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰
ख	کھا	۹	य	یا	۹۰	फ	پھا	۹۰۰	फ	پھا	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

اور بدین وجہ کہ عربی مین ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہی لہذا سنسکرت کو عربی کے ساتہ اس خاص باب مین اتحاد کامل ہے۔ ہمارے اس بیان کو ناظرین اوس وقت سمجہہ سکین گے جب کہ آیندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہون۔

(۴) رومیون کا جمل | رومیون نے بہی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی غایت پر غور کر کے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دئے ہین اور انہیں ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب مین کام لیا ہے۔ ہمکو کسی تاریخ کر اس کا پتا نہیں ملا کہ اس کا واضع کون ہے۔ اور کس زمانہ سے اون کے پاس یہ عمل جاری ہے۔ ان کی ایجاد کے اعلی قدردان اس وقت مغربی قومین ہین جن مین سے ایک انگریز بہی ہین جن کے پاس۔

(۱) حرف ائی کا ایک عدد محسوب ہوتا ہے اور
(۲) حرف وِی کا عدد پانچ ہے اور
(۳) حرف ایکس کا عدد دس ہے اور
(۴) حرف ایل کا عدد پچاس ہے اور
(۵) حرف جی کا عدد سو ہے اور
(۶) حرف ڈی کا عدد پانسو ہے اور
(۷) حرف ایم کا عدد ہزار ہے۔

ان کے اہل تاریخ لکہتے ہین کہ عربی ہندسون کی ایجاد ہونے سے قبل رومی طریقہ سے کام لیا جاتا تہا اور یورپ کا طرز عمل یہی تہا کہ ہندسون کے عوض انہین

ے حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے۔ اور ہندسون کے وضع ہونے کے بعد بھی بعض خاص کامون مین اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے۔

زمانہ حال کے ایک طبّاع انگریزی شاعر نے حافظ شیراز کی تاریخ وفات (خاک مصلّی۔ ۷۹۱) کو انگریزی زبان مین اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ اگر اوس مین سے صرف حروف بالا کے اعداد شمار ہون تو اون اعداد کے مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی شعرا بھی فن جمل اور اوس کی غایت نمبر (۱) سے دل چسپی رکھتے ہین۔ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ مین چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تاریخ متذکرہ عنوان موجود ہے

اگر طبّاع لوگ ہر ایک زبان مین جس مین فن جمل رائج نہ ہو ابجد آدم کے اصول پر تاریخ لکھنا چاہین تو برابر لکھہ سکتے ہین اور اون کی یہ جدّت اس زبان کے لٹریچر پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انھون نے اس مین داخل کیا۔

جن زبانون مین فن جمل نہین ہے اون مین اس فن کا دخل صرف باصول ابجد آدمؑ ہو سکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تہ و بالا کرنے کے لئے کوئی مستحکم اصول موجود نہین ہے اور نہ یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچی ہے کہ واضع جمل عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ و بالا کیا ہے۔ اس موقع پر پہونچکر ہم ابجد آدمؑ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہین و نیز اس مین یہ بڑی خوبی ہے کہ غیر زبانون مین جمل کو رواج دینے کے لئے ابجد آدمؑ ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کے لئے بلغراض

جُمل چند الفاظ موضوع اور مقرر ہین بعض نے اون الفاظ کو الفاظ ابجدیہ کہا ہے اور
ابجد باوجودیکہ سریانی زبان کا لفظ ہے لیکن عربون کے پاس بقاعدہ عربی اسکی جمع
ابوجاد آئی ہے جیسا کہ شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل مین لکھا ہے۔

قال السہیلی۔ قد جری ابوجاد علی لفظ لایجوز الاان یکون عربیا تقول ہذا ابوجاد
ورایت اباجاد ومررت بابی جاد واختلف فی معناہ (الخ) یعنی کہا ہے سہیلی نے
کہ ابوجاد ایک ایسے لفظ پر مستعمل ہوا ہے جس کے لئے جائز نہین ہے مگر یہ کہ ہو وہ
عربی۔ کہا جاتا ہے۔ ہذا ابوجاد۔ رایت اباجاد۔ ومررت بابی جاد۔ اور اختلاف
کیا گیا ہے اس کے معنی مین۔

صاحب شمس اللغات نے لفظ ابوجاد کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ
ابجد ہے۔ اور صاحب مؤید الفضلا لفظ ابوجاد پر فرماتے ہین کہ اس سے ابجاد مراد
ہے۔ پس ابجد کی جمع ابجاد اور ابوجاد متحقق ہے۔ بڑی حیرت اسپر ہے کہ لغات
عرب اس سے ساکت ہین۔

بعض محققین نے الفاظ ابجد ہوزحطی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ معنی دار ہین۔ جو کچھ
اون کا خیال ہے ہم اوس کو اسی بیان مین اس کے موقع پر ہدیہ ناظرین کرین گے۔

اہل تحقیق کا اسپر اتفاق ہے کہ مختلف اعتبارات سے الفاظ جمل کے مختلف
اقسام ہین۔ صاحب ملخص تسلیم نے بھی چند اقسام کا ذکر فرمایا ہے۔ اور صاحب معدن
الجواہر نے مع شئی زاید انکی تعریف کی ہے۔ لیکن طرز بیان مین کچھ ایسی گڈبڈ ہوگئی
ہے کہ شائقین فن سمجھنے کے اشتیاق مین سر پکڑ کر رہجاتے ہین۔ لہذا ہمنے اون کی ترتیب
نہ صرف بیان اقسام کے طور پر قائم کی ہے بلکہ جابجا اس بات کے سمجھانے کی بھی کوشش

کی ہے کہ کونسی قسم مورخ کے لئے کس موقعپر کام آتی ہے ۔ بنیا داعداد کے لحاظ سے مقدم تو وہی ابجد نوحیؑ ہے جس کو ہمنے اپنی اس ترتیب مین دوسرا نمبر دیا ہے۔ لیکن قدامت کا سہرا باوا آدمؑ کی ابجد کے سر ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو ہم سب سے پہلے عرض کرتے ہین ۔

(۱) ابجد آدمؑ | سب سے قدیم اور پرانی ابجد کے الفاظ جن کو بعض محققین نے ابجد آدم کہا ہے (۷) ہین ۔

(۱)	ابتث	جس مین حروف	ا	ب	ت	ث	ہین
(۲)	جحخد	جس مین حروف	ج	ح	خ	د	ہین
(۳)	ذرزس	جس مین حروف	ذ	ر	ز	س	ہین
(۴)	شصضط	جس مین حروف	ش	ص	ض	ط	ہین
(۵)	ظعغف	جس مین حروف	ظ	ع	غ	ف	ہین
(۶)	قکلم	جس مین حروف	ق	ک	ل	م	ہین
(۷)	نوہی	جس مین حروف	ن	و	ہ	ی	ہین

ان الفاظ کے متعلق ہم کچھہ زیادہ نہین لکھین گے اس لئے کہ ہم گزشتہ حصہ کتاب مین بیان کر آئے ہین کہ یہ ابجد متروک ہے ۔ اگر یہ مروج رہتی تو اعداد مروجہ و مخصوصہ حروف ابجد نوحیؑ مین ہی کا یا پلٹ ہوجاتی اور اس کا باوا آدمؑ ہی نرالا ہوتا اور اس کا نام بعوض ابجد کے ابتث رکھا جاتا اور اسکی اشاعت مین اعداد و مراتب حروف حسب نقشۂ ذیل قرار پاتے ۔

آحاد	ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	غ	ف	ق	ک	ل	م	ن	و	ہ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	ی								
	۱۰۰۰								

بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم کی تعریف کی ہے اس لئے کہ حروف تہجی کی مروجہ ترتیب اس مین قائم ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے کہ اس ابجد کے ہر ایک لفظ مین پہلا حرف مفتوح ہے اور دوسرا مکسور اور تیسرا مضموم اور چوتھا ساکن۔

ہم نے اس کا ذکر صرف تاریخی طریقہ پر کر دیا ہے۔ جمل مروجہ مین اس کو کچھ دخل نہین ہے۔ لیکن اگر کوئی مورخ اس صراحت کے ساتھ کہ ہمنے ابجد آدم پر عمل کیا ہے۔ تاریخ لکھے تو اسپر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ ہماری راے مین وہ خلف الرشید کہلانیکا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ اسنے باوا آدم کی ابجد کو زندہ کیا۔

صاحب معدن الجواہر نے ابجد آدم کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس کے اعداد مین آپ سے غالبًا تسامح ہوا ہے۔ آپ کا مرتبہ نقشہ حسب ذیل ہے۔

(۲) هوز بمعنی اتبع هواه - یعنی پیروی کی آدم نے ہوای نفسانی کی

(۳) حطی بمعنی حط ذنبہ بالتوبۃ والاستغفار - یعنی محو کیا گیا اوس کا گناہ توبہ اور استغفار کی وجہ سے -

(۴) کلمن بمعنی تکلم بکلمۃ فتاب علیہ بالقبول والرحمۃ - یعنی کلام کیا ایک کلمہ سے پس قبول ہوئی اوس کی توبہ پروردگار کی رحمت سے -

(۵) سعفص بمعنی ضاق علیہ الدنیا فافیض علیہ - یعنی تنگ ہوئی دنیا اسپر پس بہائی گئی اسپر یعنی بہت دی گئی -

(۶) قرشت بمعنی اقر بذنبہ فتشرف بالکرامۃ - یعنی اعتراف کیا اپنے گناہ کا پس مشرف بکرامت ہوا -

(۷) ثخذ بمعنی اخذ من اللہ قوۃ - یعنی حاصل کی اللہ سے قوت

(۸) ضظغ بمعنی سد عنہ نزغ الشیطان بالعزیمۃ - یعنی جاتا رہا اوس سے شیطان کا دباؤ بسبب کلام حق اور توحید کے

بعض محققین نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ یہ آٹھون لفظ زبان سریانی کے ہین

صاحب غیاث ہی کا قول ہے کہ بقول بعض اباجاد نام ایک بادشاہ گزرا ہے اور اسی کا مخفف ابجد ہے اور باقی سات کلمے اوس کے فرزندون کے نام ہین -

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مرامر نام ایک شخص تہا جس نے خط لکھنے کی ایجاد کی اور یہ آٹھون لفظ اوس کے آٹھ فرزندون کے نام ہین -

پھر آپ ہی نے بحوالہ ضوابط عظیم لکھا ہے کہ ان آٹھون الفاظ کے خاص معنی ہین۔ یعنی (۱) **ابجد** آغاز کیا (۲) **ہوّز** لگیا (۳) **حطّی** واقف ہوا (۴) **کلمن** سخنگو ہوا (۵) **سعفص** اس سے سیکہا (۶) **قرشت** ترتیب دیا (۷) **ثخّذ** نگاہ رکہا (۸) **ضظّغ** تمام کیا۔

ان آٹھون الفاظ کے متعلق صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ یہی ابو البشر ہی پر اول نازل ہوئے پہر اور انبیا علیہم السلام پر۔ بعض علما محققین نے ان کو بامعنی خیال کیا ہے اور بعض کے پاس بے معنی ہین یعنی اعلام۔ بعض آخر الذکر نے ان کو شیاطین اور سلاطین کے نام سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ صراح و منتخب اللغات اور منتہی الارب مین مذکور ہے۔ آخر پر آپ فرماتے ہین کہ جب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچی ہے کہ یہ الفاظ صحف اور کتب سماویہ کے ذریعہ سے انبیا علیہم السلام کو نازل ہوے ہین اور اون کا واضع حق جلّ شانہ ہے تو وضع اول کو بے معنی نہین خیال کر سکتے اور وضع ثانی مین اونکو اعلام مین داخل کر لینا زمانیون کا اختیاری امر ہے اور اس وقت ہمارا اونکو بے معنی کہنا ہمارے قلّت و نقص علم کے سوا اور کچھہ نہین انتہی۔

الحاصل الفاظ ابجد کے جتنے اقسام اسی سلسلہ مین آنے والے ہین اون سب کا ماخذ یہی ابجد نوحی ہے اور اون الفاظ کے حروف باعتبار عدد اسی ابجد نوحی کے تابع ہین اہل فنون نے خصوصیات خاص اور اپنی اپنی ضرورت پر اون کے اقسام کو جدا جدا قائم کیا ہے۔ یہ ابجد زمانے مین کچھہ ایسی مرغوب ہوئی کہ اولاد آدم نے باوا آدم کے ابجد کو ترک کر کے اسی کو اختیار کیا۔

نقشۂ ذیل مین الفاظ ابجد نوحی کے حروف کو عددون کے ساتہ ہم نے ہدیۂ

ناظرین کیا ہے ۔ **نقشۂ ابجد نوحی**

الفاظ	ابجد				ہوز			
حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	
الفاظ	حطی			کلمن				
حروف	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	
اعداد	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	
الفاظ	سعفص				قرشت			
حروف	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت
اعداد	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
الفاظ	ثخذ			ضظغ				
حروف	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ		
اعداد	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰		

(۳) ابجد ترفع و تنزل | الفاظ ابجد کی تیسری قسم ابجد ترفع ہے جو نو لفظوں پر شامل ہے ۔ انہیں الفاظ اور ان کے اعداد سے اہل علم جفر وغیرہم نے بھی کام لیا ہے اور بلحاظ قواعد قبض و بسط اعداد حروف و بہ نسق مراتب احاد و عشرات اپنا مقصد حاصل کیا ہے ۔ صانع تاریخ سے صنعت بسط ترفع مین اسی ابجد سے کام لیا جاتا ہے ۔

(۱) **ایقغ** (۲) **بکر** (۳) **جلش** (۴) **دمت** (۵) **ہنث**

(۶) وسنخ (۷) زعذ (۸) حفض (۹) طصظ

ان لفظون کے معنی سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیے۔ اگر ہم لغات مین ان کے معنی ڈھونڈنے بیٹھین اور کسی لفظ کے کچھ معنی نکل بھی آوین تو واضع کے مقصود سے ان کو کچھ تعلق نہ ہوگا۔ ان الفاظ کے ہر ایک حرف کے وہی عدد ہون گے جو ابجد نوحی نمبر ۲ مین بیان ہوے ہین۔

ان الفاظ کا ایک نقشہ ہم نے ذیل مین دیا ہے جس کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ مین پہلا حرف احاد کا ہے اور دوسرا حرف اسی مرتبہ کے عشرات کا اور تیسرا حرف اسی مرتبہ کے آٹ کا۔ اسی طرح صرف لفظ اول مین چوتھا حرف اسی مرتبہ کے الوف کا ہے۔

مثلاً (ایقغ) اس کے پہلے حرف کا عدد ایک ہے تو دوسرے حرف کا عدد ایک صفر کی زیادتی سے دس اور تیسرے حرف کا عدد دو صفر کی زیادتی سے سو اور چوتھے حرف کا عدد تین صفر کی زیادتی سے ہزار۔ وقس علیہ البواقی۔

اس نرالی ابجد کا فائدہ صنائع تاریخ مین پہونچکر معلوم ہوگا جس کو نسق مراتب اعداد اور ربط کہا گیا ہے۔

اگر اس فن کا مبتدی اس قسم کی حقیقت سے آگاہ نہ ہولے تو وہ صنائع تاریخ کو آسانی کے ساتھ نہین سمجھ سکتا۔

نقشۂ ذیل کے ہر ایک خانہ کے حروف کو اوپر سے نیچے کی جانب یعنی کھڑا پڑھیے تو ابجد ترفع حاصل ہوگی۔ اور سطرون کے اصول پر سلسلہ وار آڑا پڑھیے تو ابجد نوحی کے الفاظ حاصل ہون گے جن کا بیان نمبر (۲) پر گزر چکا ہے۔

بدین وجہ کہ ہر ایک لفظ مین ایک ہی عدد کے مراتب اعلی کے کل حروف جمع ہوے
ہین اس کو ابجد ترفع کہنا بیجا نہین ہے۔ اسی ابجد سے تنزل کا مقصد بہی
حاصل ہوتا ہے یعنی اسی ابجد کے ہر ایک لفظ کو الٹا دین تو اسکو ابجد تنزل کہا
جا سکتا ہے جیسے (ایقغ) کا عکس (غقیا) اور (بکر) کا عکس (رکب)
ہم نے نقشہ ابجد ترفع کے بعد۔ ابجد تنزل کا بہی ایک نقشہ ہدیہ ناظرین کیا ہے
اہل جمل نے اس ابجد کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہین رکہا۔
بدین وجہ کہ ابجد نمبر (۱) و (۲) کے نام ہین۔ ہم نے اون کے سکوت کو کم ترک
الاول للآخر کا مصداق سمجہا۔

واضح ہو کہ متقدمین نے ابجد تنزل کا بہی ذکر نہین کیا ہے در حالے کہ
صنائع تاریخ مین۔ بسط تنزل حرفی۔ بسط تنزل عددی۔ بسط تنزل طبعی۔
بسط تنزل بالطبع۔ بسط تنزل اوتار۔ بسط تنزل ازواج کی صنعتین موجود ہین
جن سے تمامتر ابجد تنزل کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے الفاظ ابجد مین
یہ جدت کی ہے کہ ابجد ترفع کے ساتہ ابجد تنزل کا بہی بیان کر دیا ہے۔

ابجد تنزل کے الفاظ سے پہلے لفظ کا پہلا حرف الوف کا ہے۔ اور
دوسرا حرف مآت کا۔ اور تیسرا حرف عشرات کا۔ اور چوتہا حرف
آحاد کا۔ باقی ۸ الفاظ سہ حرفی ہین جن مین حرف اول متعلق بہ مآت
ہے۔ اور حرف دوم متعلق بہ عشرات۔ اور حرف سوم متعلق بہ آحاد

نقشہ ابجد ترفع

مراتب		مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم	مرتبہ ہشتم	مرتبہ نہم
الفاظ ابجد ترفع		ایقغ	بکر	جلش	دمت	ہنث	وسخ	زعذ	حفض	طصظ
آحاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	اعداد	۱۰۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

نقشہ ابجد تنزل

مراتب		مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم	مرتبہ ہشتم	مرتبہ نہم
الفاظ ابجد تنزل		غقیا	رکب	شلج	تمد	ثنہ	خسو	ذعز	ضفح	ظصط
آحاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	اعداد	۱۰۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

بعض محققین جمل نے نقشہ اول سے یہ بات پیدا کی ہے کہ اصطلاح جمل مین احاد
وعشرات ومآت والوف کے پہلے مرتبہ کا نام (ایقغ) رکہہ دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے
مرتبہ کا نام (بکر)۔ تیسرے مرتبہ کا نام (جلش)۔ چوتہے مرتبہ کا نام (دمت)
پانچوین مرتبہ کا نام (ہنث)۔ چہٹے مرتبہ کا نام (وسخ)۔ ساتوین مرتبہ کا نام (زعذ)
آٹھوین مرتبہ کا نام (حفض)۔ نوین مرتبہ کا نام (طصظ) ان الفاظ کے نہ کوئی
معنی ہین اور نہ وجہ تسمیہ کے ساتہ اون کو کوئی معنوی تعلق۔

(۴) ابجد سبعہ اہل تنجیم اور وفق وتکسیر و دعوت وغیرہم نے اپنے اپنے اغراض
خاص کے لحاظ سے الفاظ ابجد نوحی مین تصرف کیا ہے۔ اور ایک خاص ابجد قرار
دی ہے جس کے الفاظ (۷) ہین۔

(۱) ابجد (۲) ہوزح (۳) طیکل (۴) منسع
(۵) فصقر (۶) ثشتخ (۷) ذضظغ ـ

اس تغیر لفظی کا اثر اعداد مروجہ ومقررہ پر کچہہ نہین پڑتا۔ ہر ایک حرف کے
لئے جو عدد بقاعدہ جمل وابجد نوحی معیّن ومقرر ہے۔ وہی قائم ہے۔ انہون نے
کل حروف کو ایام ہفتہ اور سبعہ سیّارہ پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر ایک دن اور ہر ایک
ستارہ سے کئی کئی حروف کو مخصوص کیا ہے۔ اگر مورخین کو ان الفاظ اور اون کی
حقیقت سے آگہی رہے گی تو وہ تاریخ گوئی مین صنائع وبدائع سے کام لے سکین گے
یہی وجہ ہے کہ ہمنے ان الفاظ کو بہی ایک خاص نمبر پر قائم کیا ہے۔ نقشہ ذیل
مین ہمنے حقیقت الفاظ کی صراحت کی ہے۔ بدین وجہ کہ اس ابجد کا تعلق سات
دن اور سبعہ سیّارہ سے ہے لہذا اس کو اہل فن نے ابجد سبعہ کہا ہے۔

سیارات	[illegible]	[illegible]	حروف واعداد			
زحل	شنبہ	ابجد	ا	ب	ج	د
			۱	۲	۳	۴
مشتری	پنجشنبہ	ہوزح	ہ	و	ز	ح
			۵	۶	۷	۸
مریخ	سہ شنبہ	طیکل	ط	ی	ک	ل
			۹	۱۰	۲۰	۳۰
شمس	یکشنبہ	منسع	م	ن	س	ع
			۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
زہرہ	جمعہ	فصقر	ف	ص	ق	ر
			۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰
عطارد	چہارشنبہ	شتثخ	ش	ت	ث	خ
			۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰
قمر	دوشنبہ	ذضظغ	ذ	ض	ظ	غ
			۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

(افادہ) واضح ہو کہ بقاعدہ نجوم ہر ایک دن مین وقت طلوع سے اُس سیّارہ کی بادشاہت کا آغاز ہوتا ہے جو اوس دن کے لئے مقرر ہے۔ ایک گھنٹہ تک اُس کی بادشاہت بدون وزارت مستقل ہوتی ہے۔ دوسرے گھنٹہ مین بادشاہ کی حکومت کے ساتھ ایک دوسرے ستارہ کی وزارت شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر ایک گھنٹہ مین وزیر بدلتا رہتا ہے ۔ مثلاً شنبہ کا بادشاہ زحل ہے فرض کرو کہ طلوع کا وقت صبح کے ۶ بجے ہے تو ۶ سے ۷ بجے تک زحل کی بادشاہت بلاشرکت وزیر ہے ۔

۷ سے ۸ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت ۔

۸ سے ۹ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت ۔

۹ سے ۱۰ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت ۔

۱۰ سے ۱۱ تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت ۔

۱۱ سے ۱۲ تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت ۔

۱۲ سے ایک گھنٹہ تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت ۔

۱ سے ۲ تک پہر پہلے گھنٹہ کی کیفیت ہوگی یعنی زحل کی بادشاہت بدون وزیر مستقل رہے گی ۔

۲ سے ۳ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت ۔

۳ سے ۴ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت ۔

۴ سے ۵ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت ۔

۵ سے ۶ بجے شام تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت ۔

۶ سے ۷ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت ۔

۷ سے ۸ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت ۔

۸ سے ۹ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت مستقل بدون وزیرت ۔

۹ سے ۱۰ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت ۔

۱۰ سے ۱۱ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۱۱ سے ۱۲ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
۱۲ سے ایک بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
۱ سے دو بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
۲ بجے سے ۳ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
۳ بجے سے ۴ بجے شب تک پہر اسی زحل کی بادشاہت مستقل بلا وزیر۔
۴ بجے سے ۵ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
۵ بجے سے ۶ بجے صبح تک ثانی اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۶ بجے صبح یکشنبہ سے زحل کی بادشاہت جاتی رہے گی۔ اور سلسلہ وزارت مین چون کہ شمس کا درجہ تھا لہذا وہی اس دن کا بادشاہ رہے گا۔ اور اوس کی بادشاہت کے لئے وزرا کا وہی دور تسلسل رہیگا جو بطور تمثیل روز شنبہ کے لئے بیان ہوا۔

اب اس قدر اور جاننا چاہیئے کہ سبعہ سیارہ مین بقاعدہ نجوم ۴ سعد مانے گئے ہین اور ۳ نحس۔

سعدین مین پہلا درجہ مشتری کا ہے۔ اور دوسرا درجہ زہرہ کا۔ اور یہہ دونون ہر حالت مین سعدین۔ اور تیسرا درجہ قمر کا جو زوال ماہ مین نحس کہلاتا ہے۔ اور چوتھا درجہ عطارد کا ہے۔ لیکن اس مین یہ نقص ہے کہ اگر خود بادشاہ تو مسعود ہے اور باوجود وزرا نحس کے اپنے مسعود اثر کو قائم رکھتا ہے۔ لیکن اگر کسی غیر مسعود بادشاہ کے دن اس کی وزارت آجاوے تو غیر مسعودی مین بادشاہ کا

تابع ہوجاتا ہے۔ برخلاف مشتری اور زہرہ کے یعنی یہ دونون اگر غیر مسعود بادشاہ کی حکومت مین وزیر ہون تو اپنے سعد اثر سے بادشاہ کی غیر مسعودی کو کم کرینگے اور خود اوس کے تابع نہ ہون گے۔

جس طرح چار ستارے سعد ہین اسی طرح ۳ ستیارے غیر سعد مانے گئے ہین۔ اول درجہ مین زحل۔ دوسرے درجہ مین مریخ۔ تیسرے درجہ مین آفتاب۔

معزز ناظرین ہمکو معاف فرماوین کہ ہمنے اس مضمون معترضہ مین ان کا وقت ضائع کیا اور فن جمل سے غیر متعلق چند امور کو اس موقعہ پر بیان کیا لیکن غور فرمایا جاوے تو ہر ایک اس شخص کو جو فن جمل سے واقف ہونا چاہتا ہے باغراض خاص نجوم کے اس قدر کلیون سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہین ہے اس لیئے کہ فرض کرو ہم ایک لڑکے کی ولادت کی تاریخ لکھنا چاہتے ہین اور چونکہ اس کی ولادت بروز شنبہ وقت ۸ ساعت صبح واقع ہوئی ہے۔ ہم واقف ہین کہ روز شنبہ کا بادشاہ زحل ہے۔ اور روز شنبہ۔ اور زحل کے حروف۔ ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہین۔ اور ۸ بجے صبح سے ۹ تک مریخ کی وزارت ہے جس کے حروف۔ ط۔ ی۔ ک۔ ل۔ ہین۔ اور ہم تاریخ کے لکھنے مین اس کی پابندی کرین گے کہ مادہ کا مصرع ایسے الفاظ مین واقع ہو جو حتے الامکان انہین آٹھ حروف سے مرکب ہون تو ہمارا ایسا مادہ تاریخ بہت زیادہ قابل تعریف ہوگا۔ یا اگر ہمنے اس لڑکے کو مریخ یا زحل سے استعارہ کرکے یا ایسے کنایہ سے جس کا اشارہ مریخ یا زحل کی جانب ہوتا ہو مادہ تاریخ تجویز کیا تو ایسا مادہ قابل تعریف ہوگا۔ الغرض اس بیان کا حقیقی کا لطف ناظرین کتاب کو اوسی وقت حاصل ہوگا جبکہ وہ

صنائع تاریخ گوئی کی سیر اس کتاب کے باب دوم سے فرماوین ۔

(۵) ابجد عناصر | اہل فنون مذکورۃ الصدر نے بلحاظ تعلق عناصر یعنی ۔ آتش خاک ہوا ۔ آب ۔ اونہیں الفاظ کو جو نقشۂ متذکرہ ابجد نمبر (۴) مین بیان ہوئی ہین چارون عناصر سے متعلق کیا ہے یعنی ہر ایک عنصر سے کئی کئی حروف متعلق کئے ہین ۔ ہمنے نقشۂ ذیل مین اس مقصد کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے ۔

الفاظ	ابجد	ہوزح	طیکل	منسع	فصقر	شتثخ	ذضظغ
حروف آتشی	ا	ہ	ط	م	ف	ش	ذ
	۱	۵	۹	۴۰	۸۰	۳۰۰	۷۰۰
حروف خاکی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض
	۲	۶	۱۰	۵۰	۹۰	۴۰۰	۸۰۰
حروف ہوائی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ
	۳	۷	۲۰	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰
حروف آبی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ
	۴	۸	۳۰	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۱۰۰۰

نقشۂ بالا کی کہڑی سطرین مسلسل پڑہی جاوین تو اون سے ابجد نوحی کے مروّجہ الفاظ ہی حاصل ہوتے ہین ۔ اور وہ خاص الفاظ ہی جن سے متعلق یہ بیان ہے اسی نقشہ سے واضعان فن کے مقرر کئے ہوے چار ایسے الفاظ حاصل ہوتے ہین جن کو ہر ایک عنصر سے تعلق ہے ۔ یعنی

(۱) نقشہ کی سطر اول کے حروف سے **اہطمفشذ**

(۲) نقشہ کی سطر دوم کے حروف سے بوینصتض
(۳) نقشہ کی سطر سوم کے حروف سے جزکسقثظ
(۴) نقشہ کی سطر چارم کے حروف سے دحلعرخغ

اگرچہ یہ چارون الفاظ بے معنی اور صرف حروف کا مجموعہ ہین لیکن محققین فن نے ان کو اس لئے قائم کردیا ہے کہ یاد رکھنے مین آسانی ہو۔

اہل فن نے پہلے لفظ کو آتشی کہا ہے۔ اور دوسرے لفظ کو خاکی۔ اور تیسرے لفظ کو ہوائی۔ اور چوتھے لفظ کو آبی۔

کتاب المداخل مین لکھا ہے۔ کہ حروف آتشی مفتوح کہلاتے ہین۔ اور حروف خاکی مجزوم۔ اور حروف ہوائی مضموم۔ اور حروف آبی مکسور۔

حروف چارگانہ باعتبار عناصر کا ذکر مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی کیا ہے۔

ان حروف اور ان الفاظ کی ضرورت صنائع تاریخ مین پڑے گی جن کا بیان اس کتاب کے دوسرے باب مین آوے گا۔ انشاء اللہ

صاحبان جمل نے اس ابجد کا کوئی نام نہین رکھا۔ اور یہ کبھی درست نہ تھا ہم نے اس کو ابجد عناصر سے موسوم کیا ہے۔ جو وجہ تسمیہ پر حاوی ہے

(۶) ابجد طبیعی مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ علمائے جفر وغیرہم کے پاس بلحاظ طبائع مرکبہ۔ حروف ابجد چار اقسام پر منقسم ہین

(۱) حروف حارّہ (۲) حروف باردہ (۳) حروف رطبہ (۴) حروف یابسہ۔

حروف حارّہ ۔ ۱۴ ہین ۔ ا ۔ ہ ۔ ط ۔ م ۔ ف ۔ ش ۔ ذ
ج ۔ ز ۔ ک ۔ س ۔ ق ۔ ث ۔ ظ ۔ ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
جزکسقثظ ۔ بنائے گئے ہین ۔ لفظ اول آتشی ہے ۔ اور لفظ دوم ہوائی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا ۔ اسیطرح

حروف باردہ ۔ بہی ۱۴ ہین ج ز ک س ق ث ظ
د ۔ ح ۔ ل ۔ ع ۔ ر ۔ خ ۔ غ ۔ ان حروف سے الفاظ جزکسقثظ
دحلعرخغ ۔ بنائے گئے ہین ۔ لفظ اول ہوائی ہے ۔ اور لفظ دوم آبی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا ۔ اسیطرح

حروف رطبہ ۔ ۱۴ ہین ۔ د ۔ ح ۔ ل ۔ ع ۔ ر ۔ خ ۔ غ
ب ۔ و ۔ ی ۔ ن ۔ ص ۔ ت ۔ ض ۔ ان حروف سے الفاظ دحلعرخغ
بوینصتض ۔ بنائے گئے ۔ لفظ اول آبی ہے ۔ اور لفظ دوم خاکی ۔
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا ۔ اسیطرح

حروف یابسہ ۔ ۱۴ ہین ۔ ا ۔ ہ ۔ ط ۔ م ۔ ف ۔ ش ۔ ذ
ب ۔ و ۔ ی ۔ ن ۔ ص ۔ ت ۔ ض ۔ ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
بوینصتض ۔ بنائے گئے ہین ۔ لفظ اول آتشی ہے اور لفظ دوم خاکی جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا

ہم خیال کرتے ہین کہ متقدمین نے اس بیان مین صرف بنظر اختصار اونہین چار الفاظ
مرکبہ سے کام لیا ہے جو بیان ماضیہ مین گزرے ہین ۔ اس بیان کی خاص ابجد کا
ذکر نہین کیا ۔ اور اصول بیان اس کا متقاضی ہے کہ اس کی خاص ابجد بیان کیجائے
جس کا نام ابجد طبعی ہونا چاہیئے ۔ اور ان الفاظ اور نام کی وضع کو متقدمین نے

(۷) ابجد ابدان علماے جفر وغیرہم نے بلحاظ اعضاے جسمانی انسان ایک خاص ابجد وضع کی ہے جس کا تعلق اعضاے جسمانی انسان سے ہے۔

اس کے ۔ الفاظ وہی ہین جو ابجد سبعہ نمبر (۴) پر گزر چکے ہین۔

بدین لحاظ کہ آیندہ بیان کے سمجھنے مین ناظرین کتاب کو آسانی ہو ہم پہلے ایک نقشہ پیش کرتے ہین

[illegible]	اہطمفشذ		بوینصتض		جزکسقثظ		دحلعرخغ	
ذضظغ	ذ	۷۰۰	ض	۸۰۰	ظ	۹۰۰	غ	۱۰۰۰
شتثخ	ش	۳۰۰	ت	۴۰۰	ث	۵۰۰	خ	۶۰۰
فصقر	ف	۸۰	ص	۹۰	ق	۱۰۰	ر	۲۰۰
منسع	م	۴۰	ن	۵۰	س	۶۰	ع	۷۰
طیکل	ط	۹	ی	۱۰	ک	۲۰	ل	۳۰
ہوزح	ہ	۵	و	۶	ز	۷	ح	۸
ابجد	ا	۱	ب	۲	ج	۳	د	۴
[illegible]	[illegible]		[illegible]		[illegible]		[illegible]	

اکثر رسائل علم جفر مین اس کا ذکر ہے ۔ ان ساتون الفاظ سے پہلے حرف کا تعلق انسان کے سر و ما یتعلق بہ سے ہے اور حرف دوم کا تعلق اوس حصہ جسم انسانی سے ہے جو مقعد سے قدمین تک ہو ۔ اور تیسرے حرف کا تعلق رگ گردن سے سر فواد تک ۔ اور چوتھا حرف سر فواد سے سر ذکر تک ۔

متقدمین نے اس ابجد کے لئے کوئی نام تجویز نہین کیا ۔ ہماری رائے مین اس کو ابجد ابدان کہنا چاہیئے ۔

عالمان فن نے چار مرکب الفاظ وضع کئے ہین ۔ اور ہر ایک لفظ کو جسم کے ایک حصہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے ۔ اور یہ چارون الفاظ نقشۂ صدر کے آخر خانے مین بیان ہوئے ہین ۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ للراس وما حولہ قیل (اہطمفشذ) وللمقعد الی الافخاذ والقدمین (بویںصتض) و للاوداج الی راس الفواد (جزکسقثظ) ولراس الفواد الی راس الذکر (دحلعرخغ) یعنی سر اور اوس کے متعلقات کے لئے لفظ نمبر (۱) ہے ۔ یعنی اس لفظ مین جتنے حروف ہین وہ سر و ما یتعلق بہ سے متعلق ہین ۔ اور مقعد سے قدمین تک کے لئے لفظ نمبر ۲ ۔ علی ہذا رگ گردن سے سر فواد تک کے لئے لفظ نمبر ۳ ۔ اسی طرح سر فواد سے سر ذکر تک کے لئے لفظ نمبر ۴ ۔

اور یہ چار الفاظ مرکبہ بھی وہی ہین جن کا ذکر ابجد عناصر مین ہوا ہے ۔ اس ابجد کو بھی صنائع تاریخی سے بہت کچھ تعلق ہے ۔

(۳) اختلاف مذاہب جمل کا بیان

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ اہل جمل کے دو مذہب ہین ۔ ایک مذہب مشارقہ

جس کے پیروون سے امام محمد غزالی اور شیخ احمد بونی وغیرہما ہین۔ دوسرا
مذہب مغاربہ جس کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ ابوالحسن شاذلی اور ابن
خلدون وغیرہم نے اختیار کیا تہا اور ان دونون مذاہب کا اختلاف صرف
چھہ حروف مین ہے۔ جس کو ہمنے نقشۂ ذیل مین دکہلایا ہے۔

نمبرشمار	حروف	عدد حسب مذہب مشارقہ	عدد حسب مذہب مغاربہ
١	س	٦٠	٣٠٠
٢	ص	٩٠	٦٠
٣	ش	٣٠٠	١٠٠٠
٤	ض	٨٠٠	٩٠
٥	ظ	٩٠٠	٨٠٠
٦	غ	١٠٠٠	٩٠٠

نصر ابوالوفائی الہورینی نے مقدمہ تاریخ ابن خلدون پر جو کہ مصر مین طبع
ہوا ہے بضمن تصحیح لکہا ہے کہ ترتیب طبائع الحروف عند المغاربۃ غیر ترتیب
المشارقۃ منہم الغزالی کما ان الجمل عندہم مخالف فی ستۃ احرف فان الصاد
عندہم بستین والضاد بتسعین والسین المہملۃ بثلث مائۃ والظاء بثمان مائۃ۔
والغین بتسع مائۃ والشین بالف انتہی۔ یعنی ترتیب طبائع حروف کی مغاربہ
کے پاس برخلاف مشارقہ ہے۔ اور امام غزالی مشارقہ مین داخل ہین جیسا کہ
٦ حروف کے اعداد مین اختلاف ہے۔ پس صاد کے عدد مغاربہ کے پاس ٦٠ ہین

اور ضاد کے ۹۰ اور سین مہملہ کے ۳۰۰ اور ظاء معجمہ کے ۸۰۰ اور غین کے ۹۰۰ اور شین کے ۱۰۰۰۔

صاحب معدن الجواہر نے بحوالہ کتاب المطالع النصریہ للمطابع المصریہ فی اصول الخطیہ لکھا ہے کہ ان ماذکرہ المحشی فی ترتیب الابجدیۃ من الشعر وغیرہ انما ہو علی طریقۃ المغاربۃ دون ما علیہ امام المشارقۃ الغزالی وغیرہ ویبتنی علی اختلاف الطریقتین الاختلاف فی اعدادہا بالجمل والخلاف بینہما فی اعداد ستۃ احرف وہی السین والصاد المہملتان والشین والضاد والظاء والغین المعجمات فالسین عندنا (ای عند المشارقۃ) بستین وعندہم (ای عند المغاربۃ) بالثلث مائۃ التی ہی عدد الشین المعجمۃ عندنا وہی عندہم آخر الحروف بالالف الذی ہو عدد الغین عندنا وہی عندہم بالتسع مائۃ التی ہی عدد الظاء عندنا وہی عندہم بالثمانمائۃ التی ہی عدد الضاد عندنا وہی عندہم بالتسعین الذی ہو عدد الصاد عندنا وہی عندہم بستین عدد السین التی ابتدأنا بہا (انتہی) یعنی یہ تحقیق جو کچھ ذکر کیا ہے محشی نے ترتیب حروف ابجد کے متعلق خواہ وہ شعر میں ہو یا غیر شعر میں سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ مغاربہ کا طریقہ ہے برخلاف مشارقہ کے جس میں امام مشارقہ غزالی وغیرہ ہیں اور اختلاف اعداد جمل کا مبنی ہے ان دونوں طریق کے اختلاف پر جو صرف چھہ حروف میں ہے اونہیں میں سے ہے سین اور صاد مہملہ اور شین اور ضاد اور ظاء اور غین معجمہ۔ پس سین کے عدد ہمارے یعنی مشارقہ کے پاس ۶۰ ہیں اور مغاربہ کے پاس ۳۰۰ اور یہ ۳۰۰ ہمارے پاس شین کے عدد ہیں اور یہی

شین حرف آخر اور ہزار عدد کا ہے مغاربہ کے پاس اور ہزار عدد کا حرف ہمارے پاس غین ہے اور اسی غین کے عدد مغاربہ کے پاس ۹۰۰ ہین جو ہمارے پاس ظار کے عدد ہین اور اسی ظار کے عدد انکے پاس ۸۰۰ ہین جو ہمارے پاس ضاد کے عدد ہین اور اسی ضاد کے عدد ان کے پاس ۹۰ ہین جو ہمارے پاس صاد کے عدد ہین اور اسی صاد کے عدد ان کے پاس ۶۰ ہین جو ہمارے پاس سین کے عدد ہین جس سے ہم نے اس تقریر کی ابتدا کی (انتہیٰ)

ہم نے اختلاف مذاہب کا بیان صرف ناظرین کتاب و شائقین فن کی بصیرت بڑہانے کے لئے کیا ہے۔ فی زماننا جمہور متاخرین کا اتفاق مذہب مشارقہ پر ہے اور اسی سے کام لینا چاہیئے۔

حاصل یہ ہے کہ مذہب مشارقہ کی ابجد تو وہی ابجد نوحی ہے جسپر کل کا اتفاق ہے۔ اور مذہب مغاربہ کی ابجد باختلاف املا بعض الفاظ **ابجد ہوّز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفض۔ قرست۔ ثخذ۔ ظغش۔** ہے

ہم نقشۂ ذیل مین دونون کا مقابلہ کرکے دکھلاتے ہین۔ اور یہ صرف ناظرین کتاب کی تفریح طبع کے لئے ہے۔

مذہب مشارقہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
مذہب مغاربہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

مذہب														
مذہب مشارقہ	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
	٦٠	٧٠	٨٠	٩٠	١٠٠	٢٠٠	٣٠٠	٤٠٠	٥٠٠	٦٠٠	٧٠٠	٨٠٠	٩٠٠	١٠٠٠
مذہب مغاربہ	ص	ع	ف	ض	ق	ر	س	ت	ث	خ	ذ	ظ	غ	ش
	٦٠	٧٠	٨٠	٩٠	١٠٠	٢٠٠	٣٠٠	٤٠٠	٥٠٠	٦٠٠	٧٠٠	٨٠٠	٩٠٠	١٠٠٠

اس نقشہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اختلافِ مذاہب صرف سطر دوم مین ہے یعنی بعض عشرات و مآت و الوف مین ۔

اب ہم حیران ہین کہ یا اللہ یہ اختلاف آخر کسی نہ کسی اصول پہ مبنی ہونا چاہیئے تہا ۔ اور کوئی ایک اصول اس اختلاف کا نہ اب تک ہماری سمجہ مین آیا ہے اور نہ مغاربہ نے اس کا اشارہ کیا ہے ۔ ہم اس کتاب کے گزشتہ حصہ مین بذیل الفاظ جمل بیان کر آئے ہین کہ بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم علیہ السلام کے الفاظ ۔ ابجد نوحی کے سوا بیان کیئے ہین ۔ پس خیریت یہ ہوئی کہ کوئی خاص فرقہ ابجد آدم کا پیرو نہ بنا ورنہ ایک تیسرے اختلاف کیلئے ماخذ اور مادّہ موجود تہا اور اس کے پیرو خلف کہلانے کے مستحق ہوتے اس لئے کہ اون کی پیروی باوا آدم کی ابجد کو رواج دیتی ۔

حاصل یہ ہے کہ مشارقہ ہون یا مغاربہ دونون پر ناخلفی کا الزام ضرور عائد ہوتا ہے ۔ کیونکہ باوا آدم کی ابجد کو چہوڑ کر آدم ثانی کی پیروی مین لڑے ہین ۔ لیکن مغاربہ یہ ضرور کہین گے کہ ہمنے اس اختلاف کو آدم ثانی ہی سے سیکہا ہے کہ اونہون نے باوا آدم کی خود پیروی نہین کی ۔ لیکن وہ یہ نہین جانتے کہ چہوٹے باوا بہی اوستاد ازل کے شاگرد تہے جس نے بڑے

باواکی تعلیم کی تھی ۔

اگرچہ اہل جمل کے پاس یہ الفاظ اور اون کے حروف کے یہ اعداد متروک ہین لیکن اگر کسی نے اس قاعدہ پر عمل کر کے اس کی صراحت کر دی تو وہ عمل قابل اعتراض نہ ہوگا ۔ اس لئے کہ بے شک ایک صحیح اصول پر اس کی بنیاد ہے ۔

او رجنکی زبانون مین فنّ جمل جاری نہین ہے وہ اسی کی مدد سے فن جمل کو اپنی زبان مین جاری کر سکتے ہین اور ہمنے حروف ابجد کے بیان مین اسکی جانب اشارہ بھی کیا ہے ۔

ایک اور اختلاف ہے جو بعض حروف کے اعداد مین اسوجہ سی پیدا ہوا ہے کہ رسم الخط نے اشکال حروف مین ضرورت کے لحاظ سے تبدیل کی ہے جیسے تاے مدوّرہ جو بعض مواقع مین بشکل ہاے ہملہ لکھی جاتی ہے یا الف ممدودہ پر۔ رسم الخط عربی نے ایک کھڑا زبر بشکل الف ۔ اور فارسیون نے مد بڑھایا ہے ۔ بعضون نے ہمزہ کا ایک عدد محسوب کیا ہے وغیرہ وغیرہ ۔ الحاصل ان امور مین بھی مختلف مذاہب ہو چکے ہین ۔ لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ یہ اختلافات اصولی نہین ہین بلکہ فروعی ہین ۔ اور ہمارا یہ بیان اصولی اختلافات سے مخصوص ہے ۔ لہذا ہم اون فروعی اختلافات کو قواعد جمل کے ذیل مین بیان کرنا پسند کرتے ہین جہان ہر ایک حرف کے رسم الخط اور اعداد سے بحث کی گئی ہے ۔

(۴) اقسام جمل کا بیان

بیان عام اگرچہ بعض صاحبان تحقیق نے جمل کے صرف دو اقسام کا ذکر فرمایا ہے ایک جمل کبیر ۔ دوسری جمل صغیر ۔ اور بعض دقیقہ سنجون نے ایک تیسری قسم بھی

پیدا کر کے اوسکو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔ لیکن غور و تأمل سے معلوم ہوتا ہے
کہ درحقیقت جمل کے پانچ اقسام ہین (۱) جمل اصغر (۲) جمل صغیر (۳) جمل وسیط
(۴) جمل کبیر (۵) جمل اکبر۔ صاحب معدن الجواہر نے اقسام جمل مین ایک اور
قسم بھی پیدا کی ہے اور اس کو جمل تہجی سے موسوم فرمایا ہے لیکن ہم کو اس چھٹی
قسم سے اختلاف ہے۔ یہ وہی جمل ہے جس کو جمل آدم کہتے ہین جس کا ضروری
بیان ہم بیان الفاظ جمل مین تفصیلاً اور اختلاف مذاہب جمل مین اجمالاً کر آئے ہین
یعنی اہل تحقیق نے جس جمل کو ابوالبشر آدم علیہ السلام کی جانب منسوب کیا ہے جسمین
حروف تہجی کا سلسلہ مروجہ قائم رکھکر اوس کے عدد اسی سلسلہ سے لئے جاتے ہین
وہی جمل آدم ہے اسی کو صاحب معدن الجواہر نے جمل تہجی کہا ہے۔ لیکن ہرگاہ جمل
تہجی یا جمل آدم کو اولاد آدم مین مقبولیت کا درجہ نصیب ہی نہین ہوا اور آدم
ثانی نوح علیہ السلام کے جمل نوحی کا رواج قرار پا گیا تو ہم کو اس باب مین جو اقسام
جمل نوحی سے متعلق ہے جمل آدم کو اس کی ایک قسم قرار نہ دینا چاہیئے اس لئے کہ
جمل آدم یا جمل تہجی اصول مین اخل ہے اور یہ بیان ذیل سے ہے۔
اگر ہم اپنی کتاب کو صرف جمل تہجی ہی سے متعلق کرین تو بھی تمام اقسام اسکے ذیل مین
بھی بیان ہو سکین گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے جمل آدم کا ذکر الفاظ جمل و اختلاف
مذاہب کے بیان مین کیا۔ اور اقسام جمل کے بیان کو صرف جمل نوحی یعنی جمل مروجہ
کے ذیلی اقسام سے مخصوص رکھا ہے۔ پس پانچون اقسام متذکرۂ بالا کو ہم ذیل مین
جدا جدا بیان کرتے ہین۔

(۱) جمل اصغر | ہمکو جمل اصغر کے بیان مین صاحب معدن الجواہر کی رائے کے ساتھ

پورا اتفاق ہے کہ جمل اصغر درحقیقت وہی ہے جس کو اہل حساب جفر وغیرہ نے جمل کبیر سے موسوم کیا ہے یعنی انہون نے جمل نوحی اور جمل مروجہ کے حروف ابجدی کے اعداد مین یہ التزام کیا ہے کہ جن حروف کو آحاد سے تعلق ہے وہ انکو بحال خود چھوڑ دیتے ہین اور حروف متعلقۂ عشرات و مآت و الف کے اعداد کو ۱۲ یا ۹ پر تقسیم کرتے ہین اور بعد تقسیم جو کسر باقی رہجاتی ہے اوسکو حرف مذکور کا عدد قرار دیتے ہین مثلاً (ی) کے عدد ۱۰ ہین جس کو ۹ پر تقسیم کرنے سے ایک عدد بچ رہتا ہے تو (ی) کو ایک کا مساوی خیال کرتے ہین یعنی ی کا عدد بھی مثل الف کے ایک قرار دیتے ہین۔

اسی طرح ک کے عدد ۲۰ کو ۱۲ پر تقسیم کرتے ہین اور آٹھہ کی کسر جو بچ رہتی ہے اوسی کو ک کا عدد خیال کرتے ہین۔

پہلی صورت یعنی ۹ کو طرح دینے یا ۹ پر تقسیم کرنے کا بیان حاشیۂ اسمعیل قونوی متعلق بہ تفسیر بیضاوی مین ہوا ہے اور ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین اسکا ضابطہ لکھا ہے۔

دوسری صورت یعنی ۱۲ کو طرح دینے یا ۱۲ پر تقسیم کرنے کا بیان بھی حاشیۂ قنوی مین مذکور ہے پس جب کہ ان دونون طریقون سے اصل عدد حروف ابجد کا گھٹ کر ایک قلیل تعداد پر باقی رہجاتا ہے تو اوس کو جمل اصغر کہنا مناسب ہے نہ جمل کبیر اس نام مین ہمارا اور اون کا اختلاف صرف اعتباری ہے اور بس۔

ذیل مین الف اور ب کے نام سے دو نقشے دیئے جاتے ہین جن سے جمل اصغر کے اعداد ہر ایک حرف ابجدی کے مقابلہ مین معلوم ہو سکتے ہین۔

نقشۂ الف متعلق بہ طرح ۹									
آحاد بہ طرح ۹	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات ومآت والوف بہ طرح ۹	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	غ								
	۱								

نقشۂ ب متعلق بہ طرح ۱۲										
آحاد بہ طرح ۱۲	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
بہ طرح ۱۲	۰	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	۰
		۸	۶	۴	۲	۰	۱۰	۸	۶	
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	۰
	۴	۸	۰	۴	۸	۰	۴	۸	۰	
	غ									
	۴									

اِن دو نون نقشون کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ جمل اصغر مین بعض حروف کے عدد تو بحال خود قائم رہے جیسے نقشۂ (الف) مین ا ب ج د ہ و ز ح ط اور نقشۂ (ب) مین ان حروف کے سوا حرف ی بھی بحال خود رہا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان حروف کے اعداد مین ۹ کے طرح دینے کی گنجایش ہی نہ تھی اور نہ ۱۲ کا طرح دینا ممکن تھا۔

اسی جمل اصغر مین اکثر حروف کے اعداد بعد طرح ۹ یا ۱۲ گھٹ کر عشرات اور مآت اور الُف کے درجہ سے احاد مین آگئے جیسے نقشۂ (الف) مین ی سے آخر تک۔ اور نقشۂ (ب) مین۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔ ت۔ ث۔ ذ۔ ض۔ غ۔

اسی جمل اصغر سے بعض حروف کے اعداد ۱۲ کے طرح دینے کے بعد کچھ نہ رہے۔ جیسے نقشۂ (ب) مین۔ س۔ ش۔ خ۔ ظ۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر ہم جمل اصغر کے قاعدہ سے کوئی تاریخ لکھین تو ہمکو بعض حروف کے عدد ہیچ لینے ہونگے اور باقی ماندہ حروف کے عدد عموماً احاد ہی لینی پڑینگے بعض ناظرین کے دل مین یہ خیال ضرور آویگا کہ صرف احاد سے سنہ تاریخ کا حاصل ہونا بہت دشوار ہوگا۔ ہم اون کو اطمینان دلاتے ہین کہ اس کتاب کی فصل اول متعلقہ باب دوم مین صنائع تاریخ کے پڑھنے کے بعد اونکو تسکین ہو جاوے گی کہ صرف احاد سے بھی تاریخ لکھی جا سکتی ہے۔ یا اگر ہم کو کوئی مبسوط تاریخ نثر مین لکھنے کا اتفاق ہو تو اوس وقت بھی جمل اصغر سے بخوبی کام لیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ تاریخ صرف نظم سے مخصوص نہین ہے۔

اس موقعپر البتہ ایک بات کھٹکتی ہے کہ نقشۂ (الف) مین ط کا عدد ۹ کیونکر قائم رکھا گیا۔ اور نقشہ (ب) مین۔ س۔ ش۔ خ۔ ظ۔ کو عدد سے کیون محروم کیا گیا۔ اگر س کے عدد۔ ۶۰۔ کو ۱۲ پر تقسیم کرنے یا ۱۲ کو اسمین طرح دینے

کے بعد اس کی کسرات کچھ نہ باقی رہی اور اس وجہ سے اس کو بے عدد قرار دیا گیا
تو ۔ ط ۔ کے عدد مین ۹ کو طرح دینے کے بعد بھی وہی نتیجہ حاصل ہوتا تھا یعنی ط کو
بھی بے عدد قرار دیا جاسکتا تھا درحالیکہ نقشہ (الف) مین ط کا عدد ۹ قائم رکھا
گیا ہے ۔ اور نقشہ (ب) مین س ۔ ساقط العدد ہے ۔ اس کے متعلق ہم بجز اس کے
اور کچھ نہین کہہ سکتے کہ واضع قاعدہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اور ایسا ہی عمل کیا ہے
اگر آج ہم اپنی راے سے اس قاعدہ مین ترمیم کرنے پر آمادہ ہون تو ط کو بھی ساقط
العدد قرار دے سکتے ہین ۔

ہماری ذاتی راے ط کی نسبت بھی یہی ہے کہ بقاعدہ جمل اصغر اس کو ساقط العدد
قرار دینا چاہیے ۔ اگرچہ صاحب معدن الجواہر اس جزئیہ مین ساکت ہین ۔
اور متقدمین کا مذہب بھی اس کے خلاف ہے ۔

(۲) جمل صغیر | جمل صغیر کو متقدمین زبر بھی کہا ہے ۔ زُبر بضمتین بزبان عربی کا لفظ ہے
زبور کی جمع اور زبور بفتح اول بمعنی نوشتہ و کتاب ۔ و در اصطلاح اہل جمل مین زُبر یا جمل صغیر اسم
حروف کے پہلے حرف کے عدد کو کہتے ہین جس کا نام مسمّی ہے مثلاً ب کا اسم ملفوظ با ہے
اور ج کا اسم ملفوظ (جیم) اور د کا اسم ملفوظ (دال) پس لفظ جیم سے صرف حرف
ج اور لفظ دال سے صرف حرف د کا عدد تو زُبر ہے اور ما بقی دو حروف یعنے
ی م یا ا ۔ ل کے اعداد کو بیّنات کہتے ہین ۔ بیّنات کا تفصیلی بیان جمل وسیط مین
ہوگا انشاء اللہ تعالے ۔ جمل صغیر کو اقسام جمل کی تعریفات کے لحاظ سے درحقیقت
فن جمل کا ایک اصول عام مانا گیا ہے لیکن بدین وجہ کہ اقسام جمل مختلف اعتبارات
سے جدے جدے بیان ہوے ہین ہمنے جمل صغیر کو بھی جمل اصغر کے بعد بطور قسم

جمل بیان کردینا مناسب سمجھا۔ اور یہ تقسیم اور تعریفات خود اس بات کی متقاضی ہین
کہ جمل صغیر کو دوسرے درجہ مین بیان کرین۔ اگر اس تقسیم اور تعریفات مختلفہ اقسام
جمل سے قطع نظر کی جاوے۔ اور اون اقسام کو صنائع جمل مین شامل کیا جاوے تو خود
اصل فن کا نام جمل صغیر قرار پاوے گا۔ لیکن چونکہ متقدمین نے جمل صغیر کے مقابلہ
مین جمل وسیط وکبیر کو بھی بیان کیا ہے لہذا ہم اصول تقسیم مین اونہین کی پیروی کرتے
ہین۔ اور جمل صغیر کو اقسام جمل ہی مین شمار کرتے ہین۔

میر عبدالرشید تتوی نے منتخب اللغات شاہجہانی مین اور صاحب غیاث
اللغات نے لفظ بیّنات کے ضمن مین اور نیز صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر کیا ہے
(افادہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین فرمایا ہے کہ "فالزبر عبارۃ
عن کلمۃ فصاعداً مساویۃ لکلمۃ اخرے فی حساب الجمل کالصلح ١٥٩ والمزاح ١٥٩ والصباح ١٣٢
والسیار ١٣٢ (الی آخرہ) صاحب غزلان الہند نے لکھا ہے اور قریب قریب تحریر آزاد
بلگرامی کا یہی ترجمہ ہے کہ زُبر بزائے معجمہ مضمومہ وبائے موحدہ مفتوحہ ورائے مہملہ عبارت
ہے دو کلمہ مساوی الاعداد سے یا دو مساوی الاعداد زائد از کلمہ سے جیسے لفظ کُل
جس کے عدد (٥٠) ہین اور لفظ ہمہ جس کے عدد بھی (٥٠) ہین یا (اول من آمن)
جس کے عدد ٢١٨ ہین اور (علی ابن ابی طالب) اس کے عدد بھی ٢١٨ ہین۔

ہم عرض کرتے ہین کہ لفظ زُبر کے یہ دوسرے معنی ہین اور فن جمل ہی سے اسکا
بھی تعلق ہے اور اس خاص بیان مین صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جمل
صغیر کی تعریف کے لحاظ سے لفظ زُبر باعتبار اپنے پہلے معنی کے جمل صغیر کا مرادف ہے
اور دوسرے معنی کا ذکر بطور افادہ کے کیا ہے۔

بعض استادون نے اسی قاعدۂ زبر سے اپنے ممدوح کی مدح کی ہر یا دشمن کی ہجو۔ اور اسی مقابلۂ اعداد مین یہ صنعت بہی داخل کی ہے کہ ایک لفظ کے عدد تو بقاعدہ زبر لئے ہین اور دوسرے لفظ مقابل کے عدد بقاعدہ بیّنات اور یہ اس لئے زیادہ تر خوشنما ہر کہ زبر اور بینات یعنی جمل صغیر و وسیط دونون باعتبار مساوات عدد دوسرے معنون کے لحاظ سے زبر کہلاتے ہین۔ مثلاً فیضی فیاضی نے شہنشاہ اکبر کی تعریف مین ایک رباعی لکھی ہے جس کو ہم ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

نورے کہ زمہر عالم آرا پیداست		از جبہۂ شاہنشہ والا پیداست
اکبر کہ ز آفتاب نسبت دارد		این نکتہ ز بیّنات اسما پیداست

محققین اہل جمل نے اس رباعی پر خوب طبع آزمائیان فرمائی ہین صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ۔ ا۔ ک۔ ب۔ ر۔ کے اعداد زبر ۲۲۳ ہین اور آفتاب کے بیّنات کا مجموعہ بہی ۲۲۳ ہے۔ پس مصرع چہارم مین لفظ اسما خلل انداز ہے کیونکہ اعداد اکبر تو زبر مین لئے گئے ہین۔ اور اعداد آفتاب بیّنات مین پس گمان خطا فیضی کی جانب نہین ہے بلکہ تحریف کاتب پر یقین ہے۔

صاحب معدن الجوہر کا ارشاد ہے کہ از فیضی فیاضی در مصرع چہارم این رباعی سہو و تسامح راہ یافتہ زیرا کہ درین جا بینات اسما نیست بلکہ زبر یک اسم و بینات یک اسم است۔ فافہم

مؤلف ہیچمدان عرض کرتا ہے کہ یا ایہا المؤلفون لا باس علیہ۔ فیضی نے ٹھیک لکھا ہے اور اسی ایک رباعی سے اس کی خبر ملتی ہے کہ وہ فن جمل کا استاد تھا۔

ہم اوپر عرض کر چکے ہین کہ استادان فن جمل نے اپنے ممدوح کی ستائش مین

زُبر سے کام لیا ہے یعنی کسی ایک لفظ ہم عدد نام ممدوح کو اس سے منسوب کرکے اوسکی
تعریف کی ہے اور فیضی نے اس مقابلہ مین یہ خاص لطف رکھا ہے کہ اکبر کے عدد تو قاعدہ
زُبر یعنی جمل صغیر سے لئے ہین۔ اور آفتاب کے عدد قاعدہ بیّنات یعنی جمل وسیط سے۔ اور دونو
کے اتحاد کو ظاہر کرکے یہ لطف دکھلایا ہے کہ مہر عالم آرا یعنی آفتاب کے بیّنات مین
جو بات ہے وہ صرف ہمارے شہنشاہ کے زُبر سے ظاہر ہے۔ اور لفظی مقابلہ یون کیا ہے
کہ جو نور مہر عالم آرا سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہمارے شہنشاہ کے صرف ناصیہ سے روشن
ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس تشبیہ لفظی وعددی مین بڑی خوبی ہے۔ اب رہی الفاظ
بیّنات اسمار کی اشکال جو دونون مولفین کو واقع ہے اوس کی نسبت ہم کہتے ہین کہ
کچھہ اشکال نہین ہے ان بزرگون نے اسمار سے اکبر اور آفتاب مراد لیا ہے اور یہہ اعتراض
فرمایا ہے کہ اکبر اور آفتاب کے بیّنات مین اتحاد نہین ہے بلکہ اکبر کے زبر اور آفتاب کے
بیّنات مین اتحاد ہے اس لئے بیان خلاف واقعہ ہے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ اصطلاح
جمل مین مسمّی زبر کو کہتے ہین۔ اور اسم بیّنات کو۔ اور اسم حرف۔ حرف ملفوظ کا
نام ہے۔ جیسے ب کا اسم حرف با ہے اور (ا) کا اسم حرف (الف) پس استاد فیضی
کا مقصود اسمار سے اسمار حروف آفتاب ہے یعنی ہر ایک کا بیّنات۔ مثلاً حروف
آفتاب ۵ ہین۔ الف۔ فا۔ تا۔ الف۔ با۔ ان پانچون حروف ملفوظی کے زُبر کو
تو چھوڑدو جس کا نام مسمی ہے۔ اور بیّنات محسوب کرو جس کو اسم بھی کہتے ہین۔
اور ظاہر ہے کہ پانچون حروف کے بیّنات کو اسما کہنا صحیح ہے۔ پس بیّنات اسمائے
حروف آفتاب (لف۔ ا۔ ا۔ لف ا) کے مجموعی عدد ۲۲۳ مساوی ہین ناصیۂ اکبر
یعنی زُبر لفظ اکبر کے۔ بدین وجہ کہ بیّنات کا مرادف اسمار ہے اور ہر حرف کے

ملفوظ کو اسم حرف بھی کہتے ہین۔ اس مصرع آخر مین رعایت لفظی بھی ہے اور بدینوجہ
کہ آفتاب کو سعد اکبر بھی کہتے ہین۔ اکبر کے ساتھ اس کی نسبت بڑی لطف خیز ہے
حاصل یہ ہے کہ جس طرح سعد اکبر یعنی آفتاب کے بیّنات کا مقابلہ اکبر کے زُبر سے ہوتا ہے
اسی طرح آفتاب کی ذات مین جو نور ہے وہ اکبر کے صرف ناصیہ مین موجود ہے

(۳) جمل وسیط | وسیط زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی متوسط۔ اصطلاح جمل مین جمل وسیط
اور بیّنات دونون مترادف ہین۔ اسم حرف سے پہلے حرف کو چھوڑ کر باقی حروف
کے اعداد کا نام بیّنات ہے۔ مثلاً حرف (ا) کا اسم ملفوظ (الف) ہے اور لفظ
الف سے پہلا حرف چھوڑ کر ل اور ف کے اعداد کا مجموعہ (۱۱۰) بیّنات ہے اور اسکو
اسم بھی کہتے ہین۔ صاحب منتخب اللغات بذیل لفظ زبر فرماتے ہین کہ "زبر
بضمتین حرف اول اسمای تہجی ست وسوائے آن حرف کہ در تلفظ می آید بینہ است"
ان کے طرز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسم ملفوظ حرف کے دوسرے یا دوسرے اور
تیسرے حرف کا نام بینہ ہے۔ برخلاف اس کے صاحب غیاث اللغات کا قول ہے
کہ "بینات نوعے از حساب اعداد حروف ابجد ست وآن چنان باشد کہ اسم ہر حرف
باعتبار تلفظ گیرند یعنی حروف دو حرفی را دو حرف گرفتہ جزو اول را کہ مسمی اوست
ترک کنند و جزو ثانی کہ الف ست باقی ماند ازآن یک عدد مراد باشد وہم چنین از
حروف سہ حرفی حرف اول را ترک کردہ دو حرف کہ باقی ماند اعداد آنہا را
بگیرند (الخ)" صاحب معدن الجواہر نے بھی بیّنات کو جمل وسیط کا مرادف کہا ہے
یعنی آپ کو بالمعنی صاحب غیاث کی رائے سے اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ
اہل جمل نے جمل وسیط کو جمل اوسط بھی کہا ہے۔ جُمل کبیر کے ضمن مین ہم ایک

نقشہ ہدیہ ناظرین کرین گے جس کے ملاحظہ سے ہر ایک حرف کے مقابل اوس کے اعداد بلحاظ جمل صغیر و وسیط و کبیر واضح ہون گے سردست اس مقام پر ایک نقشہ اعداد حروف کا بحسب قاعدہ جمل وسیط پیش کیا جاتا ہے۔

اسم حرف	الف	با	جیم	دال	ها	واو	زا
حروف	ل، ف، جملہ	ا	ی، م، جملہ	ا، ل، جملہ	ا	ا، و، جملہ	ا
اعداد	۳۰، ۸۰، ۱۱۰	۱	۱۰، ۴۰، ۵۰	۱، ۳۰، ۳۱	۱	۱، ۶، ۷	۱

اسم حرف	حا	طا	یا	کاف	لام	میم	نون
حروف	ا	ا	ا	ا، ف، جملہ	ا، م، جملہ	ی، م، جملہ	و، ن، جملہ
اعداد	۱	۱	۱	۱، ۸۰، ۸۱	۱، ۴۰، ۴۱	۱۰، ۴۰، ۵۰	۶، ۵۰، ۵۶

اسم حرف	سین	عین	فا	صاد	قاف	را	شین
حروف	ی، ن، جملہ	ی، ن، جملہ	ا	ا، د، جملہ	ا، ف، جملہ	ا	ی، ن، جملہ
اعداد	۱۰، ۵۰، ۶۰	۱۰، ۵۰، ۶۰	۱	۱، ۴، ۵	۱، ۸۰، ۸۱	۱	۱۰، ۵۰، ۶۰

اسم حرف	تا	ثا	خا	ذال	ضاد	ظا	غین
حروف	ا	ا	ا	ا، ل، جملہ	ا، د، جملہ	ا	ی، ن، جملہ
اعداد	۱	۱	۱	۱، ۳۰، ۳۱	۱، ۴، ۵	۱	۱۰، ۵۰، ۶۰

نقشۂ بالا کی خانہ پُری ہم نے عربی حروف کے تلفظ کے لحاظ سے کی ہے۔ اور ان ۲۵
حروف کی نسبت فارسی تلفظ بھی وہی ہے اور فارسی مین سوائے حروف مندرجۂ
نقشۂ مذکور پا۔ چیم۔ ژا۔ گاف۔ کا جمل وسیط یا بیّنات وہی ہوگا جو کہ با۔ جیم
زا۔ کاف کے ذیل مین لکہا گیا ہے۔

لیکن جب زبان اردو مین جمل وسیط یا بیّنات پر عمل کیا جاوے تو حروف ذیل
کا بیّنات نقشۂ بالا کے خلاف ہوگا اس لئے کہ ۱۷ حروف کا تلفظ اردو مین خلاف عربی
وفارسی ہے اور صرف انہین حروف کو نقشۂ ذیل کے ذریعہ سے دکہلایا گیا ہے۔

ب یا پ		ت یا ٹ		ث	چ	ح	خ	ر یا ڑ	
بے - پے		تے - ٹے		ثے	چے	حے	خے	رے - ڑے	
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰

ز یا ژ		ط	ظ	ف	ہ	ی	
زے - ژے		طوے	ظوے	فے	ہے	یے	
۱۰	۱۰	۱۶	۱۶	۱۰	۱۰	۱۰	

بعض محققین کا خیال ہے کہ ان ۱۷ حروف کا جمل وسیط یا بیّنات اردو زبان مین بلحاظ
حقیقت لفظ کے لحاظ سے ہوگا مثلاً اگر لفظ (قدر) جو زبان عربی کا لفظ ہے اردو مین مستعمل
ہوا ہو تو (را) کا بینات بقاعدہ عربی (۱۱) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰) اسی طرح اگر لفظ
(چمن) کا استعمال اردو مین ہوا ہو تو (چیم) کا بیّنات بقاعدہ فارسی جو عربی کے مطابق
ہے (۵۰) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰)۔ اکثر اہل فن نے اس نزاکت کی جانب توجہ
ہی نہین فرمائی بعض نے اس لئے اس بحث کو چہوڑ دیا کہ اس فن کو زبان اردو مین

لانا ہی پسند نہین فرمایا۔ بعض نے اس لئے سکوت اختیار فرمایا کہ اونکی تالیف اگرچہ ہندوستان مین شائع ہوئی لیکن زبان فارسی مین تھی انھون نے ضرورت زبان اردو کا خیال ہی نہین کیا۔

ہم یہ کہتے ہین کہ ہرگاہ اس فن کا رواج زبان اردو مین ہوچکا ہے تو ہماری راے یہ ہے کہ حرف کا تلفظ خواہ وہ حرف زبان عربی کا ہو یا فارسی کا۔ ہماری اردو زبان مین جسطرح ہوتا ہو اوسی کے اعتبار سے بیّنات تجویز ہونا چاہیئے۔ مانا کہ (ث) عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی تلفظ مین اسکو (ثا) کہتے ہین اور فارسیون نے بھی اس کو (ثا) کہا ہے لیکن جب اردو زبان مین اس کا تلفظ (ثے) ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کا جمل وسیط یا بیّنات بلحاظ تلفظ عربی و فارسی (۱) یین اور بلحاظ تلفظ اردو (۱۰) نہ لین۔ بعض متاخرین کا یہ خیال ہے کہ صرف (ٹے) (ڈ) (ڑ) کے متعلق یہ عمل رہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ڑ) زبان اردو کے خاص حروف ہین اور باقی حروف مین قاعدہ عربی و فارسی کی پابندی کی جاوے ہم کو اس آخر الذکر گروہ سے بھی اختلاف ہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ڑ) اگرچہ اردو کے خاص حروف ہین جو فارسی اور عربی مین نہین ہین۔ لیکن (ت) اور (ر) یا اور اکثر حروف کی نسبت یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ زبان اردو کے حروف نہین ہین اصول ایک اختیار کرنا چاہیئے۔

(۴) جمل کبیر | بقول صاحب معدن الجواہر جمل کبیر مجموعہ ہے جمل صغیر اور جمل وسیط کا اور مرادف ہے زبر و بیّنات کا۔ یعنی ہر حرف کے اسم ملفوظی کے کل اعداد حروف کو اہل جمل نے جمل کبیر سے نامزد کیا ہے اور اس کو جمل کبیر کہنا اس لئے درست ہے

کہ یہ شامل ہے صغیر و وسیط پر۔ ہم جمل اصغر کے بیان مین کہہ آے ہین کہ اہل جفر نے جمل کبیر کی تعریف وہ بیان کی تہی جو جمل اصغر پر گزری لیکن شائقین فن جمل خود اس بات کا تصفیہ فرما سکتے ہین کہ تعریف کے لحاظ سے کس قسم کے لئے کونسا نام مناسب ہے۔ بعض محققین نے تعریف قدیمہ کو بیان کرتے ہوے کہا ہے کہ یہ قسم درحقیقت جمل کبیر ہے۔ بعض نے اس کو صرف زبر و بیّنات کہا ہے اور بعض نے جمل جامع صغیر و وسیط اسکا نام رکہا ہے لیکن جب کہ تعریفات ہمارے روبرو ہین تو ہم کو پرانی لکیر کے نقیہ بن کر غلطی کی پیروی کرنے کی کچہہ ضرورت نہین ہے۔

جن حضرات نے جمل اصغر کا نام جمل کبیر رکہا ہے اونہوں نے اسپر غور نہین فرمایا کہ ہرگاہ خود اونہون نے زبر کو جمل صغیر اور بیّنات کو جمل وسیط کہا ہے تو پہر جامع زبر و بیّنات کا نام بہی آخر کچہہ ہونا چاہیئے یا نہین جس اصول نے اون کو اسپر مجبور کیا کہ زبر کو جمل صغیر کہین اور بیّنات کا جمل وسیط نام رکہین وہی اصول ہم کو مجبور کرتا ہے کہ (جامع زبر و بیّنات) کا نام جمل کبیر کہا جاوے اور وہی اس کا مقتاضی تہا کہ ہم قسم اول کو جمل اصغر سے موسوم کرین۔ اس لیے کہ قسم اول کا درجہ باعتبار قلّت اعداد جمل صغیر سے بہی کم ہے۔

نقشۂ ذیل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین جس کا میزانی خانہ حامل اعداد جمل کبیر ہے۔

جمل وسیط کے گزشتہ بیان مین ۷ احروف کے تلفظ اردو کی نسبت جو بحث ہمنے کی ہے وہ درحقیقت جمل کبیر سے بھی متعلق ہے ۔

ہماری راے کے مطابق زبان اردو مین اون ۷ احروف کا جمل کبیر حسب نقشۂ ذیل ہونا چاہیے

ب یا پ			ت یا ٹ			ث			چ		
بے یا پے			تے یا ٹے			ثے			چے		
ب	ی	میزان	ت	ی	میزان	ث	ی	میزان	ج	ی	میزان
۲	۱۰	۱۲	۴۰۰	۱۰	۴۱۰	۵۰۰	۱۰	۵۱۰	۳	۱۰	۱۳

ح			خ			ر یا ڑ			ز یا ژ		
حے			خے			رے یا ڑے			زے یا ژے		
ح	ی	میزان	خ	ی	میزان	ر	ی	میزان	ز	ی	میزان
۸	۱۰	۱۸	۶۰۰	۱۰	۶۱۰	۲۰۰	۱۰	۲۱۰	۷	۱۰	۱۷

ط				ظ				ف			ہ		
طوے				ظوے				فے			ہے		
ط	و	ے	میزان	ظ	و	ے	میزان	ف	ی	میزان	ہ	ی	میزان
۹	۶	۱۰	۲۵	۹۰۰	۶	۱۰	۹۱۶	۸۰	۱۰	۹۰	۵	۱۰	۱۵

ی		
یے		
ی	ی	میزان
۱۰	۱۰	۲۰

(۵) جمل اکبر | لفظ کبیر کے مقابلہ مین لفظ اکبر خود اس قسم کے وجہ تسمیہ کی تعریف کر رہا ہے
چونکہ اس قسم جمل مین ایک حرف کے اعداد زبر و بینات یا جمل کبیر سے بھی تجاوز اور
ترقی کرتے ہین لہذا اہل فن نے اصطلاح جمل مین اس کا نام جمل اکبر رکھا۔ طلباء عامل
عرب اس قسم کے موجد ہین۔ اس طرح پر کہ ایک حرف کے عدد جمل کو زبان عربی
مین لکھتے ہین اور اس مکتوب کے اعداد کو اوس حرف کا عدد قرار دیتے ہین۔
مثلاً حرف (ا) کا عدد ایک ہے اور اس کو عربی مین احد کہتے ہین اور
احد کے عدد بقاعدہ جمل ۱۳ ہین۔ تو الف کو مساوی ۱۳ کا قرار دیا جاتا ہے۔
ہم عرض کرتے ہین کہ جمل اکبر کی رو سے ہر ایک زبان مین ہر ایک حرف
کے اعداد مختلف ہون گے۔

نقشۂ ذیل صرف زبان عربی اور فارسی اور اردو کی مثال ہے

حروف	عدد	تلفظ عدد بزبان عربی	عدد	تلفظ عدد بزبان فارسی	عدد	تلفظ عدد بزبان اردو	عدد
ا	۱	احد	۱۳	یک	۳۰	ایک	۳۱
ب	۲	اثنان	۶۰۲	دو	۱۰	دو	۱۰
ج	۳	ثلاثة	۱۴۳۱	سہ	۶۳	تین	۴۶۰
د	۴	اربعة	۶۷۳	چہار	۲۰۹	چار	۲۰۴
ہ	۵	خمسة	۱۱۰۰	پنج	۵۵	پانچ	۵۶
و	۶	ستة	۸۶۰	شش	۶۰۰	چھ	۸
ز	۷	سبعة	۵۳۲	ہفت	۴۸۵	سات	۴۶۱

ح	۸	ثمانیة	۱۰۰۱	ہشت	۷۰۵	آٹھ	۴۰۶
ط	۹	تسعة	۹۳۰	نُہ	۵۵	نَو	۵۶
ی	۱۰	عشرة	۹۷۰	دہ	۹	دس	۶۴
ک	۲۰	عشرین	۶۳۰	بست	۴۶۲	بیس	۷۲
ل	۳۰	ثلاثین	۱۰۹۱	سی	۷۰	تیس	۴۷۰
م	۴۰	اربعین	۳۳۳	چہل	۳۸	چالیس	۱۰۴
ن	۵۰	خمسین	۷۶۰	پنجاہ	۶۱	پچاس	۶۶
س	۶۰	ستین	۵۲۰	شصت	۷۹۰	ساٹھ	۴۶۶
ع	۷۰	سبعین	۱۹۲	ہفتاد	۴۹۰	ستّر	۶۶۰
ف	۸۰	ثمانین	۶۵۱	ہشتاد	۷۱۰	اسّی	۷۱
ص	۹۰	تسعین	۵۹۰	نود	۶۰	نوّے	۶۶
ق	۱۰۰	مائة	۱۵۴	صد	۹۴	سو	۶۶
ر	۲۰۰	مائتین	۵۱۱	دوصد	۱۰۴	دوسو	۷۶
ش	۳۰۰	ثلاث مائة	۱۴۸۲	سہ صد	۱۵۹	تین سو	۵۲۶
ت	۴۰۰	اربع مائة	۷۲۴	چہار صد	۳۰۳	چارسو	۲۷۰
ث	۵۰۰	خمس مائة	۱۱۵۱	پنجصد	۱۴۹	پانسو	۱۱۹
خ	۶۰۰	ستمائة	۹۱۱	ششصد	۶۹۴	چھ سو	۶۴
ذ	۷۰۰	سبع مائة	۵۸۳	ہفتصد	۵۷۹	سات سو	۵۲۷
ض	۸۰۰	ثمان مائة	۱۰۴۲	ہشتصد	۷۹۹	آٹھ سو	۴۷۲

ظ	۹۰۰	تسع مأته	۹۸۱	نہصد	۱۴۹	نوسو	۱۲۲
غ	۱۰۰۰	الف	۱۱۱	ہزار	۲۱۳	ہزار	۲۱۳

جمل اکبر فارسی مین پنجصد کے عوض پانصد کے عدد لینا یا چارصد کے عوض چارصد کے عدد بلحاظ محاورہ زبان فارسی محسوب کرنا درست اور جائز ہے اوراسی قسم کا تصرف ہرایک زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ہوسکتا ہے

فارسیون نے جمل اکبر مین ایک نئی ایجاد کی ہے اوراس کو فن معمّٰی مین داخل کیا ہے جیساکہ مولانا - جامی علیہ الرحمہ کا معمّٰے اسم طیّب اس کی مثال ہے

وہوہذا (ــہ) نام یارم سہ حرف دان بے رنج ؛ ہریکے درحساب پنجہ و پنج ؛

لفظ طیّب کو لیجیئے جس مین ۳ حرف ہین - ط - ی - ب - (ط) کے عدد نو ہین جس کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے عدد (۵۵) ہین بقاعدہ جمل اکبر -

پھر (ی) کو لیجیئے جس کے عدد (۱۰) ہین دس کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور دہ کے عدد مجموعی (۹) ہین اور نو کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے اعداد (۵۵) ہین

پھر (ب) کو لیجیئے جس کے عدد (۲) ہین اور دو کو فارسی مین دو ہی کہتے ہین - اور لفظ دو کے عدد (۱۰) ہین اور ۱۰ کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور لفظ دہ کے عدد (۹) ہین اور نو کا فارسی ترجمہ نُہ ہے اور لفظ نُہ کے عدد (۵۵) ہین ہرایک حرف مین ایک ایک مرتبہ جمل اکبر کا بڑھتا گیا ہے - اور ہماری راے مین اس عمل کو جمل اکبر مع الترفّع کہنا چاہیئے - اگر کوئی مورخ اس صنعت مین تاریخ کہے تو اوس کو ضرور ہے کہ جمل اکبر مع الترفع کی صراحت کردے ورنہ وہ تاریخ معمّٰی کے دائرہ مین گھری رہے گی اور مورخ کا مقصد فوت ہوگا -

(۵) قواعد و ضوابط جمل کا بیان

قاعدۂ عام استادان فن کا اسپر اتفاق ہے کہ حساب جمل مکتوب پر مبنی ہے نہ ملفوظ پر میر غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان مین بضمن ترجمۂ شیخ محمد حیات سندھی فرماتے ہین کہ قال جدّی و استاذی مولانا السید عبد الجلیل البلگرامی فی بعض رسائلہ المعتبر فی الجمل المکتوب لا الملفوظ مثل لفظۃ اللہ یا خذون عنھا ستّاً وستّین باعتبار الھیئۃ المکتوبۃ لو کان الاعتبار للتلفظ کان ینبغی ان تحاسب الالف التی تتلفظ بعد اللام (الخ) یعنی کہا ہے میرے جد اور میرے استاد مولانا سید عبد الجلیل بلگرامی نے اپنے بعض رسائل مین کہ معتبر فن جمل مین مکتوب ہے نہ ملفوظ ۔ جیسا کہ اہل جمل لفظ اللہ کی عدد باعتبار ہیئۃ مکتوبہ کے ۶۶ لیتے مین اگر تلفظ کا اعتبار ہوتا تو الف کا عدد بھی محسوب ہوتا جو کہ لام کے بعد پڑھا جاتا ہے (الخ) آپ ہی نے صنعت تاریخ کے بیان مین فرمایا ہے کہ بناء المؤرخین علی الکتابۃ خلافاً لعلماء العروض واہل الدعوۃ فان بناءھم علی التلفظ لان مدار العروض علی الوزن و مدار الدعوۃ علی الذکر وکلاھما متعلقان بالنطق فھمزۃ اللہ محاسبۃ فی الجمل والفھا غیر محاسبۃ لکون الاولیٰ مکتوبۃ غیر ملفوظۃ والثانیۃ بالعکس وعلی ھذہ الضابطۃ یعد المشدد حرفاً واحداً (الخ) یعنی مورخین کی بناء کتابت پر ہے خلاف علماے عروض اور اہل دعوۃ کے پس بہ تحقیق علماء عروض اور اہل دعوۃ کی بناء تلفظ پر ہے ۔ اس لئے کہ عروض کا مدار وزن پر ہے اور دعوۃ کا مدار ذکر پر اور یہ دونون نطق سے متعلق ہین پس ہمزہ لفظ اللہ کا حساب جمل مین داخل ہوتا ہے اور الف اللہ کا محسوب نہین ہوتا کیونکہ ہمزہ

مذکور مکتوبی ہے اور غیر ملفوظ اور الف اس کے عکس ہین اور اسی ضابطہ پہ
حرف مشدّد ایک گنا جاتا ہے ۔ الخ

پھر آپ ہی نے خزانہ عامرہ میں بضمن ترجمہ ناصر علی سرہندی فرمایا ہے
کہ اہل جمل کے نزدیک کتابت معتبر ہے نہ تلفظ اور یہ اہل عروض و اہل دعوت
کے خلاف ہے ۔

نصر الوفائی الہورینی نے مطالع النصریہ مین فرمایا ہے کہ حساب
الحروف بالجمل فی عمل التواریخ بالحروف علی حسب ما یکتب (انتہی) یعنی عمل
تواریخین حساب جمل حروف کا بلحاظ کتابت ہوتا ہے ۔

صاحب معدن الجواہر محققین متذکرہ بالا کے حوالہ سے فرماتے ہین
کہ حساب جمل مین حروف مکتوب کا معتبر ہونا متحقق ہو چکا پس لفظ مصطفیٰ کا آخر
حرف یاے حطی محسوب ہوگا اگرچہ یا نہین پڑھی جاتی ۔ اور لفظ صلوٰۃ مین واو
کے عدد لئے جاوینگے اگرچہ وہ تلفظ سے خارج ہے ۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس زبان مین تاریخ لکھنا مقصود ہے اوس کے
رسم الخط سے مورخ کو واقف ہو رہنا ضرور ہے ورنہ مورخ کی محنت غلطی رسم
الخط کی وجہ سے ضائع جائے اور مادہ تاریخ کے غلط ہونے کا اندیشہ رہے گا
اگرچہ رسم الخط السنہ کے متعلق متعدد مختصر سے رسائل لکھے گئے ہین لیکن
خاص کر اسی بیان کے حصہ آیندہ مین ہم کسیقدر اس کو بھی بیان کرینگے
اگر کسی آیہ فرقانی سے مادہ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی
کی پابندی ہونی چاہیئے اس لئے کہ عربی الفاظ کے عام رسم الخط کے مقابلہ

مین رسم الخط کلام پاک مخصوص ہے ۔

قواعد خاص ہم اس بیان مین مناسب خیال کرتے ہین کہ اپنے سلسلۂ بیان کو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی کرین اور ہر ایک حرف کے ضمن مین رسم الخط زبان عربی و فارسی و اردو کے مختصر سے قواعد بھی بیان کرتے ہوے چلین ۔ تاکہ یہ کتاب شائقین فن جمل کو رسائل رسم الخط سے بھی ایک حد تک مستغنی کر دیوے جس قدر قواعد خاص اس بیان مین لکھے جاوین گے وہ تمامتر اوسی اصول عام پر مبنی ہین جو گزشتہ حصہ مین گزرا ۔

(الف)

(۱) عربی اور فارسی زبان مین جو الف صدر کلمات مین واقع ہوتا ہے وہ درحقیقت ہمزہ ہے ۔ لیکن بدین وجہ کہ وہ کتابت مین الف کی شکل مین لکھا جاتا ہے اہل جمل کے پاس وہ الف ہی ہے اور اس کا عدد جمل ایک ہے جیسے ۔ ابن ۔ ام ۔ امرداد ۔ اسفندار ۔ وغیرہ ۔ اردو والے اس کے خلاف ہین یعنی وہ ہمزۂ صدر کلمات کو بھی الف ہی مانتے ہین نہ ہمزہ ۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لفظ ہمزہ پر فرماتے ہین کہ اردو مین ہمزہ وہ منحنی لکیر ہے جو لام الف کے بعد بشکل (ء) آتی ہے ۔ پس الف کی نسبت ہمارے مقصد کے لئے صرف یہ کلیہ کافی ہے کہ کتابت حروف لفظ مین جو ہمزہ الف کی شکل پر لکھا جاتا ہے اعم ازینکہ وہ تعریفاً ہمزہ ہو یا الف لیکن باغراض جمل الف سمجھا جاوے گا اور اسکا ایک عدد محسوب ہوگا ۔

(۲) قدیم رسم الخط مین الف ممدودہ کو دو الفون کی شکل مین لکھنے کا دستور تہا فرہنگ جہانگیری وغیرہ مین اس طریقہ کی مثالین اب تک موجود ہین لیکن متاخرین

فارس نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے اور اب الف پر ایک چھوٹا سا مد لکھدیا جاتا ہے
اردو کے رسم الخط مین بھی یہی طریقہ ہے لیکن عربی والون نے ابتک دو الف لکھنیکا
طرز جاری رکھا ہے تاہم دوسرا الف جو بعوض مد ہوتا ہے وہ قد مین بہت چھوٹا لکھا
جاتا ہے جیسے لفظ اٰمنو کا دوسرا الف اگرچہ قرائت خود بتلا رہی ہے کہ دو الف کی وجہ
سے مد کی آواز پیدا ہوتی ہے لیکن رسم الخط عربی نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حروف
لفظ مین پہلا ہمزہ جو بشکل الف ہے وہ ایک ہی ہے اور دوسرا چھوٹا الف کھڑا زبر
ہے جس سے اوسی مد کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جو فارسیون کی کتابت مین مروّج ہے۔

پس اہل جمل کا اتفاق اسی پر ہے کہ لفظ اٰمنو مین چھوٹا الف اس لئے محسوب
نہ ہوگا کہ وہ کھڑا زبر ہے۔

صاحب سبحۃ المرجان نے درست فرمایا ہے کہ یعدّ المشدّد حرفاً واحداً
کالمشدّد وکذالک الہمزۃ الممدودۃ کاٰمن (انتہیٰ) یعنی مشدّد ایک ہی شمار کیا جاتا ہے
جیسا کہ لفظ مشدّد اور یہی حکم ہے ہمزہ ممدودہ کے لئے جو لفظ اٰمن مین ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ حرف ہمزہ در زبان عربی و فارسی
و ترکی و ہندی ہرگاہ در صدر کلمہ پیش از الف واقع شود بکتابت در نیاید و علامتش
در عربی و ترکی فتحہ راست بصورت الف خردک بالائے الف می نویسند مثل
اٰبار و اٰدم و در فارسی و ہندی خطک کج عرضی کہ آنرا مدمی نامند بالائے چنین
الف کہ آنرا ممدودہ می گویند می نگارند مثل آباد و آزاد و آمدن و چنین ہمزہ در حساب
جمل محسوب نہ میشود کہ حرفے نباشد۔

صاحب افادہ تاریخی کا بھی یہی مذہب ہے اور کلام استادانِ فارس مین بھی

اسی قاعدہ پر عمل پایا گیا ہے جیسا کہ محتشم کاشی نے شہزادہ روم کی آمد مین ایک تاریخ لکھی ہے جس مین الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے۔ وہو ہذا

تاریخ آن قران طلبیدم ز عقل گفت		بوسید کامجوئے جوان شاہ را رکاب ۹۵۲
تاریخ آن مقارنہ کردم سوال گفت		ماہ عجب رسید بپا بوس آفتاب ۹۵۲

سنجر طہرانی نے ۱۰۰۰ھ ہجری مین مدح شاہ جہانی مین ایک قصیدہ لکہا ہے جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکالی ہے۔ اس قصیدہ مین بہی الف ممدودہ کا عدد ایک ہی محسوب ہوا ہے۔ یہ مصرع اسی قصیدہ کا ہے (ع) زجود شاہ جہان بادشاہ ملک آرائے (۱۰۰۰)

اس مین کچہہ شک نہین کہ متقدمین فارس مین اس کا رسم الخط دو الف کے ساتہ تہا جیسا کہ بعض فرہنگ ہائے فارس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور غالبًا انکا یہ طرز عربی رسم پر مبنی تہا جو اب تک قائم ہے لیکن جب متاخرین نے اس کو بدل دیا اور رسم الخط عربی کی حقیقت کی صراحت عربون نے کر دی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے تو پہر کوئی وجہ نہین ہے کہ کلیہ عام اور قواعد کے برخلاف الف ممدودہ کے عدد دو محسوب ہون۔ صاحب ملخص تسلیم کو اصرار ہے کہ الف ممدودہ کے عدد دو ہی محسوب ہون اور مرزا محمد جعفر اوج نے اپنی تالیف ارمغان مین بہی انہین کے ساتہ اتفاق فرمایا ہے اور سند مین کلیم ہمدانی کی تاریخین پیش ہوئی ہین جن کی نقل ذیل مین کیگئی ہے

بہر تاریخ قران کرد رقم کلک سلیم		مہد جمشید بسر منزل بلقیس آمد ۱۰۳۴
	ولہ	
داد ایزد بپادشاہ جہان		خلفے ہمچو نو گل شاداب

چون بدین مژدہ آفتاب انداخت		افسر خویش بر ہوا چو حباب
طبع در یافت سال تاریخش		زد رقم آفتاب عالمتاب
		۱۰۲۹ - ۱ = ۱۰۲۸
	وله	
از جلوۂ شاہدان فرخ پے فتح		داد از پے ہم ساقی دوران مے فتح
تاریخ فتوحات شہنشاہ جہان		بنوشت کلیم آمدہ فتح از پے فتح

ہم کہتے ہین کہ کلیم ہمدانی کا پایہ فن جمل مین کچھہ ایسا بلند نہ تھا جس کی سند
ہم قاعدہ عام اور استادان فن اور ائمہ جمل کے قول کی خلاف ورزی کرین ائمہ
جمل کی احتیاط اس درجہ مین تھی کہ وہ مختلف فیہ مسائل مین مذاہب مختلفہ کا ذکر کرکے یہ
لکھدیتے تھے کہ خواہ اسپر عمل کرو یا اوسپر لیکن اس خاص مسئلہ مین اون کی رائے
قطعی ہے۔ اور استادان عجم نے بالاتفاق اسی کی پیروی کی ہے۔ صرف کلیم ہمدانی
کا کلام اس کلیہ عام کے خلاف عمل کرانے کے لئے کافی نہین ہے۔

صاحب مخص تسلیم نے اپنی رائے کے خلاف عمل کرنے والے استادونکو بہت
کچھہ برا بھلا کہا ہے اور سخت سست الفاظ مین اون کو یاد کیا ہے اور اسی کے ساتھہ
یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری تاریخون مین الف ممدودہ کے دو عدد محسوب ہوے ہین

ہم کو بہت افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے یہ اچھا نہ کیا۔ ایسا طرز ایک فاضل
مؤلف کے شایان نہین ہے کہ ایک ایسے مسئلہ مین جس مین بلند پایہ محققین کا اتفاق ہے
زبان درازی کرین۔ آپ کی پیروی وہی لوگ کرین گے جن کو یہ طرز پسند ہے۔
ہمارا مذہب یہی ہے کہ الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہو۔
محتشم کاشی اور سنجر طہرانی کے سوا جن کے کلام کی سند ہمنے اوپر لکھی خواجہ

حسن ہروی نے بھی اپنے ایک قصیدہ تاریخی مین کئی جگہ الف ممدودہ کا استعمال کیا ہے جس کا صرف ایک ہی عدد لیا ہے۔ ہمنے اس قصیدہ کے چند اشعار کو اسی بیان مین حرف ک کے ذیل مین نقل کیا ہے جن مین کئی جگہ الف ممدودہ سے کام لیا گیا ہے معزز ناظرین اوسکو ملاحظہ فرمائین۔

(۳) جو ہمزہ کہ وسط کتابت مین بشکل الف لکھا جاتا ہے جیسے (سائل) مین سین کے بعد۔ وہ بھی اہل جمل کے پاس الف ہے اگرچہ عربون نے اس ہمزہ کا اظہار تکرار اسلئے کیا ہے کہ قاری کو اس کی اطلاع رہے کہ یہ الف نہین ہے بلکہ ہمزہ ہے تاہم اہل جمل نے صورت کتابت کو معتبر خیال کرکے اوس کو الف مانا ہے پس لفظ (سائل) کے اعداد (۹۱) محسوب ہون گے۔ لفظ (سال) مین فارسیون نے حرف دوم کو الف ہی مانا ہے اسی طرح اردو مین بھی لفظ (چال)، (ڈہال) کا حرف دوم الف ہے۔ صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اگرچہ لفظ (حینئذٍ) حین اذا کا مخفف ہے اور حین اذا مین ہمزہ بشکل الف موجود ہے لیکن چونکہ حینئذ کی کتابت مین شکل الف متروک ہے لہذا اس کا ہمزہ محسوب نہ ہوگا۔ بلکہ ہمزہ کے بدلے یا کے عدد محسوب ہون گے برخلاف اس کے سائل مین حرف دوم الف محسوب ہوگا اس لئے کہ رسم الخط نے اس کی صورت کتابت کا فیصلہ کردیا ہے

(۴) لفظ موسیٰ کا الف مقصورہ اگرچہ کتابت مین چھوٹا سا قد لئے ہوئے موجود ہے لیکن وہ کتابت کے قاعدہ سے الف نہین ہے اس لئے کہ کتابت مین اس کے عوض یا موجود ہے اور اشارۂ الف مختصر صرف ایک رسم الخط کی علامت ہے تاکہ قاری اس یا کو الف کی آواز مین پڑھے اور قاعدۂ رسم الخط مین اس علامت کا ترک

بھی جائز ہے پس لفظ موسیٰ کے اعداد ۱۱۶ محسوب ہوں گے۔

صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن صنائع تاریخ لکھا ہے کہ الالف التی تکتب علی صورۃ الیاء تعدّ یاءً کعیسیٰ و یحییٰ (انتہیٰ) یعنی جو الف یا کی صورت میں لکھا جاتا ہے وہ یا شمار ہوگا جیسے عیسیٰ و یحییٰ۔

(۵) رسم الخط عربی میں کبھی الف وسط کلمہ میں آتا ہے اور پڑھنے میں ظاہر ہوتا ہے اور اوس کے وجود کی علامت کھڑے زبر کے ذریعہ سے کتابت میں بھی ہوتی ہے لیکن حروف مکتوبہ میں داخل نہیں سمجھا جاتا جیسے لفظ صلوٰۃ کا الف اور یہی کیفیت لفظ الٰہ اور اللہ اور رحمٰن اور اسحٰق و لٰکن و ہٰذا کے الف کی ہے۔ اس کے متعلق اہل جمل کا یہی حکم ہے کہ رسم الخط کے تابع رہو۔ یعنی اگر کسی آیۂ قرآنی سے تاریخ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی معتبر ہوگا یعنی رحمٰن میں الف محسوب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ کتابت لفظ میں داخل نہیں ہے اور کھڑے زبر کے حکم میں ہے یہی حکم لفظ الٰہ اور اللہ کے لئے ہے۔ اور یہی عمل لفظ اسحٰق میں ہوگا۔ لٰکن اور ہٰذا میں رسم الخط عربی نے تصفیہ کر دیا ہے کہ لام لٰکن کے بعد کا الف اور نیز ہای ہٰذا کے بعد کا الف۔ الف نہیں ہے بلکہ کھڑا زبر ہے۔ پس ان تمام الفاظ میں الف داخل حساب جمل نہ ہوگا۔ محققین جمل نے اس کے متعلق کافی صراحت کی ہے۔

لیکن جن الفاظ میں رسم الخط فارسی نے الف کو داخل لفظ کیا ہے اوس کو حساب جمل میں محسوب کرنا فارسیوں کے لئے لازمی ہے جیسا لفظ سلیمان جس کی کتابت فارسی میں الف موجود ہے۔

حکیم کاشی نے جلوس شاہجہان کی تاریخ میں ایسے الف کو محسوب نہیں فرمایا ہے

اور ہماری رائے مین اون سے تسامح ہوا ہے اس لیئے کہ اونھون نے مادۂ تاریخ زبان فارسی مین لکھا اور رسم الخط کے خلاف عمل کیا۔ اگر رسائل رسم الخط فارسی سے لفظ سلیمٰن مین صرف کھڑا زبر لکھنا جائز قرار پاسے تو مورخ پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

بادشاہ بحر و بر شاہ جہان		گر سپہا چون مہر تابان آمدہ
سال تاریخ جلوسش گفت چرخ		وارث ملک سلیمٰن آمدہ ۱۰۳۷

(نوٹ) اس تاریخ مین بھی الف ممدودہ کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی تقریب پر اسیر شوقی نے بھی تاریخ کہی ہے جس سے ۱۰۳۷ کی تصدیق ہوتی ہے

بادشاہ جہان و شاہ جہان		خرم و شاد و کامران باشد
حکم او بر خلائق و عالم		تا جہان باد در جہان باشد ۱۰۳۷

باقر گیلانی نے تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر مین عبارت ذیل کے ہر ایک فقرہ سے تاریخ نکالی ہے اور لفظ رحمٰن مین بقاعدہ رسم الخط فرقانی الف کو ترک کیا ہے۔

آفتاب ملک احسان سایۂ رحمٰن ۱۰۶۸	پناہ تاجوران عالم و عالمیان ۱۰۶۸	

(نوٹ) اس تاریخی عبارت مین بھی الف ممدودہ کا ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے جس کی بحث گزر چکی۔

مرزا بدیع نصیر آبادی نے تاریخ قصر شاہ سلیمان مین الف لفظ سلیمان کو حذف کیا ہے اور رسم الخط فرقانی کی پابندی کی ہے۔

چون شاه سلیمن شہ اقبال بلند	شد بانی این مسکن بہجت پیوند
۱۰۸۰	۱۰۸۰
از جشن و نشاط و کامگاری دائم	وروے جاے بادشہ دولتمند
۱۰۸۰	۱۰۸۰

مارمی راے مین ان استادون نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اگر
نا کے اس کلام کی سند سے فارسی کے رسم الخط کو لفظ سلیمان کی نسبت رسم الخط
آنی کے مطابق تسلیم کیا جاے تو پھر کوئی اعتراض باقی نہین رہتا۔

مجتہد العصر مولانا والداد علی نے تاریخ وفات نواب آصف الدولہ مین
کھڑے زبر کو الف محسوب فرمایا ہے۔

لہا روحٌ وریحانٌ وجنّت النعیم ۱۲۱۲ ہجرے

مولانا نے الفاظ (لہا) اور (جنّت) دونون مین کھڑے زبر کو الف
ر دیگران کے عدد محسوب فرماے ہین۔ اور یہ اون کی بدیہی غلطی اور قاعدہ
ی کی خلاف ورزی ہے۔

۶) لفظ اطیعوا کا الف آخرہ اگرچہ پڑھنے مین داخل نہین ہے لیکن بوجہ
کتابت مین بلحاظ رسم الخط الف موجود ہے حساب جمل مین الف محسوب ہوگا
ی (اطیعوا) کے عدد ۹۷ شمار ہون گے۔ مولانا مولوی عبدالباسط نے وفات
و رخان شاہ جہان پوری کی تاریخ لہم دار السلام عند ربہم بما کانوا یعملون
۱۱۴) لکھی ہے اور موافق قاعدہ ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے بھی اسکو تسلیم
فرمایا ہے اور اس مین استادان جمل کو کوئی اختلاف نہین ہے۔

(۷) اسی طرح الف وصل بعض وقت باوجودے کہ کتابت مین ہوتا ہے مگر قرأت مین نہین آتا یہ حساب جمل مین محسوب ہوتا ہے جیساکہ (اِلّا اللّٰہ) کے عدد (۹۸) محسوب ہوتے ہین ۔

فارسی مین جو ہمزۂ وصل لفظ بود ہ است کے وسط مین آتا ہے اِس کے محل اشکال ہین ۔ فارسیون کا قول ہے کہ بعد ہاے ہوز چنین الف حذف نخواہد شد چنانچہ کردہ است و بودہ است اگرچہ اس کو کردست یا بودست پڑہین لیکن کتابت مین ہ اور آ دونون کو قائم رکہنا چاہیئے ۔ پس اسی قاعدہ کے لحاظ حساب جمل پابند کتابت رہے گا ۔

پہر فارسیون نے کہا ہے کہ بعد حرف آخر نون چنین الف حذف خواہد
(ع) ز چشمش حال میخانہ خرابست ٭ کہ ساقی ہمچو مے یاد ر رکابست (ع)
غیرت ابر بہاران چشم گریان منست ٭ یک چمن گل کردہ بر ہر نوک مژگان منست
اسی طرح فارسیون نے الف بعد الف کو بہی حذف کرنے کا حکم دیا ہے
جیسے (ع) عشق خانہ خراب مولد ماست ٭

پس قاعدہ یہ ہے کہ قواعد فارسی نے جس الف کو کتابت مین حذف کا حکم دیا ہے وہ نہ کتابت مین قائم رہے گا اور نہ حساب جمل مین اور جس الف وصل کو قواعد فارسی نے کتابت مین قائم رکہا ہے وہ نہ کتابت سے حذف ہوسکے اور نہ حساب جمل سے ۔ ہم نے اس موقع پر بعض قواعد فارسی کا ذکر تمثیلاً کیا ہمارا یہ بیان قواعد فارسی کا جامع نہین ہے اور نہ جامعیت کا موقع اور محل ہے جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے ۔

(۸) اسیطرح لفظ زیداً کا الف تنوین حالت نصب مین داخل کتابت تو ہے لیکن بحالت وقف کے پڑہا نہین جاتا بعض شعرانے حالت وقف مین بہی اس کو عروض شعر سے خارج رکہا ہے لیکن بدین وجہ کہ کتابت مین اس کا وجود ہے لہذا حساب جمل مین محسوب ہوگا۔

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ فارسیون نے بعض وقت اس کا قافیہ نون کے ساتہ باندہا ہے جیسا کہ مولوی معنوی نے (ـہ) موسیا دیتیس فرعون زمن ؛؛ نرم باید گفت قولاً لیّناً ؛؛ آپ فرماتے ہین کہ ایسی حالت مین لفظ لیّناً کا الف نون کی قائم مقامی چاہتا ہے۔ ہم اس کو تسلیم نہین کرتے اس لئے کہ قاعدہ جمل کی کتابت کی پابندی کا حکم دیتا ہے قرائت کو اس مین کچہہ دخل نہین ہے فارسی مین ایسا قافیہ درست ہے یا نہین وہ دوسری بحث ہے جس کا یہ محل نہین ہے۔ بہرحال لیّناً کا آخر حرف حساب جمل مین الف محسوب ہوگا اور اس کا ایک ہی عدد لیا جاوے گا۔

ب

اگرچہ ب کے متعلق ہم کو کسی قاعدۂ خاص کے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے لیکن صرف اس قدر عرض کردینا مناسب خیال کرتے ہین کہ رسم الخط فارسی مین وہ باے عربی جو بمعانی مختلفہ مستعمل ہوتی ہے یا باے زائدہ جو ابتداے الفاظ مین واقع ہوتی ہے بخصوصیت الفاظ زبان فارسی۔ غیرافعال مین کبہی لفظ کے ساتہ متصل لکہی جاتی ہے اور کبہی منفصل اور بصورت ثانی اظہار حرکتہ فتحہ کے لئے اس کے ہاے مختفی بڑہائی جاتی ہے۔

جیسے بسر و بتن جس کو رسم الخط نے اجازت دی ہے کہ لفظ سر و تن سے
بے کو جدا بھی لکھہ سکتے ہین مثلاً بہ سر و بہ تن محققین رسم الخط نے قواعد مدوّنہ کے
ذریعہ سے یہ بات نہین دکھلائی ہے کہ کن الفاظ مین بے کا متصل لکھنا ضرور ہے اور
کن حالات مین جدا لکھنا لازم ہے۔ بلکہ کاتبین کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الفاظ
عربی کے سوا جو فارسی مین مستعمل ہون الفاظ زبان فارسی مین جو غیر افعال ہون چاہین
بے کو حروف لفظ کے ساتہ ملا کر لکھین یا ہاے مختفی کے ساتہ جدا۔

صورت آخرہ مین جمل کا قاعدہ عام اس کا متقاضی ہے کہ بلحاظ کتابت ایسی
بے کے عدد ہاے مختفی کے ساتہ (۷) محسوب ہون محققین فن کی راے یہ ہے کہ ہاے
مختفی کا عدد ہرگز محسوب نہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کلیۂ متذکرۂ قاعدہ عام کے قائم رکھنے
کے لئے مورخین کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس قسم کی بے کو متصل بہ لفظ لکھا کرین اور
منفصل لکھنے کا قصد ہی نہ کرین گو کہ رسم الخط نے اوس کی اجازت دی ہو۔

اگر اس ہدایت کی پابندی نہ ہوگی تو مادۂ تاریخ خطرہ مین رہے گا یعنی اگر
(بسر یا بفرق) کو مورخ نے (بہ سر و بہ فرق) لکھہ کر بے کے عدد کو ہاے مختفی کے ساتہ
محسوب کیا ہو تو ممکن ہے کہ نقل نویسی مین کبھی بے کا اتصال لفظ سر و فرق کے ساتہ
واقع ہو اور ہاے مختفی کے پانچ عدد کا گھاٹا مادۂ تاریخ کو برباد کرے۔ اس لئے محتاط
طریقہ یہی ہے کہ فن جمل کے اغراض کے لحاظ سے ب کو ملا کر لکھین۔

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ اکثر مردم این عصر باے موحدہ را بصورت
(بہ) می نویسند و عددش ہفت می گیرند این ہفت مشتاق ہفت ہشت ست کہ بر
زبونی فکر و عاجزی طبیعت آنہا دلیل قوی دارد کہ در کلام اساتذہ باے موحدہ با شتراک

ہا نہ یا مدہ است - ہم نہ اس درشت بیانی کو پسند کرتے ہین اور نہ مطلق العنانی کو
قواعد فن سے کام لینا چاہیئے - اور عقل سلیم بھی اس تصفیہ کے لئے موجود ہے کہ
استادون نے جو کچھہ کہا ہے وہ کن خوبیون پر مبنی ہے -
شعرائے عجم کا بھی یہی مذہب ہے - ملا محتشم کاشی نے جلوس شاہ اسمٰعیل مین ایک
رباعی لکھی ہے جس کے آخر شعر مین باے موحدہ کو متصل لکھہ کر صرف دو عدد لئے ہین

در ہر نفس دلا بہ از اہل جہان		دانند بلاف مہر شاہ اسمٰعیل
۹۸۴		۹۸۴

حضرت استادی معنی دکھنی اپنے رسالۂ مناظرہ معنی مین فرماتے ہین کہ
جائے کہ کتابت صورت کلمہ بدنماید و بد خوانند، نوعے دشواری در نظر کردن آید -
می نویسند چون بہ بینند و نمی نویسند چون ببینند و جائیکہ چنین نیست متصل کو سند
چون بخور و ببین و بخدا اگر کسے برائے پر کردن اعداد تاریخ چنین نویسد بہ خور
بہ بین - بہ خدا - و برائے کم کردن اعداد چنین نویسد - ببیند - خلاف رسم الخط
باشد و نزد مورخان محققین ناجائز -

ہم اس کو نقل کرنے کے بعد اس قدر اضافہ ضرور کرین گے کہ صاحبان
رسم الخط نے اس باے موحدہ کے متصل یا منفصل لکھنے کا کوئی تصفیہ نہین کیا ہے
یہی وجہ ہے کہ محتاط محققین جمل نے اس ب کی نسبت وہ فیصلہ کیا ہے جس کو ہم نے
اوپر لکھا - اگر رسم الخط مین بطور کلیہ کے کوئی قاعدہ بیان ہوتا یا اس قاعدۂ رسم
الخط کی کوئی سند ہاتہ آتی جس سے ہم اس وقت تک محروم ہین تو آسانی کرساتہ
ہم اُس کی پیروی کر سکتے - اس لئے کہ اعداد جمل کا دار و مدار رسم الخط پر ہے -

ت

تاے عربی رسم الخط کے لحاظ سے دو اشکال مین لکھی جاتی ہے۔
(۱) دراز جیسے (ت) جس کا نام عربی مین تاے مبسوط ہے۔ اور اردو مین لامبی تے
(۲) دوسری گول جیسے (ۃ) اس کو عربون نے تاے مدوّر و مربوط کہا ہے اور اردو والون نے گول تے سے نامزد کیا ہے۔ اور چھوٹی تے بہی۔

عربی مین بعض خاص مقامات پر تاے مبسوط مستعمل ہے۔
(۱) جس لفظ مین تاے اصلی ہو جیسے بیت وغیرہ اسی کے ضمن مین چند خاص الفاظ ہین جن کی تے تاے اصلی کے حکم مین داخل کی گئی ہے۔ جیسے۔ لات۔ منات۔ ذات بنت۔ اخت۔ کیت۔ ذیت۔ لیت۔ وغیرہ۔
(۲) جس لفظ مین تاے جمع مونث سالم ہو جیسے حرکات۔ سکنات۔ جہات وغیرہ
(۳) جس لفظ مین تاے علامت تانیث فاعل ہو جو فعل مین آتی ہے جیسے فعلت۔
(۴) جس لفظ مین تاے ضمیر ہو جو فعل ماضی سے مخصوص ہے جیسے۔ فعلتَ فعلتِ۔ فعلتُ۔

ان کے سوا جو تاے تانیث اسم مین واقع ہو عموماً گول لکھی جاتی ہے جیسے فلاحۃ۔ ملاحۃ۔ حفاظۃ۔ وغیرہ۔

جب کبھی تاے مدوّر حالت وقف مین ہو۔ تو اوس کی کتابت سے نقطون کا حذف کرنا جائز ہے جس کی صورت مثل ہاے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرائت مین بہی (ہے) کی آواز۔ پس دراز تے یعنی تاے مبسوط کے عدد تو اہل جمل کے پاس بالاتفاق ۴۰۰ ہین لیکن تاے مربوط کے اعداد مین اختلاف ہے اور اسی اختلاف

اس وجہ سے ۳ مذہب قائم ہو چکے ہین۔
(۱) عموماً گول تے کے عدد مثل دراز تے کے ۴۰۰ محسوب کرتے ہین۔
(۲) عموماً گول تے کو (ہے) قرار دیکر اس کے پانچ عدد لیتے ہین۔
(۳) گول تے کے عدد حالت وقف مین پانچ لیتے ہین اور غیر وقف مین ۴۰۰۔
نمبر (۱) کا قول ہے کہ اہل جمل کا قاعدہ عام کتابت اور رسم الخط پر مبنی ہے اور رسم الخط مبنی بر حقیقت ہے۔ صاحبان رسم الخط نے تاے مربوط یا مدوّر کے لئے گول شکل دو نقطون کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل مدوّر کا نام تے ہی ہے پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کو (تے) ماننے کے بعد اس کے عدد ۴۰۰ محسوب نہ کرین۔ اگر حالت وقف مین اس کے نقطون کا حذف کرنا جائز ہوا ہو اور نقطون کے حذف ہونے کے بعد اس کی صورت (ہے) سے مشابہ ہو جاتی ہو اور وقف کی وجہ سے قرائت مین اس سے (ہے) ہی کی آواز نکلے تو اس اعتبار کی عمل سے اس کی حقیقت زائل نہین ہوتی۔ اگر نحویین نے اپنی اصطلاح مین اسکو ہاے تانیث سے موسوم کیا ہو تو اون کا صرف اصطلاحی عمل اس کی حقیقت کو باطل نہین کرتا پس تاے مدوّر کے عدد ہر حالت مین ۴۰۰ محسوب ہونے چاہیین
نمبر ۲ اس کے خلاف ہین اون کی راے مین گول تے بلحاظ صورت کتابت (ہے) ہے۔ اور بدین وجہ کہ جمل کے قاعدہ عام نے مکتوب کو معتبر مانا ہے لہذا ان کی راے مین گول تے کے عدد مثل (ہے) کے پانچ محسوب ہونے چاہیین اس لئے کہ کتابت مین اس کی شکل مثل ھ کے ہے اعم ازین کہ وہ حالت وقف مین ہو یا غیر وقف مین اون کا قول ہے کہ ہر گاہ نحویین نے گول تے کو ہاے تانیث

سے نامزد کیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس ھے کے عدد ۸۰۰ محسوب کئے جاویں
نمبر ۳ کہتے ہیں کہ گول تے غیر حالت وقف میں ۔ بلاشبہ تے ہے
اس لئے کہ اس کی صورت خاص لفظوں کے ساتھ تے ہی کے نام سے موضوع ہے
اور قرائت میں اس کی آواز سے بھی تے ہی کا وجود ثابت ہے پس کوئی وجہ نہیں
ہے کہ اس کے عدد ۸۰۰ محسوب نہ ہوں البتہ حالت وقف میں اس کا عدد پانچ
محسوب ہونا چاہیئے اس لئے کہ کتابت سے نقطے بھی حذف ہو جاتے ہیں اور قرأت
میں آواز بھی بدل جاتی ہے اور اس کی شکل اور ھے کی شکل میں کوئی فرق بھی باقی
نہیں رہتا اور نحویین نے اس کو ھے ہی سے تعبیر کیا ہے لہذا کوئی وجہ نہیں ہے
کہ ہم اس کے عدد ۸۰۰ محسوب کریں ۔

صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن ترجمہ شیخ محمد سندی ۔ مدنی بحوالہ کتاب عقد الجواہر للشریف محمد بن ابی بکر الشلی الباعلوی فرمایا ہے کہ فاذا اتفق اللفظ والرسم فذلک واضح وان اختلفا کھمزۃ و طلحۃ التلفظ بالتاء والرسم بالھاء فقیل المعتبر المرسوم دون الملفوظ وقیل الاعتبار باللفظ لا بالرسم ۔ قال الشریف عبداللہ المدہر الیمنی ۔ القول الاول المعول علیہ والثانی نادر ۔

یعنی جب تلفظ اور رسم الخط میں اتفاق ہو تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے لیکن اگر دونوں میں اختلاف ہو جیسے لفظ (ہمزہ) اور (طلحہ) جس کا تلفظ تے کے ساتھ ہے اور کتابت ھے کے ساتھ تو اس حالت میں بعض نے کہا ہے کہ کتابت معتبر ہے برخلاف قرائت کے اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ معتبر ہے نہ رسم الخط ۔ اور شریف عبداللہ مُدہّر یمنی نے قول اول کو معتبر کہا ہے اور قول دوم کو نادر ۔

اکثر اہل تحقیق نے ان اقوال کو بیان کرتے ہوئے اپنی رائے سے سکوت اختیار کیا ہے اور بعض انہیں اقوال کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہین ۔

پھر غلام علی آزاد بلگرامی ہی نے بعض رسائل عبدالجلیل بلگرامی سے نقل کیا ہے کہ "تاء التانیث التی تکتب علی صورۃ الهاء یاخذون عنها خمسة لا اربع مائة اعتبارًا للصورة الخطیة ولامشاحة فی الاصطلاح وللحریری فی المقامات خطبة غیر منقوطة وقعت فیها مساورۃ الاعلال ومصادمة المال والآل فاعتبر التاء الفوقانیة فی القرینتین غیر منقوطة مع انها لیست فی الحالة الوقفیة وتتلفظ منقوطة لانها ترسم علی صورۃ الهاء وهی عاطلة عن النقطة ۔ ثم تاء التانیث اذا لم تکتب علی صورۃ الهاء تکون علی اصلها ویوخذ عنها اربع مائة مثلا اذا الحق بالمساورۃ والمصادمة ضمیر ویقال مساورته ومصادمته (الخ) یعنی وہ تاے تانیث جو (ھ) کی شکل مین لکھی جاتی ہے اہل جمل اس کے پانچ عدد لیتے ہین نہ چار سو ۔ اور یہ عمل صورت خط کے اعتبار سے ہے ۔ اور نہین گرفت ہے قرار داد مین

اور مقامات حریری مین ایک خطبہ غیر منقوطہ ہے جس مین الفاظ مساورۃ الاعلال ومصادمة المال والآل واقع ہوے ہین ۔ پس ان دونون الفاظ مین صاحب حریری نے تاے فوقانیہ کو بدون نقطون کے استعمال کیا ہے باوجود اس کے کہ حالت وقف مین نہین ہے اور باوجودے کہ نقطون کے ساتھ پڑہی جاتی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (تے) (ھ) کی شکل مین لکھی جاتی ہے اور (ھ) نقطون سے خالی ہے ۔ پس تاء تانیث جب صورت (ہ) پر

نہ لکھی جاے تو اپنی اصلیت پر رہے گی اور اوس کے عدد چار سو محسوب ہوں گے
مثلاً جب کہ لفظ مساورۃ اور مصادمۃ کے ساتھ ضمیر لاحق ہو اور کہا جاے مساورتہ
ومصادمتہ۔ (الخ)

پھر آزاد نے صنعت تاریخ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وتار التانیث التی علی
صورۃ الہاء وان لم تکن فی الحالۃ الوقفیۃ تعد ہاء کحمزۃ وطلحۃ (انتہی) یعنی تا
تانیث جوکہ (ھ) کی صورت میں لکھی جاتی ہے اگرچہ وہ حالت وقف میں نہو
تاہم (ھ) شمار کی جاوے گی جیسے حمزۃ و طلحۃ۔

اس سے ظاہر ہے کہ علامہ بلگرامی مذہب دوم کے پیرو ہیں۔

صاحب معدن الجواہر نے نصر ہورینی مصری کی تالیف مطالع النصریہ کے
حوالہ سے فرمایا ہے کہ اما النقط فتارۃ یجب عند خوف اللبس فی مثل ہاء التانیث
نحو ماتہ فانہا اذا لم تنقط ہاء ربما التبس فی بعض التراکیب لفظہا بہاء مضافاً
للضمیر وتارۃ یجوز فیہا الامران اذا لم یخف للبس۔ وتارۃ یمتنع نقطہا
اذا وقعت فی سجع او قافیۃ علی الہاء الساکنۃ وان کانوا لا یعدونہا
ردیا کما سبق ذلک مفصلاً فی فصلہا فہی اذن علی ثلاثۃ اقسام ومع
کونہا تنقط وجوباً او جوازاً فقد عدہا الحریری من المہمل فی خطبۃ المقامۃ
(۳۸) السمرقندیۃ نظراً لصورتہا الخطیۃ تبعًا للوقف علیہا لما تقدم غیر
مرۃ ان مبنی کتابۃ الحرف الاخیر علی تقدیر الوقف حتی انہم حسبوہا
فی العدد بخمسۃ فی ابیات التواریخ المعمولۃ بحروف الجمل وجری علی ہذا
استاذنا البکری فی شرحہ للورد السحری حیث قال ان اسمہ تعالی قوی

عددہ (۱۱۶) یوافق عدد المشھورۃ وکذ لک الخیر الرملی کتب فی آخر الفتاوی
الخیریۃ انہ سئل عن الہاء المذکورۃ ہل تعد فی عمل التاریخ المبنی علی الجمل ار
بخمستہ ادثاراً باربع مائتہ فاجاب بمثل ما قلنا واطال القول فیہا بجلب
النصوص عن الحافظ السیوطی وعن ائمۃ القرآت وغیرہم ثم قال آخراً
ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکل وقال فی النفایۃ الہاء
تسقط الاعند الادبار ومنہم الحریری (انتہی) یعنی۔ لیکن نقطے پس واجب
ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ التباس کا خوف ہو جیسے لفظ (مائۃ)
کی ہائے تانیث پس اگر اسپر نقطے نہ دیے جاوین تو وہ مشابہ ہو جائے گی
لفظ (ماء) سے جب کہ لفظ (ماء) ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ اور کبھی جائز ہوتا
ہے نقطون کا دینا اور نہ دینا جب کہ التباس کا خوف نہ رہے۔ اور کبھی ممنوع
ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ واقع ہو (ھے) سجع یا قافیۂ (ہائے) ساکن
مین۔ اگرچہ اس کو رو سے مین شمار نہ کرین۔ جیسا کہ ہم نے اس کا مفصل بیان
اس کی متعلقہ فصل مین کیا ہے۔ پس اس حالت مین اس کی ۳ قسمین ہوئین۔
اور باوجود اس کے کہ نقطون کا دینا جائز ہو یا واجب۔ حریری نے اٹھیسوین
مقامہ سمرقندیہ کے خطبہ مین (ھے) کا شمار حروف مہملہ مین کیا ہے۔ اس طرح
کہ (ھے) کی کتابی شکل تابع ہے حالت وقف کے۔ جیسا کہ چند بار گزر چکا ہے
کہ حرف اخیر کی کتابت کا دار و مدار حالت وقف پر ہے۔ تا آن کہ اہل جمل
نے ابیات تواریخ مین (ھے) کے عدد پانچ لئے ہین۔ اور میرے استاد (بکری)
نے اپنی شرح ورد السحری مین بھی ایسا ہی کیا ہے یعنی وہ فرماتے ہین کہ یہ تحقیق

اسمِ خداوند کریم (قوی) کے عدد ۱۱۶ مساوی ہین لفظ (قہوہ) کے عدد کے
اور اسیطح خیرالدین رملی نے آخر فتاوی خیریہ مین لکھا ہے کہ اونسے ہائے مذکورہ
کی نسبت پوچھا گیا کہ آیا (ھے) کے عدد تاریخ جمل مین پانچ لیئے جاتے ہین یا اس کو
(تے) قرار دیکر۔ چارسو محسوب ہوتے ہین پس اونہون نے ہمارے قول مذکور کے
مطابق جواب دیا اور اپنے قول پر تفصیل کے ساتھ حافظ سیوطی اور ائمہ قرائت
وغیرہ کے اقوال سند مین پیش کیئے۔ اور پھر آخر مین یہ کہا کہ ہمارا یہ قول اصطلاح
کے لحاظ سے ہے ورنہ دونون طور پر عمل ہوسکتا ہے۔ اور کہا مولف نقایہ نے کہ
ادیبون کے نزدیک جن مین سے حریری بھی ہے (ھے) پر نقطے نہ دینے چاہیئیں انتہی
اب صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہرگاہ زبان عربی مین تاے مدور
مستعمل ہو تو اوس کی دو شکلین ہین۔ اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے
ساتھ ملحق ہون تو اس کے عدد چارسو محسوب ہون گے جیسے لفظ رحمتہ اور دولتک
مین۔ اور اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے ساتھ ملحق نہ ہو تو پھر اوسکی
دو صورتین ہون گی۔ ایک یہ کہ وسط ترکیب کلام مین اور فقرہ کے اندر واقع ہو
جیسے جنۃ الفردوس اور رحمۃ اللہ مین تو ایسے تاے مدور کے عدد پانچ
لیئے جاوین گے اور دوسرے یہ کہ آخر کلام مین واقع ہو اور حالت وقف مین
رہے جیسے قسیم النار والجنۃ تو ایسے تاے مدور کو (ھے) قرار دیکر اوسکی
عدد پانچ ہی محسوب ہونا ضرور ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ناجائز۔
اور جو لوگ اس آخر الذکر (تے) کے عدد چارسو لیتے ہین اونکا
عمل بعید از قیاس وصحت ہے۔ انتہی۔

ہم عرض کرتے ہین کہ متقدمین کا خیال اس کے متعلق جیسا کچھ رہا ہی اوسکی
صراحت اوپر ہو چکی ہے اور ایک محقق کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ صرف مردہ
پسندی یا قدیم لکیر کا پابند نہ ہو بلکہ اون تمام وجوہ پر جو اس بحث سے متعلق ہین
کافی غور کرکے اپنی راے کا اظہار کرے ۔ ہم اس عرض کی معافی چاہتے ہین کہ ہمکو
صرف مذہب دوم سے اتفاق نہین ہے کہ جس تاے مدوّر کی آواز (تے) کی ہو اور
جسپر نقطے بھی موجود ہون اوس کے عدد بھی (۵) محسوب ہون ۔ اسمین شک
نہین کہ اتفاق سلف ایسا ہے کہ اسکو (ہ) سمجھین اور پانچ عدد لین ۔ لیکن ہم کہتے
ہین کہ اسکو (ہ) سمجھنے کی کوئی وجہ نہین ہے جب کہ واضعان رسم الخط نے
اس کا نام بضرورت کتابت مقامات خاص تاے مدوّر کہا ہے اور اوس پر
نقطے بھی دیئے ہین اور قرات مین بھی (تے) ہے ۔ شکل (ہا) سے اس کا التباس
نقطون کے جدا کرنے کے بعد ہوتا ہے ۔ نقطون کے وجود مین اس کو (ھے) کہنا
ایسا ہے جیسا کہ نقطون کے وجود مین ہم ت کو ب یا ث اس بنا پر کہدین کہ
دونون کی شکل ایک ہے ۔ ہمنے اسپر بھی غور کر لیا ہے کہ رسم الخط مین (ھے) کے
اشکال دو ہین (۱) یک چشمی (ہ) جیسے (ہ) اور دوسری دو چشمی (ھے) جیسے
(ھ) اور الفاظ مرکبہ مین رسم الخط نے ہاے دو چشمی کی شکل مین ایک اور تغیر بھی
کیا ہے جیسے لفظ (فلھذا) ، (فلھذا) ان دونون مین دو چشمی (ھے) ہی ہے
لیکن رسم الخط مین خفیف سا فرق ہے ۔ اور ایسا ہی خفیف فرق اکثر حروف کی کتابت
مفردہ و مرکبہ مین ضرور واقع ہوتا ہے ۔ پس تاے مدوّر کی نسبت جس کی وضع
واضع رسم الخط نے ضرورت کتابت مقامات خاص عربی کے لئے کی ہے اوس کے

نقطوں سے قطع نظر کرکے یہ کہہ دینا کہ (ھے) کی ایک قسم کے ساتھ مشابہ ہونیکی وجہ سے ہم اس کو درحقیقت (ھے) قرار دیں ایسی بات ہوگی جیسے کوئی کہے کہ زید کے چہرہ سے ناک نکالدینے سے اس کا حلیہ بعینہ بکر کا سا ہو جاتا ہے لہذا اسکو بکر ہی سمجھو۔ ہم اصطلاحی طور پر الف کو بے قرار دے سکتے ہیں لیکن جب اصطلاحی ضرورت باقی نہ رہے تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ مانا کہ جمل کے قاعدۂ عام نے اعداد کے باب میں مکتوب کو معتبر قرار دیا ہے اور ملفوظ سے کچھ سروکار نہیں کہا ہے۔ لیکن اس کلیہ کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ ث کے ایک نقطہ کو حکماً مٹا کر اس کو ت سمجھیں اگر نقطہ کی علامت خاص سے ہم قطع نظر کریں گے تو ت کو ب یا ث سمجھ لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور طوفان بے تمیزی پھیل جاوے گا۔

سب سے بڑی بات غور اور فیصلہ کے قابل یہ ہے کہ قاعدۂ رسم الخط عربی نے تاے تانیث کی نسبت یہ نہیں کہا ہے کہ اس کو (ھے) سے بدل دو یا اس کو (ھے) ہی سمجھو بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اس (تے) کو مدوّر شکل میں لکھ کر اسپر دو نقطے رکھو۔ جس کا نام اہل فن نے تاے مدوّر یا تاے مربوطہ رکھا ہے نہ ہا۔ اور اسی وجہ خاص سے بڑی تے کو تاے مبسوطہ سے موسوم کیا۔ پس جب کہ ہم اسکو فی الحقیقت (تے) مانتے ہیں اور (تے) پڑھتے ہیں تو نقطوں سے قطع نظر کرکے (ھے) سے تعبیر کرنا صریح غلطی ہے۔ محققین سلف نے جہاں اپنی راے اور اپنا مذہب بیان کیا ہے وہاں یہ بھی لکھدیا ہے کہ ہمارا خیال صرف اصطلاحی ہے اور دوسری شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔ پس متاخرین تحقیق پسند کو صرف اونکے اصطلاحی عمل کا مرید ہو جانا اور نفس حقیقت کی دریافت اور غور سے کام نہ لینا فن جمل پر ستم ہوگا

اور اس کا دائرہ محدود رہ جاویگا۔ اگر آزاد بلگرامی نے اپنی رائے کو سلف کی صورت
اول کے تابع رکھا تو اچھا کیا لیکن خزانہ عامرہ مین بضمن ترجمہ ناصر علی سرہندی
جعل جنتہ مثواہ کے مادہ پر جو اعتراض فرمایا ہے ہم اوس سے متفق نہین ہین
یہ مادہ محمد عاکف کا طبعزاد ہے جس کو سرخوش نے کلمات الشعرا مین بذیل ترجمہ
میرزا قطب الدین مائل پسند کیا ہے۔ میرزائے موصوف کی رحلت کا سنہ ۱۱۰۸ ہجری
اس مادہ سے حاصل ہوتا ہے مصنف نے تائے جنتہ کے ۴۰۰ عدد لئے ہین۔
اور بقول آزاد یہ غلط ہے اس لئے کہ تائے جنتہ کے عدد آپ کے مذہب مین پانچ
ہین ہم نہ صرف اس مادہ کو صحیح خیال کرتے ہین بلکہ متقدمین کی رائے کے لحاظ سے
بھی کہ ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکل جس کی تفصیلی عبارت
اوپر نقل ہوئی ہے اس مادہ تاریخ کو صحیح مانتے ہین۔

حیدرآباد مین بزمانہ وزارت اعظم سرسالار جنگ مختار الملک مغفور اسی کا
محاکمہ ہوا تھا۔ ذکی مرحوم لکھنوی اور معنی مغفور دکھنی مین تائے لفظ صلوٰۃ کے اعداد
جمل کی بحث تھی ذکی مرحوم کو تائے مذکورہ کے اعداد پانچ لینے پر اصرار اور معنی
مغفور کو اس سے انکار تھا۔ استادان جمل سے استصواب ہوا۔

ہم نے اس فیصلہ کو پڑھا ہے جس کا لب لباب استادی مولوی حبیب اللہ ذکا
تخلص کے اس قطعہ مین موجود ہے۔

من بریشم من بریشم من برین	خان معنی آنچہ می گوید بجاست
درحضور حق توان گفتن ذکا	آخر لفظ صلوٰۃ البتہ تاست

اب ہم اس فیصلہ سے صرف اون اقوال کا ذکر اس مقام پر کرتے ہین

جو موتیوں میں تولنے کے قابل ہیں۔ افضل العلماء مولوی سید شاہ محمد مدظلہ حکم
فرماتے ہیں کہ از تتبع کتب نحو واضح می شود کہ تانیث بر دو قسم است۔
(۱) حقیقی (۲) لفظی۔ حقیقی آن کہ مقابل آن مذکر باشد از جنس حیوان
مثلاً امراۃ و ناقہ۔ و تانیث لفظی بخلاف آن باشد کہ مقابل آن چنان نبود بلکہ
تانیث آن منسوب بلفظ بود بسبب وجود علامت تانیث در لفظ حقیقۃ
مثل ظلمۃ و تقدیراً مثل عین چہ تاے تانیث در آن مقدر است بدلیل
تصغیر و آن (عیینۃ) باشد و لفظ شمس بر مذہب اشتراک آن در حقیقی ازین
قبیل است و در حاشیہ عبدالرحمن در تحت قول التانیث فیہ لفظیۃ
مرقوم است کہ الحاصل ان التانیث فی الشمس لفظی حکماً حیث اظہر التاء
فی بعض الافراد ای بعض افراد الظاہر الغیر الحقیقی حالۃ التصغیر کعیین وحکماً
مثل عقرب۔ چہ حرف رائے در حکم تاے تانیث است۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ
در فوائد ضیائیہ تعلیل این معنی فرمودہ و لہذا لا اظہر التاء فی تصغیر الرباعی
من المونث السماعیۃ چون این مقدمہ ممہد شد باید دانست کہ لفظ صلوۃ
داخل قسم اول است از اقسام ثلثہ تانیث لفظی کہ آنرا در لسان نحاۃ تانیث
بالتا نیز گویند و وجود تا در آن حقیقۃً ثابت است و ازین تقریر اشتباہ
بودن ہا در آخر لفظ صلوۃ و جنۃ وغیرہ مرتفع شد درین صورت در حساب جمل
از آخر حرف تانیث لفظی حقیقی عدد چہار صد شمار آید نہ بر عکس اگر
گویند کہ در حالت وقف (تا) بہ (ہا) مبدل می شود گوئیم کہ وقف قطع نطق
را گویند و آن بر تا و ہا ہر دو درست باشد نہایت آن کہ در بعض مقام قطع نطق

بر تا افصح باشد و در بعضی بر ها افصح. تحقیق این معنی از کتب نحو باید جست چنانکه
مترجم اجرومیه می نگارد اذا وقف علی ما فیه تاء التانیث فان کانت ساکنة
لم یتغیر نحو قامت وان کانت متحرکة فان کانت فی جمع نحو المسلمات فالافصح
الوقف بالتاء وبعضهم بالهاء وان کانت فی مفرد فالافصح بالهاء نحو رحمة
وشجرة وبعضهم یقف بالتاء انتهی و ازین عبارت صاف ظاهر میشود
که حالت وقف را بجز تلفظ در کتابت اعتبارے نیست ـ علاوه برآن
در قرآن مجید جل شانه می فرماید که یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة
وکلا منها رغدا حیث شئتما و جاے دیگر می فرماید واستعینوا بالصبر
والصلوة وانها لکبیرة الا علی الخاشعین الایة ضمیر ها علامت تانیث
که در آیت اول بطرف جنت و در آیت ثانی بطرف صلوة راجع گشته
رفع اوهام فاسده وجود ها در آخر لفظ صلوة بوجه احسن می کند و درینجا
نکته ایست باریک که بر اهل بصیرت پوشیده نیست و آن اینکه در آیت
اول بر لفظ جنة وقف نیست و در آیت ثانی بر لفظ صلوة وقف است
با وجود آن علماے رسم الخط قرآنی در آخر هر دو تاے بانقط نوشته اند
می بایست که در اول تاے دراز و در ثانی تاے مدوره یعنی ها می نوشتند
هرگاه صورت ها و تاے مدوره مشترک است و اعتبار اصل راست و در
اصل وجود تاء تانیث است و وقف امر اعتباری است لهذا بر صورت
مصرحهٔ بالا اکتفا کرده اند و ارجاع ضمیر تانیث بطرف کلمه که آخرش
ها باشد از عرب مسموع نشده و در کتب نحو هم مندرج نگشته ـ

علمی و استادی وجیه الدین عنبی می فرماید که قاعدهٔ ابجد برائے علم تکسیرست
وتقرر اعداد حروف در تکسیر اصل باشد۔ اصحاب تکسیر کلهم اجمعون عدد
تائے دراز و مدور را چارصد گیرند چنانچه از تصنیفات حضرت شاه محمد
غوث گوالیاری۔ صاحب جواہر خمسه۔ و حضرت شیخ ابو العباس بونی
رحمة الله علیہما ظاہر ست۔ و حضرت سید علی محمد حسین القادری خلاصة
ابجو بر عدد تائے الفاظ الفة و دیموتة و رافة و رحمة که در اسم دوم
و بیست و سه دهم و شانزدهم از جمل و یک اسم باری تعالے واقع ست
چهار چهارصد گرفته ثلاثی و رباعی تا آن حساب پر کرده اند و حضرت
محمد بن علی ابن محمد عرف شاه مه مندی از کتاب مفتاح المهات عدد تائے
لفظ جمالک در صورت تا واقع ست چهارصد گرفته اند بملاحظه
ماده برآورده اند پس در تاریخ که مبنی درست چهارصد گرفتن چرا لازم نباشد
اگر گویند که در تکسیر پنهان ست و در تاریخ خلاف آن این سخن از درجه
اعتبار ساقط۔

آری اگر این عدد تائے مدور در تاریخ گرفت و هیچ یک تاریخ از قدمائے
عجم در سند و ثبوت خود پیش نه کرد و چیزے که از قواعد عرب پیش ست
اجازت هر دو مے دهد و صورت ها را محمول بر اصطلاح نحویین می
گرداند پس قرار داد اصطلاحی نحوین را اصلیت نه پذیرد۔

نعمت خان عالی هم پیروی همین مذهب کرد که تاریخ تولد فرزند میر
حسن ابن میر علی شهیدی از (ع) قرة عین حسن ابن علی حاصل کرد
۱۲۱۱

و در شمار اعداد این مصرع عدد تاے مدوّر چار صد گرفتہ است ۔

آزاد بلگرامی در خزانہ عامرہ مے نگارد کہ شتّی در عقد الجواہر گوید کہ وقتے کہ رسم الخط و لفظ مختلف واقع شود مثل حصی و یحیی کہ در نطق الف ست و در رسم یا ۔ و مثل حمزہ و طلحہ کہ در نطق تاست و در رسم الخط ہا ۔ بعضی گویند معتبر مکتوب ست نہ ملفوظ و بعضی گویند معتبر لفظ ست نہ اسم ۔ قول اول معتمد علیہ است و قول ثانی نادر ۔

آزاد بلگرامی راست می گوید کہ مکتوب معتبر ست نہ ملفوظ مثال حمزہ و طلحہ در قول شتّی داخل کردنا درست کہ ہا را در رسم الخط حمزہ و طلحہ داخل کردند ۔ فی الحقیقت آن تاے مدوّر ست نہ ہا ۔

الحاصل ہماری ذاتی راے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تانیث ہ طہ یا مدوّر ۃ کے عدد چار سو لیے جاوین خواہ وہ حالت وقف مین ہو یا نہ ہو ۔ جو لوگ حالت وقف مین تاے مدوّرہ کے عدد صرف پانچ لیتے ہین ہم او نپر حرف نہین رکھتے ۔ اور جن کا مذہب یہ ہے کہ حالت غیر وقف مین بہی اس کے عدد پانچ محسوب کرتے ہین ۔ ہم اون سے اتفاق نہین کرتے ۔

بعض متقدمین فن جمل نے اس کو اپنی معتبر کتابون مین ہاے تانیث سے موسوم کرکے اس کے پانچ عدد لیے ہین ہم اون کے اس عمل کو اصطلاحی عمل خیال کرتے ہین اور وہ خود اس کے قائل ہین اور خود اونہون نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارا عمل صرف اصطلاحی ہے اس کے خلاف دوسری

مشکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے ہم اون کی اس بے نفسی اور راستی پر رحمت بھیجتے ہین ۔ صاحب افادہ تاریخی مذہب نمبر ۲ کے پیرو ہین ۔ اور صاحب مخمس تسلیم نے مذہب نمبر ۱ کو اختیار کیا ہے ۔

اب ہم ذیل مین اون استادون کے کلام سے استشہاد کرتے ہین جو ہمارے ہم خیال ہین

محمد عاکف نامی ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنھون نے تاریخ وفات میر زا قطب الدین مائل کو جعل الجنۃ مثواہ سے پیدا کیا ہے اور تاے مدورہ کے ۴۰۰ عدد محسوب فرماے ہین جس کا ذکر سرخوش نے اپنے تذکرہ مین کیا ہے افسوس ہے کہ غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین اسپر اعتراض بیہودہ کیا ۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ معاملہ مذاہب مین بے تعصب نہ تھے ۔

شیر خان مصنف مرآۃ الخیال نے اپنی کتاب کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدورہ کے عدد ۴۰۰ لئے ہین ۔

این نامہ را کہ مرآۃ الخیال خواندہ ام	دارد ز حسن معانی یک جہان حسن کمال
صورت تاریخ اتمامش توان ازو بر نمود	گر تامل پردہ بردارد ز مرآۃ الخیال

مرآۃ الخیال کے عدد ۱۳۱۳ ہین جس مین سے پردہ کے عدد ۲۱۱ منہا ہون تو سنہ مطلوب ۱۱۰۲ حاصل ہوتا ہے ۔

جناب مولوی فائق صاحب انشاے فائق ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنھون نے کتاب خزینۃ الاصول کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدورہ کے چارسو عدد شمار کئے ہین ۔

این نسخہ کہ گوہر قبول ست — تاریخ خزینۃ الاصول ست
۱۲۲۵

انہین بزرگ نے مسجد نواب آصف الدولہ کی ایک تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد ۴۰۰ لئے ہین -

فائق دوگانہ کرد بمحراب اوادا — تاریخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوٰۃ
۱۲۰۲

ناظم تبریزی نے حضرت معین الدین چشتی نور اللہ مرقدہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوے ہین -

سال نقل معین دین ز فلک — زبدۃ الصالحین بگفت ملک
۶۳۴

مولانا عبد الباسط امیٹھوی ایک فاضل اجل گزرے ہین جو فن جمل مین اکمل تھے صاحب مخلص تسلیم نے ان کے پایۂ فن جمل کا ذکر فرمایا ہے آپنے اپنے جد و جدّہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوے ہین -

گفت امر خداش با احباب — اسکن انت وزوجک الجنۃ
۱۱۰۸ھ

مولوی احمد حسین مرادآبادی نے جن کے پایۂ علم اور معلومات جمل کی تعریف صاحب مخلص تسلیم نے کی ہے جناب مظہر علی شاہ مغفرت پناہ کی وفات کی تاریخ العاقبۃ للمتقین سے نکالی ہے اور تاے مدوّر کے ۴۰۰ عدد لئے ہین -
۱۲۶۴

جناب مولانا شاہ عبد العزیز مغفور دہلوی نے بحق ملٰئکۃ المقربین و عباد اللہ الصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین سے بشمار اعداد منقوطہ سنہ ۱۲۰۸ ہجری حاصل فرمایا ہے اور ملائکۃ کی تے کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین

میر مہدی علی ذکی تخلص مراد آبادی نے جن کو اہل ہند نے امام الجمل کہا ہے ایک مسجد کی تاریخ مین تاے مدوّر کے چار سو عدد محسوب کیے ہین۔

شد چو آغاز طرح این مسجد	صورت کعبہ شد بدل منقوش
سال تاریخ ابتداے بنا	خود قبلہ گفت سروش

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ یہ تاریخ ذکی مرحوم کے دیوان مین طبع ہوئی ہے۔

با فرگیلان متاخرین مین فن جمل کے امام مانے گئے ہین آپ نے جلوس عالمگیر کے بیان مین مندرجہ ذیل تاریخی عبارت لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد چار سو محسوب فرماتے ہین۔ الحمد للہ الرحمن المہیمن الباقی المقصود ۱۰۶۸ والصلوٰۃ علی النبی الکامل الہادی المحمود ۱۰۶۸۔

منتخب التواریخ مصنفہ مولانا عبد القادر بدایونی اکبر شاہی مین امراے اکبری سے ایک امیر ذی شان کی تجدید ایمان کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین۔

لقد تاب شیخی عن الحوبۃ	فتاریخہ صادق التوبۃ

محمد افضل سرخوش نے اپنے تذکرہ کلمات الشعرا مین اپنی والدہ کی رحلت کا تاریخی مادہ فی جنۃ عالیۃ سے (۱۰۵۴) حاصل فرمایا ہے اسمین بھی تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین۔

اور اسی تذکرہ مین ایک اور اپنے عزیز کی رحلت کی تاریخ تخرجہ کے ساتھ دخل الجنۃ بلا حساب لکھی ہے یعنی دخل الجنۃ کے اعداد مجموعی (۱۱۱۸) سے

حساب کے (۱۷) عدد خارج کئے گئے ہیں جس سے سنہ مطلوب (۱۰۴۷) حاصل ہوا ہے۔ اس تاریخ میں بھی تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوے ہیں۔

افضل العلما قاضی ارتضا علی خان سرخوش مغفور گوپاموئے ابو طیب خان والا کی رحلت کی تاریخ العاقبة للمتقین (۱۲۶۴) سے حاصل کی ہے اس میں بھی تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد شمار ہوے ہیں۔

صاحب مفتاح التواریخ نے ایک مسجد واقع قصبہ سیلون کی تاریخ لان الصلوٰة معراج المؤمنین لکھی ہے جس سے اعداد ۱۱۷۹ ہجری حاصل ہوتے ہیں اس میں تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ لیئے گئے ہیں۔

دلّی میں قدم گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو تاریخ کسی استاد وقت کی کندہ ہے اُس کا مادہ تاریخ یہ ہے قال محمد حبیب اللہ انا مدینة العلم وعلی بابها اس سے ۱۱۶۵ حاصل ہوتا ہے اور تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہیں۔

مولانا حسن نے تاریخ وصال شیخ علی احمد قدس سرہ العزیز میں مات داعی الی اللہ سے ۱۱۸۵ حاصل فرمایا ہے جس میں تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد شریک ہیں۔

شیخ امین بن حسن الحلوانی المدنی نے بھی ایک تاریخی قطعہ میں تاے مدوّرہ کے چارسو عدد محسوب فرمائے ہیں۔

الله اکبر هذا تاریخها		نهل الحمیا نشوة السکران ۱۲۹۳

شیخ کمال خجندی کی وفات کی تاریخ سید کمال افندی نے لکھی ہے

جو امثلۂ جمل سے گزرے ہین جس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۔ہ محسوب ہوئی ہین

تاریخ وفات شیخ کامل		پیداست ز رحمۃ من اللہ ۱۲۰۸ھ

صاحب ملخص التسلیم فرماتے ہین کہ ہاے نقطہ دار کو مین نے ابھی تمام عمر مین نہ دیکھا ہے اور نہ سنا۔ صنعت الاہمال اور صنعت الاعجام سے کام لین تو فرمائیے کہ تاے مدوّرہ کو جسپہ دو نقطے بطور علامت تاموجود ہین مقوطہ مین محسوب کرنا چاہیئے یا مہملہ مین۔ اسی سوال کا جواب بحث الاخفا کا قول فیصل ہوگا۔ ہم عرض کرتے ہین کہ کیا آپ نے نہین دیکھا کہ اہل اصطلاح نے تاے مدوّرہ کے نقطوں کو اڑاکر صنعت اہمال مین اس کو (ھے) مانا ہے جہان دست تصرف دراز ہے وہان کونسی بات مشکل ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تاے مدوّرہ فارسی رسم الخط مین تاے دراز سے بدل گئی ہے۔ اس کے عدد جمہور کے پاس بلا اختلاف ۴۰۰ ہین جیسے حکمۃ فارسی مین حکمت لکھا جاتا ہے۔ اور دولۃ فارسی مین دولت۔ اس خاص باب مین مذاہب کا کوئی اختلاف نہین ہے۔

ہم کہتے ہین کہ فارسیون نے حقۃ کو بھی حقہ اور قطعۃ کو بھی قطعہ کر لیا ہے ایسی حالت مین فارسی رسم الخط کی روسے تاے حقۃ و قطعۃ ہاے ہوز ہوگئی ہے جس کے عدد فارسی مین پانچ محسوب ہون گے۔

آخر پر ہم کہتے ہین کہ متقدمین کی راے تو کل مذاہب کے لیے حجت ہوسکتی ہے اس لئے کہ اونہون نے محض بےنفسی کے ساتھ اصل حقیقت کا اظہار کر دیا ہے اور لکھدیا ہے کہ اسپر عمل کرو یا اوسپر دونون درست ہین

لیکن آزاد اور پیروان آزاد کو جن کو مذہب دوم پر اصرار ہے لازم تھا کہ کم سے کم متقدمین یا متاخرین کی کوئی ایک قطعہ استعمال پیش کرتے درحالیکہ استعمالی سند ایک بھی نہیں پیش ہوئی۔ محمد عاکف کی ایک تاریخ پر صرف اعتراض کر دینا تو اون کے لئے کافی نہیں ہے اس لئے کہ وہ علانیہ مذہب اول کا پیرو ہے۔ اور پیروان مذہب دوم کا یہہ اعتراض اون تمام تاریخوں پر ہو سکتا ہے جن کو ہم مذہب اول کی سند میں ہدیۂ ناظرین کر چکے ہیں جنمیں متقدمین اور متاخرین دونوں کا کلام شریک ہے۔ ئے کے عدد نے گویا شیعہ وسنی کا جھگڑا قائم کر دیا ہے۔ صاحب مخلص تسلیم باوجود فہمیدہ ہونیکے جامہ سے باہر ہیں اور خود مذہب اول کے پیرو بن کر پیروان مذہب دوم پر خوب ہی سب وشتم کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ طرز خوشنما نہیں ہے معقول حجتیں ہمارے سامنے ہیں بے تعصب ائمہ جمل کی آرا موجود۔ استعمال متقدمین ومتاخرین کی سندیں حاضر۔ اہل بصیرت کو اختیار ہے کہ ان تمام چیزوں کے ملاحظہ کے بعد جس مذہب کو وہ چاہیں اختیار کریں آزاد بلگرامی کے مذہب اصرار او تسلیم سہسوانی کی بھرمار دونوں پر ہمارا اعتراض ہے۔

آغا سید علی شوستری نے لطیفہ کیا۔ فرمانے لگے کہ تائے مدوّر فساد ے برپا کردہ است چار یاریان بر عدد چار صد اصرار کنند و آزاد بلگرامی نظر بر پنجتن دارد کہ عددش را پنج مے شمارد اما انصاف بالائے طاعت ست اکثرش بر پنج یا ہفت ہشت کار نباید گرفت چون با معان نظر دلائل فریقین را می سنجم چار و ناچار برنیم کہ مذہب سوم خیر الامور اوسطہا ست۔ کہ از استادان فن با قر گیلانی ہم پیرو

آن ست وحق بجانب اوست ۔ واگر از سوم قطع نظر کرده درمیان اول و دوم ترجیح جوییم گوییم که مرتبه اول بر دوم فائق ست که مدور ما فی البحث تای مربوط و منقوط ست نه ہا من الله التوفیق و بیده ازمة التحقیق ۔

آپ ہی نے ۱۲۶۶ ہجری میں مناظرہ معنی وزکی پر حسب ذیل رائے لکھی تھی ۔ اطبق العلماء کافۃ علی ان التاء علامۃ التانیث لا الہاء کابن ہشام وابن الحاجب وابن مالک وابن الناظم وابن الانباری وابن الجماعۃ والبہائی ثم التاء اربع مائۃ ان ہی ہی ۔ وخمسۃ ان ہی الہاء وما شرح المعنی الاثبات ذلک معنی ثابت ویثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت یعنی اتفاق کیا تمام علماء نے اس پر کہ تے علامت تانیث ہے نہ ھے جیسے ابن ہشام اور ابن حاجب اور ابن مالک اور ابن ناظم اور ابن الانباری اور ابن جماعہ اور بہائی ۔ پس تے کے عدد چار سو ہیں اگر وہ تے ہے ۔ اور پانچ ہیں اگر وہ ھے ہے ۔ اور وہ جو شرح کی اسکی معنی نے اس امر کے اثبات کے واسطے وہ امر واقعی ہے اور ثابت رکھتا ہے الله تعالے مؤمنوں کو سچے قول پر ۔

از ث تا ق

ان حروف کے اعداد جمل میں کوئی بحث یا ایسا اختلاف نہیں ہے جس کو قواعد کے ذیل میں بیان کرنے کی ضرورت ہو ۔ اور نہ رسم الخط کے متعلق کوئی خاص بات لائق بیان ہے ۔

ک

عربی۔ فارسی۔ اور اردو زبان مین حرف کاف جب ابتدا یا وسط یا آخر کلمہ مین واقع ہوتا ہے اور اپنے متصلہ دوسرے حرف ماقبل یا بعد سے ملا ہوتا ہے تو اوس کے اعداد مین کوئی بحث نہین ہوتی جیسے۔

(عربی مین)	کلاب	کرم	علیک
(فارسی مین)	کوفتہ	چاکش	کاک
(اردو مین)	کترنا	رکابی	جھلک

لیکن فارسی مین جب کاف الفاظ ماقبل و مابعد سے جداگانہ لکھا جاتا ہے تو اظہار حرکت کے لئے اس کے ساتھ ہائے مختفی لکھتے ہین جیسے (کہ گفت) اور بعض وقت آخر کلمہ مین بھی اس کے ساتھ ہائے مختفی لکھی جاتی ہے جیسے (چنانکہ) اور اردو مین بھی یہی عمل ہے جیسے (اس سے کہو کہ ٹھہر جاے) یا (جبکہ) اہل جمل نے بلحاظ کتابت ایسے کاف کے ساتھ (ھے) کے پانچ عدد محسوب کئے ہین۔ صاحب مخص تسلیم کا بھی یہی مذہب ہے خواجہ حسین ہروی کے ایک قصیدہ تاریخی سے اس کے استعمال کی سند ملتی ہے جو متضمن جلوس اکبر شاہی ہے جو ۹۶۳ھ مین واقع ہوا۔ لائق شاعر نے اس کا التزام کیا ہے کہ پہلے مصرع سے تاریخ جلوس نکلے اور دوسرے مصرع سے شہزادہ سلیم کا سنہ ولادت (۹۷۷)

شاد شد دلہا کہ باز از آسمان عدل و داد	باز دنیا زندہ شد کز مہر ایام بہار
۹۶۳	۹۷۷
للہ الحمد از پے جاہ و جلال شہریار	گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار
۹۶۳	۹۷۷

مہ بگوید کہ بیز بید کہ آن مہ پارہ را	گر نپے زیب و جمال دہر سازم آشکا
۹۶۳	۹۷۷

(افادہ) لفظ پے کے عدد حالت اضافت مین بہی ۱۲ محسوب ہوتے ہین بعض لوگ غلطی سے ۲۲ شمار کرتے ہین اور یا پر ہمزہ لکہہ کر بشکل (پئے) لکہتے ہین۔ از روے رسم الخط پے مین صرف ایک یا ہے اور حالت اضافت مین یا پر صرف کسرہ زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت معنی کو ایسے کاف کے ۲۵ عدد مین اختلاف ہے۔ آپ نے مناظرہ معنی مین لکہا ہے کہ مرزا طہماسپ قلی ترکی تخلص در ۱۰۴۳ھ سنہ ہجری قصیدہ تاریخی نوشتہ و درصلہ آن از عطیات شاہجہان خلعت خاص جواہر با اسپ و فیل و لک روپیہ نقد سرفرازی یافت و ہمہ شعرا بر ندرت و قدرت استادیش معترف و از تتبع آن عاجز آمدند۔ عدد کاف را در مطلع و شعر ہفتم و پانزدہم بست و پنج گرفت۔ و در شعر سوم و پنجم و ہفتم بست بشمار آوردہ و موہا۔

دیرین دولت کہ یارب جاودان باد از وجود	ذرین شد لم گل گل ز لطف داور سبحان
۱۰۴۳ ہجرے	۱۰۴۳ ہجرے
زہے شاہا نکو آئین کہ ماندہ پایدار اقبالش	یمین عہد را باز ولیسا رجو دراسامان
۱۰۴۳ ہجرے	۱۰۴۳ ہجرے
نوید جشن شہزادہ وز وصل آمد بحمد اللہ	قرین فرکہ ایزد باد عہد صاحب دوران
۱۰۴۳ ہجرے	۱۰۴۳ ہجرے

طرفہ عجب است کہ در یک قصیدہ یک نام دو دو عدد را پسند کرد لیس درین ہم دو مذہب است۔ فریقے در کاف نستعلیق عدد ہا ہرگز نمے گیرد باین دلیل کہ

او از حروف سفر و ست و مرکبہ بیست و دال مسماے خود ست و شکل ست اشکال
اربعہ مخترعہ خوشنویسان و عددش بیست ست پس بیست پیچ گرفتن خطاست
چنانکہ مرزا عبد القادر بیدل در رباعیات یگانہ تہنیت کدخدائی عنایت اللہ خان
پسر خورد نواب شکر اللہ خان کہ ہر مصرعش مادۂ تاریخ ۱۱۰۱ دارد و در شعر سہ کاف را
بیست عدد گرفتہ و ہو ہذا ۔

ساز دوران رسد بارشاد		وقت ست کہ از نواے دلہا
۱۱۰۱ ہجری		۱۱۰۱ ہجری

و مرآمد متاخرین یگانہ زمن غلام مصطفٰی سخن در قصیدۂ تاریخی چہل و
یک بیتی کہ ہر مصرع آن حامل تاریخ ست در یازدہ شعر کاف را بعدد بیست آوردہ
(انتہی کلامہ) ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ کاف کے اعداد میں بے شک دو مذہب ہیں
خواجہ حسین ہروی کے جس قصیدہ کے تین شعر کی نقل ہمنے کی ہے اسی قصیدہ میں
خود آپ نے ایک شعر ذیل میں کاف کے عدد ۲۰ لئے ہیں ۔

ہر کہ دارد گوہا چیز مکہ داری گو بیار		کس نیارد بدہ یہ زمین بگردار دہی
۹۷۷		۹۶۳

لیکن ہم اس اختلاف کو آیندہ کے لئے باقی رکھنا مناسب نہیں خیال کرتے
اور آخر پر اس قدر عرض کرنے پر مجبور ہیں کہ کاف کے متعلق ہم اپنے واجب
التعظیم استاد کی راے کے ساتہ متفق نہیں ہیں اس لئے کہ قانون زبان
فارسی نے اس کاف کی نسبت جو کسی لفظ کے ساتہ ملا کر نہیں لکھا جاتا بلکہ جدا
لکھا جاتا ہے بوضاحت لکھدیا ہے کہ اظہار حرکت کے لئے ہے مختفی اسکے ساتہ

شریک ہے پس اگر ہم چند لفظون کے لئے کاف کے اشکال مختلفہ سے اُس کی اس صورت (کہ) کو اصلی بھی قرار دین تو اس کو جدا لکھنے کی حالت مین اظہار حرکت صرف اضافت کے ساتھ نہین کرسکتے اس لئے کہ قواعد فارسی اس کے خلاف ہین۔ صاحب تحقیق القوانین فرماتے ہین کہ کاف تازی با ہاے بیان کسرہ بر چہار دہ نوع آمد (۱) کاف بیان (۲) کاف تعلیل (۳) کاف تشبیہ (۴) کاف تردید (۵) کاف شرط (۶) کاف عطف (۷) کاف مقولہ۔ (۸) کاف مفاجات (۹) کاف استفہام (۱۰) کاف نفی (۱۱) کاف بمعنی کسے (۱۲) کاف بمعنی بلکہ (۱۳) کاف بمعنی ہم (۱۴) کاف بمعنی از۔ کسی قانون فارسی نے کسی کاف کی نسبت یہ نہین کہا ہے کہ وہ لفظ سے جدا بھی واقع ہو اور بدون ہاے مختفی لکھا جائے۔ پس ایسی حالت مین ہم کسی ایسے کاف کے اعداد کو جس کو انہین اقسام مذکورہ مین سے کسی ایک قسم مین شریک ہونے سے گریز نہین ہے باوجود وجود ہا ۲۰ نہین محسوب کرسکتے۔ جن مورخین نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہر اوس کو ہم تسامح کہین گے۔ کسی کا تسامح یا غلطی خلاف ورزی کلیہ عام کے لئے سند نہین ہوسکتی۔ شاہی انعام صرف مصنف کی محنت کا صلہ ہے ہم اس انعام کو فن جمل کی استادی کا سارٹیفکٹ نہین قرار دے سکتے۔ چون طہماسپ ملک ترکی را ترکی تمام شد تا بہ عبدالقادر بیدل چہ رسد و کلام غلام مصطفےٰ استحق را کہ می پرسد کلہم ستساوون فی التسامح دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب ایک بڑے پایہ کے شخص سے غلطی ہوتی ہے تو اوس کے پیرو اوس غلطی سے سند لیتے ہین۔ اور سچ یہ ہے کہ غلطی غلطی ہے وہ کسی اور کے لئے سند کا کام نہین دے سکتی

ل

لفظ اللہ کے رسم الخط مین ال ل ہ چار حرف ہین۔ اس کا اصل لفظ۔ الالٰہ تھا۔ قاعدہ عربی کے لحاظ سے تعلیل جاری ہوئی یعنی الف دوم کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی گئی اور ہمزہ کو گرادیا اَلِلہ ہوا۔ اب دو لام متحرک جمع ہوے اول کو ساکن کرکے دوسرے مین ادغام کیا اللہ ہوا۔ اس تعلیل کے لحاظ سے لفظ اللہ کی کتابت لام مشدّد کے ساتہ مثل الہ کے ہولی تھی لیکن رسم الخط فرقانی نے باوجود اس کے دونون لام کو کتابت مین قائم رکہا بناءً علیہ اہل جمل نے بالاتفاق اللہ کا عدد ۶۶ مانا ہے اور اس مین تشدید کے لحاظ سے ایک لام محسوب نہین ہوا بلکہ کتابت رسم الخط کے لحاظ سے دو لام محسوب ہوے اور جب لفظ اللہ پر ایک لام اور بڑہایا جاتا ہے تو للہ مین بعوض لام زائد شدہ کے بڑہانے کے لفظ اللہ سے صرف الف کم کردیا جاتا ہے اور یہی رسم الخط فرقانی ہے لہذا اہل جمل نے للہ کے اعداد ۶۵ مانے ہین۔ قیاس اس کا متقاضی تہا کہ جب اللہ کے عدد ۶۶ مانے گئے تہے تو للہ کے اعداد ۹۵ ہون لیکن یہ قیاس اُس وقت درست ہوتا جب کہ رسم الخط قرآنی مین للہ کی کتابت ۳ لام کے ساتہ لللہ ہوتی۔ حساب جمل تابع رسم الخط ہے اور بس۔

اردو رسم الخط مین للہ کا رسم الخط عربی کے خلاف ہے یعنی ۳ لام کے ساتہ لللہ لکہا جاتا ہے لیکن اعداد مین وہی ۶۵ محسوب ہوتے ہین چنانچہ قدر بلگرامی کی ایک تاریخ مین ایسا ہی عمل ہوا ہے۔

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی طبعزاد استادی قدر بلگرامی نوّر اللہ مرقدہ

جاکے دلہن میں جو ہم واہ میاں ساجد بیگ	بیاہ لائے ہو دولہن گہر کی ہوئی آبادی
تو سنو قدر سے یوں مصرع تاریخ نکاح	للہ الحمد مبارک تمہیں ساجد شادی
	۱۲۹۹ھ

ہمارا یہ خیال ہے کہ کم سواد خطاطوں نے چہاپہ کی کتابوں میں اسکے رسم الخط کو بگاڑا ہے اون کا دست تصرف اس قدر دراز ہے کہ فرہنگ آصفیہ میں لفظ للّٰہ کو بوجہل للہ سے مطابق رسم الخط فرقانی لکہا ہے اور اوس کے بیان ذیل میں ایک جگہ پر خوشنویس نے اپنا کام بہی پورا کیا ہے۔

بعض اہل ہند کا یہ خیال ہے کہ للہ کا رسم الخط اردو میں ۳ لام کے ساتہ (لللہ) ہے یعنی گویا وہ اون خطاطوں کے طرفدار ہیں جنہوں نے ہر طرف اپنا دام پہیلا رکہا ہے ہم جب رسم الخط فرقانی سے مقابلہ کرکے دکہلاتے ہیں اور فرہنگ آصفیہ کو پیش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ دونوں طرح جائز ہے۔ اگرچہ چند خط کے لئے اس کو تسلیم بہی کرلیں تو قدر بلگرامی کی تاریخ متذکرہ عنوان سے اس کا فیصلہ ضرور ہوتا ہے کہ اس بحث کا اثر اعداد پر کچہہ نہ پڑنا چاہیے یعنی للہ کے عدد ۶۵ محسوب ہوں۔

م و ن

بعض الفاظ کی املا میں نون لکہا جاتا ہے اور میم پڑہا جاتا ہے جیسے انبہ (انبہ) یا فارسی میں لفظ انبہ جس کو نون کے ساتہ لکہتے ہیں اور اس نون کو میم پڑہتے ہیں مگر بدین وجہ کہ جمل کا قاعدہ عام کتابت پر مبنی ہے لہذا تلفظ کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور اس قسم کے الفاظ میں نون ہی کے عدد محسوب ہوتے ہیں۔

نون ۳ شکل پر لکھا جاتا ہے (۱) الف کے ساتھ جیسے نا (۲) دوسرا
ہائے مختفی کے ساتھ جیسے نہ (۳) تیسرا یا کے ساتھ جیسے نے ۔
ہمکو نا اور نے سے کچھ بحث نہیں ہے اس لئے کہ دونوں کا رسم الخط
معین ہے اور بلحاظ رسم الخط نا کے عدد ۵۱ اور نہ کے عدد ۵۵ اور نے کے عدد
۶۰ محسوب ہوں گے ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ نون نفی افعال پر بغیر فصل بھی آتا ہے
اور فصل کے ساتھ بھی ۔ جیسے قول سعدی رح　　ہر کہ با بدان نشیند نکی نہ بیند
اس مقام پر بیند کے ساتھ نون ملا کر لکھنا جائز نہ ہوگا اسی طرح کلام حافظ میں
(س ۵) گفتگو آئین درویشی نبود ؛ ورنہ با تو ماجراہا داشتم ؛ (نبود) میں
نون کو لفظ (بود) کے ساتھ ملا کر لکھنا بھی جائز ہے اور جدا بھی جیسے نہ بود
الغرض افعال میں تو کہیں ایسا رسم الخط ہے اور کہیں ویسا لیکن اسمائے
بدون فصل لکھنا جائز ہی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ فصل کے ساتھ لکھا جاوے گا
جیسے نہ آن ۔ نہ این ۔ نہ مرد ۔ نہ برین ۔ نہ ترا ۔ نہ چون ست و
نہ چہ ۔ نہ تو و نہ من ۔ نہ چندان ۔ پس رسم الخط نے جن مقامات میں
نون نفی کو ہائے مختفی کے ساتھ اور فعل و اسم سے جدا لکھنے کا حکم دیا ہے
وہاں حرف نون کے ساتھ (ہ) کے عدد بھی محسوب ہوں گے ۔ اور افعال میں
جہاں وصل یا فصل جائز ہے وہاں مادۂ تاریخ میں فصل سے احتراز اولیٰ
ہے اور وصل ہی سے کام لینا چاہئے ۔ مثلاً نگفت اور نہ گفت دونوں
جائز ہیں تو مادۂ تاریخ میں نگفت لکھنا چاہیئے اور نہ گفت سے احتراز اس لئے
کہ اگر مورخ نے بلحاظ جواز نون کو الگ لکھ کر اس کے ساتھ ہائے مختفی کا

ورنہ طرز کتابت کی صراحت مادہ کے ساتھ لازم ہوگی ورنہ مادہ کی صحت
نقل نویسوں کے قبضہ قدرت میں آجاے گی یہی وجہ ہے کہ محتاطان جمل نے
حکم دیا ہے کہ ایسے نون کو جس کا وصل وفصل جائز ہے وصل ہی کے ساتھ لکھا کرو
اور مادہ میں صرف نون کے پچاس عدد محسوب کرو جیسا کہ (ب) کے بیان
میں ہدایت ہوئی ہے۔

و

ہم کو واو کے متعلق کچھ زیادہ عرض کرنا نہیں ہے۔ طریقۂ رسم الخط میں جو واو
شامل ہے اور پڑھنے میں متروک اس کے عدد قاعدہ عام کے لحاظ سے محسوب
ہوں گے مثلاً لفظ (اولئک) اور (اولی الامر) کا واو یا لفظ (عمرو) کا
واو اگرچہ پڑھا نہ جاے لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوگا۔

اسی طرح زبان فارسی میں لفظ خواب وخوش کا واو اگرچہ نہیں
پڑھا جاتا لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوتا ہے۔

اسی طرح لفظ (داؤد) میں اگرچہ قرأت میں دو واو پڑھے جاتے ہیں
لیکن چونکہ کتابت میں صرف ایک واو لکھا جاتا ہے تو صرف اسی کے عدد
محسوب ہوں گے۔

ہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ زبان فارسی میں ہاے مختفی کا عدد حساب
جمل میں برابر محسوب ہوگا جیسے لفظ خامہ و جامہ وکہ وغیرہ۔
محققین جمل نے اس کی صراحت کی ہے کہ جو عربی الفاظ فارسی میں مستعمل ہیں

جنھین عربی کی تاے مدّور فارسی مین (ھے) ہوگئی ہے جیسے عابدۃ سے عابدہ اور دولۃ سے دولہ اور جمیلۃ سے جمیلہ۔ اس کے عدد فارسی مین پانچ ہی محسوب ہون گے۔

جو ہاے مختفی کتابت سے ساقط ہو جاتی ہے جیسے جامہ سے جامہا اور خامہ سے خامہا اور نامہ سے نامہا اس کو خلاف قاعدہ رسم الخط خواہ مخواہ جدا لکھہ کر (ھے) محسوب کرنا جائز نہین ہے۔ صاحب محفل تسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

ہمزہ

ہم حصۂ گزشتہ مین بھی اس کا ذکر کر آئے ہین کہ ہمزہ نہ داخل حروف ہے اور نہ اس کے عدد محسوب ہوتے ہین۔ اور جو الف عربون اور فارسیون کے پاس ہمزہ سے موسوم اور داخل حروف ہے اوس کو اہل جمل نے الف ہی کہا ہے جیسے لفظ اسلام کا پہلا حرف الف۔

اب اس خاص بیان مین ہم اوس ہمزہ کے قواعد بھی عرض کرتے ہین جو داخل حروف نہین سمجھا جاتا اور کتابت مین سرعین کی شکل مین لکھہ دیا جاتا ہے

صاحب سواد الرجان فرماتے ہین کہ الہمزۃ ان کانت علی صورۃ الالف بعد الفاً کسائل وما احسن ما قیل (ہ) قلبی علی تلک لمشوق ما لہف تخیر علی العصن او ہمزۃ علی الالف ۔ وان کانت علی صورۃ الواو تعد واواً کسؤول او الیاء تعد یاءً کسئل والہمزۃ التی تجئی بعد الالف لا تعد کصحراء لانہا لیست لہا بعد الالف صورۃ من صور حروف الہجاء وانما تکتب

علامتها علی صورۃ مملیۃ (انتہی) یعنی اگر ہمزہ آخر حرف الف کی شکل میں ہو تو الف
شمار ہوگا جیسا لفظ سأل۔ کیا اچھا کہا گیا ہے (ترجمہ شعر) میرا قلب تیری درا
قدر بسبب افسوس و غم کے ایک پرندہ ہے شاخ پر یا ہمزہ الف پر۔
اور اگر ہو ہمزہ صورت واو میں تو شمار کیا جاویگا واو جیسا سؤل۔
اور اگر ہو ہمزہ صورت یا میں تو یا شمار کیا جاوے گا جیسے سُئِل۔
اور جو ہمزہ بعد الف کے آوے وہ کچھ شمار نہ کیا جائیگا جیسے صحراء یہ اس لیے
کہ اس کے لیے الف کے بعد کوئی صورت اشکال حروف تہجی سے نہیں ہے
اور جہاں [illegible] کہ لکھی جاتی ہے اس کی علامت چھوٹی [illegible] کی شکل پر۔

تحقیق یہ ہے کہ لفظ سأل یا سؤل یا سئل میں الف اور واو اور یا
ہمزہ کی شکل صرف اس بات کے اظہار کے لیے بنائی جاتی ہے کہ قاری اس
حرف کی حقیقت سے آگاہ رہے اور قراءت میں اس کا اظہار کرے۔

لفظ [illegible] میں چونکہ ہمزہ کو شکل یا لکھا گیا ہے اس لئے اس لفظ کے
عدد بشمول یا ۹۰ محسوب ہوں گے۔ یہی عمل لفظ لئک میں ہوگا یعنی لفظ لئک
کے عدد ۶۰ شمار کیے جاویں گے۔

فارسی میں لفظ [illegible] اور اردو میں [illegible] بھلائی کی نسبت یہی حکم ہے یعنی دو یا
محسوب ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت جائیدن [illegible] کی ہے۔ فارسی رسم الخط میں
ایسے ہمزہ کے عوض دونوں یا کو نقطے دیتے ہیں۔ حسین مہدی نے لفظ پائے کے
۱۲ عدد محسوب فرمائے ہیں اس لئے کہ پائے میں صرف ایک یا ہے۔

للہ الحمد ارث جاہ و جلال شہریار ۹۶۳		گوہر مقصد از محیط بدل آمد در کنار ۹۷۷

آقا طہماسب نے شہزادہ دارا شکوہ کی تاریخ کدخدائی میں مائل میں یا محسوب کی ہے

حسود بدگوے او را نحوست مائل طالع	مرمیہ کلک او با د اسعادت تا زبن دندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳

تاریخ جلوس شاہ اسمعیل از ملا محتشم کاشی جسمین لفظ تمیمہ مین دو یا محسوب ہین

می کرد چو سکہ حق صاحب نیرل	نقدے کہ عیار بودش از اصل خلیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ
سکہ چو رسانید تمیمہ ملوک	فرق کہ ومہ داد ہ بشاہ اسمعیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ

(نوٹ) رباعی بالا کے پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ مین کاٹ کر ۲۵ عدد محسوب ہوئے ہین۔ اور یہی کت ماضیہ کی سند ہے۔

لفظ ہوئی اور ہوئے کے اعداد مین مورخین ہند نے دو طرح پر عمل کیا ہے بعض تو اس کے رسم الخط مین دو یا کو تسلیم کرکے ۳۱ عدد محسوب فرمائے ہین اور بعض کہتے ہین کہ صرف ۱۲ عدد محسوب ہونے چاہئیں اس لئے کہ اس کا مصدر (ہونا) ہے اور (ہونا کا ماضی مطلق (ہوا) اور اسی کا مؤنث (ہوی) اور جمع مذکر (ہوے)۔ پس نہ دو یا لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ۳۱ عدد شمار کرنے کی حاجت۔

ایک تیسرا گروہ لفظ (ہوئی) مین مذہب اول کو پسند کرتا ہے اور لفظ (ہوے) مین مذہب دوم کا پیرو ہے۔

اور یہ سارا جھگڑا اس لئے قائم ہوا ہے کہ رسم الخط کے کسی رسالہ نے ان دونوں

الفاظ کے جملہ کا تصفیہ نہیں کیا۔

اہل زبان سے موجودہ لکھنؤ کی زبان تو مذہب دوم کی تائید کرتی ہے اور اون کا قلم مذہب اول کا پیرو ہے یعنی مطبوعہ رسائل میں ان الفاظ کی اکثر کتابت یا ہے کے ساتھ پائی جاتی ہے اور جب کبھی اون سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ [illegible] سے مرکب ہیں۔

یہ اختلاف صرف (موئی) یا (موئے) ہی میں نہیں ہے بلکہ اس کے مماثل الفاظ (سوئی) (سوئے) (چھوئی) (چھوئے) وغیرہ میں بھی۔

مولانا مولوی سید احمد دہلوی مصنف فرہنگ آصفیہ نے لفظ (موئی) کا جملہ واو کے ساتھ لکھا ہے اور لفظ (موئے) میں یائے مجہول لکھ کر ہمزہ دیا ہے۔ اور (چھوئی) (سوئی) اور (موئے) کی کتابت میں بھی دو باتیں کو مرعی رکھا ہے۔ آپ نے لفظ (موا) پر لکھا ہے کہ یہ مرنے کا مرادف ہے اور (موآ) جس کے آخر میں الف ممدودہ ہے تحریر فرمایا ہے کہ یہ (مونا) کا ماضی مطلق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ (مونا) تو مصدر ہے اور (موآ) جو عرف عام میں (مُوا) سے مشہور ہے اس کا ماضی مطلق اور (موئی) اسی کا مونث اور (موئے) اسی کا جمع مذکر۔

حضرت جلیل جو امیر مینائی مغفور کے شاگرد رشید ہیں فرماتے ہیں کہ (موآ) (مونا) کا ماضی ہم نے سنا ہی نہیں اور نہ (مونا) مرنے کے معنوں میں مستعمل ہے بلکہ (مُوا) ماضی مطلق ہے (مرنا) کا۔ اور (مُوا) سے (موئی) اور (موئے) صرف ایک یا کے ساتھ ہیں۔

ہمارے استاد جمل جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی نے بزمانہ قیام حیدرآباد ہم سے فرمایا تھا کہ (ہونا) کے مصدر سے ماضی مطلق (ہوآ) بالف ممدودہ ہے جس کو محاورۂ عام میں (ہوا) کہنے لگے۔ اسی طرح (چھونا) کا ماضی مطلق (چھوآ) تھا جس کو ہم نے زمانا (چھوا) کہتے ہیں۔ پس (ہوآ) اور (چھوآ) کا مونث (ہوائی) اور (چھوائی) ہے جس کو ہم نے غلطاً (ہوئی) اور (چھوئی) کی شکل پر رواج دیا ہے۔

حضرت کامل کے ارشاد کی تصدیق کتابت زمانۂ حال سے ہوتی ہے جو عموماً دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور (ہوآ) اور (چھوآ) کی تائید صاحب فرہنگ آصفیہ سے یوں ہے کہ آپ نے (ہونا) کے ماضی مطلق کو (ہوآ) فرمایا ہے۔ الغرض ہماری تحقیق میں زبان کے معاملہ میں کتابت زبان کا پلہ بھاری ہے، اور اصول جمل کے لحاظ سے کتابت معتبر ہے نہ قرائت۔ پس ہم (ہوئی) اور (ہوئے) کی کتابت میں ناگزیر دو یا کو تسلیم کرتے ہیں اور اسی کا نتیجہ لازمی ہے کہ ان دونوں کے اعداد (۲۱) مانتے ہیں۔

استادی داغ مغفور سے ہم کو اس کے متعلق گفتگو کا موقع ملا تھا آپ نے فرمایا کہ دونوں جائز ہیں خواہ ان الفاظ کو ایک یا سے لکھو یا دو یا سے پھر فرمایا کہ ہم نے تو (ہوئی) کا رسم الخط اکثر دو یا سے دیکھا ہے اور (ہوئے) کی کتابت دونوں طرح پر۔ پھر آپ ہی نے فرمایا کہ ہم نے اپنی ایک تاریخ میں لفظ (ہوے) کے اعداد (۲۱) محسوب کئے ہیں لیکن آیندہ تاریخوں میں دو یا کے پابند رہیں گے۔ وہو ہذا

معتمد صاحب ہوے زیبا خطاب		داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی

ہمارے استاد جمل مد بلگرامی نے ہم سے کہا کہ ٹیچنگ کالج کی تاریخ میں ہم نے شعر ذیل میں لفظ "ہوئے" کا استعمال دو یا کے ساتھ کیا ہے اور اس لفظ کے اعداد ۳۱ محسوب کئے ہیں۔

ہوئے میر عمارت ٹیکنکل کرکن ہوش آئین		دال دار عصفانی خوب بہر و پاوا بہر دانش
۶ ۱ ۸ ۷ ۸		۶ ۱ ۸ ۷ ۸

فرمایا کہ بعض احباب نے ہم پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہوئے کے عدد ۲۱ محسوب ہونے چاہییں نہ ۳۱ تو ہم نے ان کو یہ کہکر ساکت کیا کہ اگر آپ کی ایسی ہی خوشی ہو تو (ہوش) میں ایک یا بڑھا دیجیے چھٹی ہوئی۔ پھر فرمایا کہ بعض تاریخیں ہماری ایسی بھی ہیں جس میں لفظ (ہوئے) کے اعداد ۲۱ محسوب ہوئے ہیں جیسے

نبات آشکار اندر لکھو مصراع تاریخی		ہوئے کامل یہ علم اگاہ پارسی جھٹ سے ۱۲۷۹ھ

مؤلف نے عرض کیا کہ اصول جمل کے لحاظ سے دو عمل ناخوشنما ہے یکسوئی ہونی چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ صحیح رسم الخط ان الفاظ کا کیا ہے جس کے بعد اعداد تابع رسم الخط ہوں گے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ کاتبین تو عموماً ہوئی کو دو یا کے ساتھ لکھتے ہیں اور ہمارے قلم سے بھی بے ساختہ ایسی ہی کتابت ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ اصلیت حروف پر اب تک کسی نے روشنی نہیں ڈالی۔ بہرحال تمہارے تئیں میں یہی صلاح دوں گا کہ رسم الخط کے تابع رہو اور یہی حکم ہے اصول جمل کا۔

اس گفتگو کے بعد ہم ان دونوں الفاظ میں دو یا کے پابند رہے اور ۳۱ عدد

محسوب کرنے لگے ۔ اور آج تقریباً بائیس سال کے بعد بھی ہماری تحقیق میں
اب تک اسی کا پلہ بھاری ہے ۔ مولانا سید علی کامل کے ارشاد اور صاحب فرہنگ
آصفیہ کے اسناد سے بھی ہم (ہوئی ۔ موئی ۔ چھوئی ۔ ہوئے ۔ موئے ۔ چھوئے)
مین دو یا کا وجود پاتے ہین اور ۳ عدد محسوب کرنے پر مجبور ہین یعنی ہم مذہب
اول کے پیرو ہین ۔

پیروان مذہب دوم اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہین اور اون کے طرز
عمل پر ہم کوئی حرف گیری نہین کرتے اس لیے کہ انہون نے ماضی مطلق (ہوا ۔ موا
چھوا) پر ہوی ۔ موی ۔ چھوی ۔ کی بنیاد قائم کرلی ہے لیکن ہم اس قدر
ضرور عرض کرین گے کہ اون کو اس کا پابند رہنا چاہیئے کہ کتابت بھی ایک ہی
یا کے ساتھ کرین اور یا پر ہمزہ نہ دین ۔

تیسرے گروہ کی نسبت البتہ ہم اس قدر کہنے پر مجبور ہین کہ انکو یکسوئی
اختیار کرنا چاہیئے ۔ (ہوئی) مین مذہب اول کی پیروی کرنا اور (ہوے)
مین مذہب دوم کو ماننا ۔ یک بام و دو ہوا کا مصداق ہے واقعات متذکرہ
بالا کے پڑہنے کے بعد یا تو وہ اصلیت او حقیقت لفظ کو تسلیم کرکے تابع
رسم الخط جاریہ رہین یا زبادان حال کی زبان کے بھروسہ پر رسم الخط کی تبدیل
مذہب دوم کی پیروی فرمائین ۔

جناب امیر مینائی کی ایک تاریخ ہمکو ملی ہے جس مین لفظ ہوئی کا استعمال
مادۂ تاریخ مین ہوا ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مذہب دوم کے پیرو تھے

تاریخ صحت منشی امتیاز علی وزیر ریاست بھوپال

عمر خضر نصیب ہو میرے دستگیر کو	جس دن آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
لب پر آئیہ مصرع تاریخ آگیا	اقبال شادمانے ہوئی صحت وزیر کو
۳۲	۱۳۱۰ = ۱۲۷۸

زبان اردو کے رسم الخط کے متعلق جب کوئی رسالہ موجود نہیں ہے تو ہم قلمی اور مطبوعہ رسائل سے کام لیتے ہیں جو لکھنو اور حوالی لکھنو اور دلی اور مضافات دلی سے شائع ہوئے ہیں۔ ان رسائل میں لفظ ہوئی اور ہوئے کا رسم الخط دو یا کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے مخالف بعض خطاطوں کو جب یہ رسم الخط ناگوار گزری اور ان کی توجہ ایک یا کے قائم رکھنے اور دوسری یا کے مٹانے کی جانب رجوع ہوئی تو انھوں نے اس قدر تعصب سے کام لیا کہ دو یا کی حقیقی ضرورت کے مقام پر بھی ایک یا پر قناعت کی۔ حضرت آسی کا مشہور لغت آپ کی زندگی میں کامل نگرانی کے ساتھ طبع ہوا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس میں صحت الفاظ کا بڑا ہی خیال ملحوظ رہا ہے۔ اس لغت میں جہاں کہیں الفاظ مثال آئی۔ کوئی۔ ہوئی۔ للچائی۔ وغیرہ مستعمل ہیں ان میں بھی ایک یا سے کام لیا گیا ہے اور ضرورت وزن شعر کے لیے اسی ایک یا پر ہمزہ لکھ دیا گیا ہے۔ محاورہ "آنکھ للچائی ہوئی پڑنا" کو "آنکھ للچائی ہوئی پڑنا" لکھ کر جرأت کا یہ شعر سند میں پیش ہوا ہے ؎ ہے غضب ایسی طبیعت اوپر سے آئی ہوئی ؛ جس پہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھ للچائی ہوئی ؛ ہم نے اس ایک شعر کو صرف بطور نمونہ طرز کتابت و مثال اصلاح رسم الخط پیش کیا ہے سارا لغت اسی قسم کے نظائر سے بھرا ہوا ہے اب انصاف پسند اہل زبان خود دیوان

جرأت کو ملاحظہ فرماوین جو اون کی زندگی مین طبع ہوا ہے جسمین للچائی اور موئی
دونون کے رسم الخط مین دو یا ہین پس معاصرین کا یہ طرز خاص خاص کتابون
مین اصلاح زبان کے ساتہ اصلاح رسم الخط کا حکم رکہتا ہوا اور معاصرین
اہل زبان اس کو پسند فرماتے ہون اور صحیح مانتے ہون تو ہماری راے مین
اون کو ایک یا کے عدد پر قناعت کرنا جائز ہے لیکن اصول قواعد جمل کے لحاظ
سے ان کو براہ کرم ہمزہ سے بہی دستکش ہونا چاہیئے اس لئے کہ اگر ہمزہ اہل
کتابت رہے گا تو وہ بزبان حال پکار اٹہے گا کہ (آئی ہوئی) کو دو یا کے
ساتہ لکہو۔

استادان زبان کے اکثر اون دواوین کی سیر ہمکو کی ہے جو ان کی
زندگی ہی مین چہپ چکے ہین اور بعض کا چہاپہ انہین کی خاص نگرانی سے ہوا ہے
کل ایسے دواوین مین۔ بہائی۔ ہوئی۔ آئی۔ کوئی۔ للچائی۔ وغیرہ مین
دو یا کی کتابت ہمزہ کے ساتہ موجود ہے بعض معاصرین فرماتے ہین کہ پرانی
اردو کا رسم الخط ایسا ہی تہا اور جب روز بروز اس کی اصلاح ہوتی گئی
اور زمانۂ حال کی زبان مین بہت سے تغیرات ہو چکے ہین تو اب رسم الخط قدیم
کو متروک خیال کرنا چاہیئے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جو حکم۔ بہت خوب۔
لیکن زبان اردو کے ساتہ رسم الخط کی ایسی اصلاح کے لئے جس مین اصلی حروف
چہٹ ہو چکے ہین اور قواعد بدیہی کے برخلاف عمل ہوا ہے آخر کوئی نہ کوئی
دلیل بہی ہونی چاہیئے (چاہیئے) کو ایک کے ساتہ (چاہے) لکہکر اور پہر ہمزہ دے دینے کا
نام اگر اصلاح رسم الخط ہے تو ہماری راے مین اس اصلاح سے رسم الخط

کا خون ہوا ہے۔ جس شعر مین (کوئی) کو اظہار ہمزہ کے ساتھ پڑھنے کے بغیر بحر قائم نہین رہتی اوس مین ناگزیر ہمزہ کو قائم رکھا اور مظہر ہمزہ کو ترک کرکے ایک یا سے کام لیا ہماری سمجھ مین بالکل نہین آتا کہ کس بنیاد پر ہے۔ کم سے کم اگر انہین استادان مصلح کا کوئی رسالہ رسم الخط اس اصلاح کے لئے سند ہوتا تو ذمہ واری کا بار اون کے سر ہوتا۔ رسالۂ اصلاح رسم الخط قدیم بدار دا و رایسی فاش غلطی کے نشانۂ ملامت بننے کے لئے بے زبان کاتب راضی ہین۔ پھر اصلاح رسم الخط کا دعوے کرنا چہ معنی دارد۔

ہوئی اور ہوئے مین تو کہنے کے لئے یہ گنجایش ہو کہ ہوا سے ہوی اور ہوے بنا لیا گیا۔ مگر جب کہ (لجائی کا ماخذ (لجایا) ہے تو پھر اس کو ایک یا سے (للجای) لکھہ کر ہمزہ سے کام نکالنا اور مظہر ہمزہ کی ضرورت نہ ماننا کیسی انوکھی بات ہے

اب ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہین۔ افسوس ہے کہ نہ داغ مغفور مین نہ امیر مرحوم اور نہ قدر دکامل اگر وہ ہوتے تو اس بحث کا تصفیہ انہین کے ہاتھون ہوتا۔ ہم شائقین فن جمل کی خدمت مین صرف اس قدر عرض کرتے ہین کہ وہ ضرورت جمل کے لئے اس طوفان کے دھوکے مین نہ آئین۔ جہان کہین انکو ایسے الفاظ مین یا پر وجود ہمزہ کا اطمینان ہو وہ اس کو بغرض اظہار ہمزہ دو یا سے لکھین۔ کبھی للچائی اور آئی اور کوئی اور اون کے مماثل الفاظ مین ایک یا سے کام نہ لین اور اصلاح جدیدۂ رسم الخط پر فاتحہ پڑھین۔ ہوئی اور ہوئے۔ چھوئی اور چھوئے اور موئی اور موئے کی نسبت اگر اون کو دلی کے اہل لغت پر بھروسہ ہو اور ہماری رائے کے ساتھ اتفاق تو ان الفاظ مین بھی دو یا داخل کتابت

رکھیں اور دونوں کے عدد محسوب فرمائیں والّا اون کو مذہب دوم کے اختیار
کرنے مین آزادی ہے۔ لیکن مذہب دوم کو جدید رسائل کی کتابت کے
بہروسہ پر الفاظ للچائی و آئی و کوئی سے متعلق نہ سمجھیں وما علینا الا البلاغ

لکھنو کے نامی ناول نگار مولوی عبدالحلیم شرر سے قریب قریب کل
ہندوستان واقف ہے حیدرآباد کی خوش قسمتی سے آپ آجکل ناظم تعلیمات
کے مددگار ہیں۔ جب ہم نے اس بحث مین آپ سے استصواب کیا تو آپنے
بہرا آموز جواب سے ہمکو شکر گزار فرمایا جس کو ہم بجنسہ ذیل مین نقل کرتے ہین

(ہوا۔ ہوئی۔ ہوئے۔ کا تلفظ واو سے نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے ہے۔
اور املا مین ہمزہ کا قاعدہ ہے کہ اپنی حرکت کے مناسب حرف علت کی
صورت مین لکھا جاتا ہے اس لئے بجاے (ہوے) کے (ہوئے) لکھنا صحیح
ہے۔ اور تاریخ مین دو حرف یا محسوب ہونے چاہییں۔

ہماری راے مین حضرت شرر کی یہ تحریر مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے اور
اس سے بہی مذہب اول کی تائید ہوتی ہے۔ قدما کے کلام بلاغت نظام
سے بہی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ امیر خسرو دہلوی کا ایک قطعہ ہمکو یاد ہے
جس کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔ اس سے بہی رسم الخط ما فی البحث پر
کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔

رفتم بتماشاے کنار جوئے	دیدم بلب آب زن ہندوئے
گفتم کہ بہاے سر مویت چہ بود	آواز برآورد کہ دُر دُر موئے

یادگاران غالب مرحوم سے حضرت تابان دہلوی اور سائل دہلوی

بقید حیات ہیں حضرت تاباں کا ایک مطلع ہے کہ (سہ) وصل کی شب وہ سمٹتے ہیں یہ ہے جلتے ہیں کہ چھوئی موئی ہیں کہ چھونے سے مرجھاتے ہیں

حضرت سائل فرماتے ہیں۔ (سہ)

مرنے کی میرے اسکو سنا کر خبر کروں	آتا ہی میرے ابتو تسلی مری ہوئی
الفت میں اتنی چاہیے خاطر کو کم ملول	ہم جس کو چاہتے ہوں تباہ اسکو کروں

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور پیروان مذہب دوم کی توفیق کے لئے دعائے خیر۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت یہ امر مسلم شدہ ہے کہ وہ کوئی چیز نہیں ہے اُس کا کوئی عدد محسوب نہ ہوگا اور یہی حکم ہمزہ بعد واو کی نسبت ہے جیسے لفظ (ضوء) جس کے عدد بترک ہمزہ ۸۰۰ محسوب ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمزہ بعد واو مثل ہمزہ بعد الف ہے۔ اسی طرح (وضوء) کے عدد بھی بترک ہمزہ ۸۰۶ لئے جاویں گے۔ یہی کیفیت جزء [illegible] کی ہے جس میں ہمزہ حساب جمل سے خارج رہتا ہے۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت بعض متاخرین نے ایک عدد محسوب کیا ہے جس کا ذکر صاحب سبحۃ المرجان نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ وجد بعضہم تاریخ وفاۃ بعض العلماء علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وھمزۃ علماء وھمزۃ انبیاء محسوبتان فی التاریخ (انتہی) یعنی بعض نے کسی عالم کی وفات کی تاریخ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ میں پائی ہے۔ اور الفاظ علماء اور انبیاء دونوں میں ہمزہ محسوب

ہوا ہے۔ اس موقع پر آزاد بلگرامی نے مورخ کے نام سے سکوت فرمایا ہے لیکن چونکہ وہ تاریخ شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی کی وفات کے متعلق کہی گئی ہے تو معلوم ہو چکا کہ اس کے مصنف و مورخ متاخرین سے کوئی بزرگ ہیں۔

اور اسی طرح آزاد بلگرامی نے احوال عبدالجلیل بلگرامی میں فرمایا ہے

کہ لازم السلطان فرخ سیر وتعنی بیامن عنایاتہ ما کان لہ من وطر و نظم جلوسہ تواریخ الالسنۃ الاربعۃ المذکورۃ والذی بالعربیۃ ہذا (ء)

قد تولی فرخسیر ملک ہند	ولہ من عون القدیر اقتدار
فی قلتنا تاریخہ من کلام	صمدی نور ثنا من بشار ۱۱۲۴

والہمزۃ محسوبۃ فی التاریخ لان الجلوس فی سنۃ اربع وعشرین ومائۃ والف (انتہی) یعنی (صاحب تذکرہ) ملازم ہوا فرخ سیر کا اور رد اکیا اس کی عنایتوں کی برکتوں سے اپنے حوائج کو اور نظم کین اس کے جلوس کے لیے تاریخیں چار زبانوں میں جس میں سے عربی تاریخ یہ ہے (جو اوپر لکھی گئی) اس تاریخ میں ہمزہ شمار کیا گیا ہے اس لئے کہ جلوس سنہ ایک ہزار ایک سو چوبیس میں ہے۔

اسی طرح نعمت خان عالی نے کامگار خان کی شادی کی تاریخ میں ہجو کی ہے جو سنہ ایک ہزار ننانوے ہجری میں واقع ہوئی تھی جس میں ہمزہ کا عدد محسوب ہوا ہے (ء) حرف مدرا ساخت مدغم پر عقل آنگاہ گفت

محو جائز گردانیم التقاء ساکنین ہو آزاد بلگرامی نے اس تاریخ کی نسبت لکھا ہے کہ مادہ تاریخ میں ایک عدد کی ۱۰۹۹ = ۱۰۱۰۹۸

کمی ہونے کی وجہ سے شاعر نے تعمیہ سے کام لیا ہے یعنی حرف مذکور جس سے الف مراد ہے مادۂ تاریخ میں مدغم کیا ہے اور نیز لفظ التقا کے ہمزۂ مابعد الف کو بھی محسوب فرمایا ہے درحالیکہ ہمزہ کے عدد کا محسوب کرنا تاریخ گویان عرب کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے کہ نہ وہ داخل حروف ہے اور نہ اسکے لئے کوئی عدد جمل۔

یہ آپ ہی نے خزانۂ عامرہ میں بضمن احوال یحییٰ کاشی اس کی تاریخ موت کا ذکر کیا ہے یعنی (ع) احیا رحمن چو کرد یحییٰ جان داد؛ اور فرمایا ہے کہ اس مادۂ تاریخ میں لفظ احیاء کے الف آخر کے بعد کا ہمزہ حساب جمل سے خارج ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اکثر مورخان فارس ہمزہ کا عدد لیتے ہیں اور بعض نہیں لیتے۔ اور مورخان عرب اکثر ایسے ہمزہ کو ترک کرتے ہیں اور بعض اوس وقت محسوب کرتے ہیں جب کہ مادہ تاریخ کسی آیت قرآن یا حدیث میں پایا جاوے جیسا کہ عبد الجلیل بلگرامی نے تاریخ جلوس فرخ سیر میں عمل کیا ہے۔ (جس کو ہم اوپر نقل کر چکے ہیں)

ہم اس موقعہ پر صرف اسی قدر بیان پر خاموش نہیں رہ سکتے اس لئے کہ یہ کتاب صرف بیان واقعات کے لئے نہیں ہے ہم ضرور عرض کریں گے کہ جن شعرائے عرب نے ہمزۂ بعد الف التقاء یا احیاء کو حرف قرار دیکر اسکا عدد لیا ہے اونہوں نے غلطی کی ہے۔ آزاد بلگرامی نے نہ شعرائے قدیم عرب کی اون تاریخات کی نقل کی اور نہ اُن کے نام گنوائے محض تذکرۂ اُن کے مذہب جمل کا ذکر کر دیا ہے اور موقع کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ؎

شعرائے عرب یعنی مانی ذہنہ سنہ ہین عبدالجلیل بلگرامی کے لئے ۔ اور یہ جو
ارشاد ہوا ہے کہ ہو زمان عرب کے پاس آیۂ قرآن اور حدیث نبوی سے ملکر
ہوے مادّہ مین ایسا عمل بعض وقت جائز قرار پایا ہے اس کے متعلق ہم
متقدمین کے کسی ایسے مادۂ تاریخ کی سند نہین پیش ہوئی تاکہ ہم اوس سے
اس بات کا اندازہ کر سکتے کہ مورخ کا رتبہ فن جمل مین کیسا ہے ۔ ہمارے روبرو
اس کے متعلق یہی جو کچھ ہے وہ آزاد بلگرامی کا تذکرہ اور عبدالجلیل بگرامی کی
تاریخ ہے اور بس ۔ الله اعلم خیر سلاً ۔

پس ایسی حالت مین ہم ایک عام قاعدہ کے مقابلہ مین جس کی تصدیق
محققین و متقدمین فن جمل کے اقوال متعددہ سے ہوئی ہے ۔ ایسے استثنائی
کو جائز نہین قرار دے سکتے ۔ عبدالجلیل بلگرامی کو ضرورت وقت نے ایسے عمل
ناجائز پر مجبور کیا ہوگا ۔ یا فن جمل مین اونہون نے اپنے معلومات کو اسی حد تک
پایا ہوگا ۔ یا آپ سے تسامح ہوا ہوگا ۔

ہم گزشتہ حصہ کے متعدد مقامات پر اون محققین کی عبارتون کی
نقل کر چکے ہین جنمین سے بعض نے حروف تہجی کے ذیل مین ہمزہ کا ذکر کیا ہے
اور بعض نے ہمزہ کے عدد کے متعلق صاف صاف لکھدیا ہے کہ ہمزہ کے لئے
جمل مین کوئی عدد نہین ہے ۔ اور اونمین سے کسی نے یہ استثنائی جزئیہ
نہین بیان کیا کہ آیت قرآنی یا حدیث نبوی مین مادّہ پایا جاوے تو برخلاف
قاعدہ عام عمل کرنا جائز ہے ۔ اور اون کا طرز بیان بتلا رہا ہے کہ وہ ایسی محتاج
افراد نہیے کہ اعداد نامے مدوّر کی بحث مین اختلاف اقوال کی کوئی نزاکت

مصرع ہمکو خلاف ورزی قاعدۂ عام کے لئے سند نہیں ہو سکتا۔
باقر گیلانی نے جلوس عالمگیر کے تاریخی بیان کے آغاز میں بضمن لغت
قواعد فارسی کا لحاظ رکھا ہے اور (ملجاے دوسرا) میں بعد الف ہجا یا کو
محسوب فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ملجاے دوسرا امام المتقین ۱۰۶۸
کرم جہاں مقبول اله سید المرسلین ۱۰۶۸ھ

سماے حکم و سخا و رہ جمال و کمال	پناہ تاجوران کا سمان مدد جہان
۱۰۶۸	۱۰۶۸

اس شعر میں لفظ سما کے بعد یا مطابق قاعدہ ہے۔ صاحب ملخص تسلیم فرماتے
ہیں کہ ہرگاہ کدخدائی یا اولنگ میں ہمزہ کے عوض یا محسوب کی جاتی
تھی اور یہ بیان ہوا ہے تو ادا جا در ماننا کا ہمزہ بعد الف بھی مستحق
یک عدد ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اولنگ میں یا کی کتابت بغرض اظہار ہمزہ
ہوئی ہے۔ اور رسائل میں الف بھی بغرض اظہار ہمزہ ہے۔ اور مسئول
میں واو بھی اسی غرض سے ہے۔ پس اہل جمل نے اولنگ میں یا اور رسائل میں الف
اور مسئول میں واو محسوب کرنے کا حکم ہمزہ کی خاطر اور اس کی کسی مرتبت کی وجہ
سے نہیں دیا بلکہ کتابت و رسم الخط کی وجہ سے جس میں ی۔ ا۔ و موجود
ہے۔ ہرگاہ ابتدائی بیان میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ہمزہ کوئی مستقل حرف
نہیں ہے تو پھر ماننا کے ہمزہ آخر کے لئے عدد کی سفارش بے موقع اور غیر
موجہ ہے۔ قواعد اس کی قبولیت کے مانع ہیں امید ہے کہ آپ معاف فرماویں
صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ الفاظ دیوانہ یا بیگانہ کا ہمزہ

ہمزہ بعد الف کا حکم رکھتا ہے یعنی بلحاظ رسم الخط اس کو حروف لفظ میں کچھ دخل نہیں ہے اور نہ ان کے لئے حروف ثلاثہ یعنی الف۔ واو۔ ی۔ سے کوئی حرف موجود ہے۔ قواعد فارسی کی رو سے لفظ دیوانہ یا بیگانہ کا اصل لفظ دیوانئی یا بیگانئی تھا لیکن جب کہ قاعدہ نے رسم الخط سے دو یا کو حذف کرکے اس کے عوض صرف ہمزہ کو قائم کر دیا ہے تو اب حساب جمل میں بروئے قاعدۂ عام ہم کو رسم الخط کی پابندی لازم ہے پس دیوانہ کے اعداد ۷۶۔ اور بیگانہ کے اعداد ۸۳ محسوب ہوں گے اور ہمزہ کا کوئی عدد نہ لیا جاوے گا۔

ی

جن الفاظ عربی کے آخر میں یا ہے اور فارسیوں نے اوس کو الف سے بدل دیا ہے جیسے تمنی۔ ماجری۔ جس کو فارسیوں نے تمنا اور ماجرا کر لیا ہے اس کے حرف آخر کے عدد عربی میں بلحاظ کتابت یا دس محسوب ہوں گے۔ اور فارسی میں بلحاظ کتابت الف۔ ایک۔

صاحب مخفی تسلیم نے حبیب اللہ تسیر کی ایک تاریخ پر اعتراض فرمایا ہے اور وہ تاریخ یہ ہے۔

بسنہ الفصیح جب تسیر سال اسکا کیا میں نے	مہ وش جب از رخ غیب سے مجھکو یا مل گئی
ما یان مصرع تاریخ مطبوع طبائع کر	جب لکھی گھر تو شیخ ار دو سے معلی کی
	۲۹۵

آپ فرماتے ہیں کہ دریں قطعہ قافیہ انزاد بویدا وامانہ دنیا آشکار ست۔ معلی بیائے مخفی بوجہ تاریخ در قوافی الف قاعدۂ عربی جاری

کردن بیجاست (انتہیٰ)

افسوس ہے کہ لائق مولف نے غور سے کام نہیں لیا اردوے معلیٰ کی یا کو ربانداناں اردوے بہ تبدیل الف جائز نہیں رکھا۔ پس بیچارہ مورخ نے اگر لفظ صحیح کو استعمال کیا تو اوس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اوس نے یا کو بضرورت تاریخ نہیں قائم رکھا ہے بلکہ بضرورت صحت لفظ و رسم الخط قائم رکھا ہے۔ جو غلطی اس مادہ میں ہے وہ اور ہے یعنی مورخ نے اعطا گمیا میں صرف ایک یا کو محسوب فرمایا ہے۔ مسلم سہسوانی نے عالبًا اس پر غور نہیں فرمایا۔

لائق مولف فرماتے ہیں کہ ہوے و روے و سوے و توے وغیرہ قیاس دہوے و گوے مدد باست۔ ہم کہتے ہیں کہ اس موقع پر آکے ثابت ہوا ہے۔ دو یا محسوب ہونے کی ضرورت اوس وقت ہوگی جب کہ ہم دہوے کو دہوئے میں یا گوے کو گوئے یا توے کو توئے یا ہوے کو ہوئے۔

ہم اس قاعدے کو ہمزہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں اور درحقیقت اس کا اصلی مقام وہی ہے۔ لائق مولف نے جونکہ الفاظ ہوے۔ روے سوے۔ توے۔ دہوے۔ گوے۔ کے رسم الخط کو بدون ہمزہ لکھا ہے اور ایسے یا کے مدد دینے کا حکم دیا ہے اور خواہ مخواہ حرف یا کے ذیل میں اس کا ذکر فرمایا ہے لہذا دفع غلط فہمی کے لئے اس موقع پر ہمنے صراحت کردی

حروف مشدّدہ

حرف مشدّد کی نسبت قاعدہ عام کے ذیل میں بھی ایک اجمالی بیان گزرا ہے

اور آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں بضمن بیان صنعت تاریخ لکھا ہے کہ

یعدّ المشدّد حرفاً واحداً کالمشدد وکذلک الہمزۃ الممدودۃ کآمین (انتہی)
یعنی شمار کیا جاتا ہے حرف مشدّد ایک حرف جیسا لفظ مشدّد اور اسی طرح
ہمزۂ ممدودہ جیسا لفظ آمین۔

ہمزۂ کی بحث بضمن حرف الف کی ہے اس موقع پر اس کی
ضرورت نہیں ہے۔ حرف مشدّد کی نسبت صاحب معدن الجواہر نے بصراحت
کے ساتھ لکھا ہے کہ حساب جمل میں تشدید کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ جمل کا قاعدہ
عام کتابت پر مبنی ہے اور تشدید کی وجہ سے کتابت میں کوئی تکرار نہیں واقع
ہوتی لہٰذا اہل جمل نے حرف مشدّد کو ایک ہی حرف قرار دیا ہے اور جہاں کتابت میں
مشدّد کے دو حرف لکھے جاتے ہیں جیسے اللہ وہاں یہ سمجھنا چاہیے کہ لام اول
درحقیقت قرأت میں داخل نہیں ہے بلکہ لام دوم مشدّد ہی سے قرأت کا کام
لیا جاتا ہے اور اس خاص رسم الخط کا بیان حرف ل پر گزر چکا ہے۔

صاحب مخزن تسلیم نے اس کلیہ کو شدید ماکر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مورخ
الفاظ مشدّدہ کے تکرار شمار سے مادہ تاریخ حاصل کرے تو یہ ایک قسم کی صنعت
ہوسکتی ہے جیسا کہ آپ کی ایک تاریخ ہے۔ وہو ہذا۔

تعمیر مسجدے چو امیر علی نمود		تاریخ سال ختم و فرمود زاہدے
ہجری ست با مشدّد و نفصلی بضابطہ		بر جادہ ہاولی شدہ تیار مسجدے ۱۲۹۷ ف

آپ نے اس مادۂ تاریخ سے جو فی الحقیقت سنہ فصلی کا مادہ ہے تشدید

یا ے لفظ تتّار سے دو یا محسوب کر کے ۵۰سلہ ہجری بھی پیدا کیا ہے اور عمل غلط کا نام صنعت رکھنا چاہا ہے اور یہ گویا اس بات کی ہدایت ہے کہ قواعد جمل کی خلاف ورزی کرنے والے صنّاع کا لقب پاوین ۔ اگر ایسی آزادی عطا کردی جاسے اور غلطی کو صنعت کہہ دیا جاسے تو سارا قاعدہ خاک مین ملجائیگا ۔ ایک مادّہ سے دو مادون کا حاصل کرنا بے شک ایک صنعت ہے جس کا نام صنعت ز دو تاریخین ہے اور جسکے اس کا ذکر بجاے خود کیا ہے اور وہ صنعت اُس وقت قرار پاسکتی ہے جب کہ قواعد جمل کی پابندی کے ساتھ وہ خوبی حاصل ہو جو اس صنعت کی تعریف ہے اگر ہمارے مشفق کو اپنی تاریخ بحال او برقرار رکھنے کے لیے کوئی خاص نام ہی درکار ہے تو ہم اس کا نام صنعت مصنوعی رکھتے ہین جس سے بچنا اس کی عین تعریف ہے ۔

دوسرا باب عمل یعنی فروع جمل کے متعلق

پہلی فصل تاریخ کے متعلق

(۱) تاریخ کی تعریف

کسی چیز کے وقت کے پیدا کرنے کو بلغت تاریخ کہتے ہین اور اصطلاح مین ایک علم کا نام ہے جس مین واقعات عام یا خاص کا ذکر کرین ۔

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ تاریخ در اصطلاح عبارت ست از تعیّن کردن مدتے از ابتداے امر عظیم و قدیم و مشہور تا ظہور امر ثانی کہ عقب اوست تا کہ دریافتہ شود بزمانہ آیندہ و دیگر ظہور این امر ثانی بلحاظ

نسبت بعد مدت امر قدیم مشہور اول ۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ "تاریخ نام صنعتی ست از صنائع علم بدیع و این عبارت ست از آن کہ متکلم بیان کند سال ہجری یا سال دیگرا برائے وقوع امرے بلفظے یا فقرۂ یا مصرعے یا زیادہ ازان کہ اعداد آن بحسب حساب جمل موافق سال مذکور باشد ۔

صاحب سبحۃ المرجان کا قول ہے کہ "ومنہا مختصۃ بالعرب کاستخدام المضمر وحسن التخلص والتاریخ علی قاعدۃ الجمل وغیرہا (انتہی) یعنی اور بعض اونمیں سے عرب کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے صنعت استخدام ضمیر و حسن تخلص اور تاریخ بقاعدۂ جمل وغیرہ ۔

آپ ہی نے غزلان ہند میں فرمایا ہے کہ "فقیر صنائع عربی و ہندی ملاحظہ کردم سہ قسم برآمد بعضے مشترک در عرب و ہند مثل ایہام و حسن التعلیل الخ و بعضی مختص بعرب مثل استخدام مضمر و حسن التخلص یعنی گریز قصیدہ و تاریخ بقاعدۂ جمل وغیرہا و بعضے مختص بہ ہند ۔

پھر آپ ہی نے سبحۃ المرجان میں لکھا ہے کہ "التاریخ ہو عبارۃ عن ان یبیّن المتکلم عاما ہجریا لوقوع حادثۃ بقاعدۃ الجمل وہو عروۃ لایدی الادبار ولعبۃ فی محافل الظرفاء والعجب انہم قصروا عن ادراکہ حیث ما ادخلوہ فی سلک انواع البدیع ولم ینظمہ احد من اصحاب البدیعیات التی طالعتہا وہو حریّ بذلک اما ادباء الفرس فقد تفطنوا لحقہ وذکروہ فی انواع البدیع الفارسی (انتہی)۔ یعنی تاریخ عبارت ہے اس سے کہ متکلم سال ہجری کسی

حادثہ کے وقوع کا فنّ جمل کے قاعدہ سے بیان کرے اور یہ صنعت ایک دستاویز
ہے ادیبوں کے ہاتھ میں اور ایک کھلونا ہے ظریفوں کی محفلوں میں اور تعجّب
اس کا ہے کہ مؤلفین عرب نے اس صنعت کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کی ہر
یہی وجہ کہ اس کو اقسام فن بدیع میں ذکر نہیں کیا اور نہ اصحاب بدیعیات نے
سے جو ہماری نظر سے گزرے ہیں کسی نے اسکو نظم کیا حالانکہ یہ صنعت ذکر کرنے
کے قابل ہے۔ لیکن فارس کے ادیبوں نے اسکا حق ادا کیا ہے اور فارسی کے
فن بدیع کے اقسام میں اس کو بھی جگہ دی ہے۔

صاحب ہفت قلزم کا قول ہے کہ "تاریخ عبارت ست از آن کہ
جہت حدوث واقعہ لفظے یا مصرعے یا بیارند کہ بحسب حروف مکتوبہ اش
حساب جمل موافق تاریخ سال ہجری آن باشد تاریخ آن گفتند" انتہی۔

صاحب منتخب اللغات نے لفظ "تاریخ" پر صرف اس قدر لکھا ہے کہ
"وقت چیزے پدید آمدن باشد و بس۔"

یہ بحث ہے کہ لفظ تاریخ کے اصطلاحی معنوں میں اہل لغت نے کوتاہی
کی ہے اور اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ان کو اس فن پر عبور کامل نہ رہا ہو
اور تعجب اس کا ہے کہ جن مصنفین فن جمل نے اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ
کیا ہے اونہوں نے بھی تعریف اصطلاحی لفظ تاریخ پر توجہ مبذول نہیں کی۔ اگر ہم
اس موقعہ تعریف اصطلاحی کو افراد تاریخ پر حاوی نہ رکھیں گے تو خود ہمکو اقسام
تاریخ کے بیان کرتے وقت مشکلات کا سامنا ہوگا یعنی بعض اقسام تاریخ۔ تاریخ کے
ذیل سے نکل جاوینگے۔ پس جمل کی واقفیت عامہ نے ہمکو اسپر مجبور کیا ہے کہ ہم

لفظ تاریخ کی اصطلاحی تعریف حسب ذیل کرین ۔

(۱) تاریخ اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام ہے جن کے اعداد حروف سے سنہ مطلوب حاصل ہو ۔ یا

(۲) محض اون الفاظ سے امور ذیل واضح ہون ۔

(۱) سنہ مطلوب ۔ یا

(۲) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ ۔ یا

(۳) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز ۔ یا

(۴) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز و وقت ۔

تعریف کے حصہ اول کا تعلق فن جمل سے ہے ۔ اور حصہ دوم جمل سے غیر متعلق

تعریف کے حصہ اول کی قدامت کا پتہ بعض قدیم تصانیف سے ملتا ہے لیکن

اس زمانہ کے مورخ اس کے پابند نہ تھے کہ حرف یا لفظ یا الفاظ تاریخ بلحاظ واقعہ

مطلوب التاریخ مناسب یا معنی دار تجویز کرین ۔

بعض ساحرین محققین نے بھی اس کو کہا ہے کہ با معنی اور متعلق بواقعہ الفاظ مین

تاریخ بازہ حروف ابجد سے پیدا کرنا فن بالا ستادان عجم کی ایجاد ہے ۔ اور متقدمین

عجم مین بھی خال خال افراد ایسے گزرے ہین جن کے نام سے بعض تاریخی قطعے

منسوب ہین جیسے انوری جس نے ایک مکان کی تعمیر کی تاریخ ظاہر کی ہے ۔

اے موار سپہر لاجورد	[illegible]	گشتہ ایمن چون سپہر لاجورد
بود در نہ درج نقش نگام		تا فرح تاریخ این نقش است و نرد ۳۵۴ + ۲۸۹

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عجم مین بھی ابتدا ابتدا مین اس سٹ تاریخین لکھی جاتی تھین

اس تاریخ کو اگر محاسن تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو نہایت ادنیٰ درجہ کی
تاریخ ہے لیکن محض بے معنی الفاظ کے مقابلہ میں بہت اچھی ہے۔ حافظ شیراز کی
بعض تاریخیں البتہ کسیقدر ٹھیک ہیں۔ اگرچہ ان میں بھی دو باتیں جمع ہیں یعنی
جن کو اس زمانہ نے محاسن تاریخ میں داخل کیا ہے۔ منجملہ ان بعض تاریخوں کے
حافظ شیراز علیہ الرحمہ کی یہ تاریخ بھی مشہور ہے۔

کنف رحمت حق منزل او دان وانگہ		سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق ۷۹۱

بعض متقدمین عجم اور متاخرین عرب نے البتہ اس طریقہ میں یہ خوبصورتی پیدا
کی کہ وہ اس مقصد کو معنی دار الفاظ میں حاصل کرنے لگے جس سے۔ تاریخ کی رونق
دو بالا ہو گئی۔

بعض اہل لغت نے تاریخ کی تعریف میں سنہ ہجری کی جو تخصیص بیان کی ہے
ہماری رائے میں وہ بھی غیر موجہ ہے اس لئے کہ تاریخ کو کوئی خصوصیت صرف
سنہ ہجری کے ساتھ نہیں ہے بجز ان مورخین کے جو سنہ ہجری یا محمدی میں تاریخ لکھتے ہوں۔ ماسوائے
ان دونوں کے سوا سنہ نوروزی وغیرہ سے بھی کام لیا ہوا ہے اہل ہند اپنے ملک کے مروجہ
سنین کے لحاظ سے مختلف سنہ میں تاریخیں کہتے ہیں مسلمانوں کے پاس سنہ ہجری یا محمدی کی
ترجیح یا ہندوؤں کے لئے سنہ سمت یا اور کسی سنہ کی تخصیص اسی طرح پارسیوں کے لئے
سنہ نوروزی کی اہمیت یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جن کا اثر تعریف لفظ تاریخ پر نہیں پڑ سکتا
ہم نے سنین مختلفہ کا خاص بیان اس کتاب کے خاتمہ کے لئے اٹھا رکھا ہے اور اس
موقعہ پر اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ ہماری تحقیق میں سنہ ہجری کی تخصیص کو
تعریف لفظ تاریخ میں داخل کرنا غلط ہے۔

اب رہی یہ بات کہ تاریخ داخل صنائع و بدائع ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق ہم
صرف قدردانان اساتذۂ فارس یا آزاد بلگرامی کے تعجب اور صاحب معدن الجواہر
کے اتباع کے پیرو نہ ہوں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بلغاء عرب نے اس کے متعلق کیا کہا ہے
صاحب سبحۃ المرجان نے اپنی حد علم تک فرما دیا ہے کہ بلغاء عرب نے تاریخ
کو بدائع میں جگہ نہیں دی۔ جس کا آپ کو تعجب ہے اور ہمکو اس لیے تعجب نہیں کہ
تاریخ کی تعریف سے خود ہمکو اطمینان ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی ایسی ندرت نہیں ہے
جس کی رو سے تاریخ کو بدائع و صنائع میں داخل کریں۔ جب واضع جمل نے ہر ایک
حرف کے لیے اس کا عدد مقرر کر دیا تو ان حروف کے مجموعہ سے ایک سنہ کا
حاصل کرنا کون سی ندرت ہے۔ ہاں اگر قدماے عرب اس مجموعہ حروف کو معنی دار
الفاظ میں مرتب کرنے کے بھی عادی ہوتے تو وہ تاریخی بے معنی جملہ یا لفظ کو داخل
بدائع و صنائع کیوں کرتے۔ متقدمین فارس نے ان حروف سے معنی دار لفظ پیدا
کرنے میں اپنی اچھی درستی طبیعت سے کام لیا ہے لیکن اس میں بھی کوئی جدت
یا ندرت نہیں ہے۔ جس کے لحاظ سے ہم تاریخ کو ایک خاص قسم کی صنعت مانیں
عربوں اور فارسیوں نے جس قدر اقسام صنائع کی تعریف بیان فرمائی ہے انہیں سے
اکثر صنائع کا استعمال ضلع مورخین اپنی تاریخوں میں کیا کرتے ہیں جس کے لحاظ سے ہم نے
صنائع تاریخ کا ایک خاص بیان اسی فصل میں قائم کیا ہے۔ پس ہماری رائے میں
کوئی ایسی قوی وجہ نہیں ہے جس سے نفس تاریخ کو داخل اقسام بدائع کیا جائے۔
بدیع کے لغوی معنی نو پیدا شدہ کے ہیں۔ ہرگاہ واضع جمل نے فن جمل کو ان دو
خاص ضرورتوں کے لیے وضع کیا جن کا بیان اس کتاب کے باب اول میں

گزر چکا ہے تو تاریخ گو معنوی قسم اسی پہلی نمایت مین داخل ہے اور کوئی بات ایسی
پیدا نہین ہوئی۔ قدماے عرب سے جو لوگ کام رکھتے تھے وہ مجموعہ حروف
سے تاریخ کا مقصد حاصل کر لیتے تھے اور اپنے قیمتی وقت کو تلاش لفظ معنی
دار مین نہین صرف کرتے تھے یا یون سمجھو کہ وہ اس کو ایک بیکار کام خیال کرتے
تھے یا علم کی کمی نے مجموعہ کی راستہ دکھلایا ہو اور پھر علماے اسی کو اصل
مقصد کے لئے کافی سمجھتے ہون۔ فارسی طباعون نے اگر معنی دار الفاظ کا التزام
کیا اور مہمل الفاظ پر اس کو ترجیح دی تو اون کی اس پیدائش خراش کو دل
کے خوش کر لینے کے لئے کھینچ تان کر داخل صنائع کرلینا اور بات ہے۔ لیکن
اس سے فاضل بلگرامی کا وہ مقصد نہین حاصل ہو سکتا کہ تاریخ کو خواہ مخواہ ہم
اقسام بدائع سے ایک قسم قرار دے لین اس لئے کہ فاضل موصوف کی بیان
فرمائی ہوئی تعریف مین الفاظ تاریخ کا معنی دار ہونا شرط نہین ہے اور اہل
اصطلاح نے لفظ یا الفاظ معنی دار کی قید لگائی ہے۔ پس ہماری راے مین
نفس تاریخ داخل صنائع نہین ہے۔ ہمکو قدماے عرب کے اس عمل پر ذرا تعجب نہین
ہے کہ انہون نے تاریخ کو داخل بدائع کیون نہین کیا۔ جن کو اس سے اختلاف
ہے وہ اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہین اور بدین وجہ کہ یہ صرف اعتباری بحث
ہے ہم اس کے متعلق اس سے زیادہ خامہ فرسائی کرنا (ع) عزم منزل ہل و
محو تماشاے در راہ * ہونا نہین چاہتے شائقین فن کو اون کی بصیرت بڑہانے
کے لئے اسی قدر کافی ہے جس قدر ہم نے بیان کیا۔
واضح ہو کہ جس حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد جمل سے سنہ حاصل

ہوتا ہے اس کو اہل جمل نے مادۂ تاریخ سے موسوم کیا ہے۔ اور جن الفاظ سے وہ سال
مطلوب صوری طور پر حاصل ہوتا ہے اس پر مادہ کا اطلاق نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا
نام صوری تاریخ ہے اور اس کو فن جمل سے کوئی واسطہ نہیں۔ تاریخ کے
اقسام باعتبارات مختلفہ مختلف ہیں جن کو ہم اسی کے مفصل بیان میں ہدیۂ ناظرین
کرتے ہیں۔

(۲) تاریخ کے اقسام

بیان عام اقسام تاریخ کے بیان میں بعض محققان فن جمل نے اختصار سے کام
لیا ہے اور بعض نے تفصیلات بیان کے باوجود اقسام کی نشاندہی کی ہے۔

صاحب معدن الجواہر کی رائے میں تاریخ کی صرف تین قسمیں ہیں۔
(۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری و معنوی۔ بعض نے تاریخ کے تسمیہ یا ترکیب کے تعمیہ
تخرجہ کو بھی اقسام تاریخ میں شمار کیا ہے۔ اور بعض نے بعض صنائع تاریخ کو داخل
اقسام کیا ہے۔ بعض حضرات نے اقسام جمل کو بھی اقسام تاریخ قرار دیا ہے۔

ہماری رائے میں مختلف اعتبارات سے تاریخ کے مختلف اقسام ہیں اور
صنائع تاریخ کو اقسام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اس لئے جن صنائع تاریخ کا ذکر
ہم اسی فصل کے آئندہ بیان میں کریں گے وہ ہر ایک قسم تاریخ میں آسکتے ہیں
اور اقسام جمل کو اقسام تاریخ میں داخل بنانا عام کو خاص کر دینا ہے کیونکہ تاریخ
کے مجموعی اقسام میں اقسام جمل سے ہر ایک قسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

الغرض ہم نے اقسام تاریخ کو مختلف اعتبارات سے ذیل میں عرض کیا ہے تاکہ
شائقین فن کو اقسام کی حقیقت اچھی طرح پر معلوم ہو سکے۔

(الف) باعتبار حقیقت | باعتبار حقیقت تاریخ کی تین قسم ہین (۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری و معنوی۔ صاحبان جمل کو ان اقسام ثلاثہ سے اتفاق ہے۔ بعض محققین نے ایک چوتھی قسم تعمیہ کے نام سے بیان کیا ہے اور ہم اس کو تمام اقسام سے متعلق خیال کرتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے اس کو ان اقسام ثلاثہ سے خارج رکھا ہے اور آگے چل کر اوس کے مقام پر اوس کو ہدیہ ناظرین کرین گے۔

صوری زبان عربی کا لفظ ہے معنی منسوب بصورت یعنی ظاہر اہل جمل نے اوس لفظ یا اُن الفاظ کو تاریخ صوری کہاہے جن سے سنہ مطلوب معلوم ہو۔ محققین نے اگرچہ اس قسم کو بھی وجہ اقسام تاریخ مین داخل رکھا ہے لیکن فی الحقیقت اس کو جمل سے کچھ تعلق نہین ہے۔

اس کی مثال رباعی ذیل سے ظاہر ہے جس کو صاحب ہفت قلزم نے ذکر کیا ہے

سلطان تیمور مثل او شاہ نبود	در ہفتصد و سی و شش آمد بوجود
در ہفتصد و ہفتاد و یک کرد خروج	در ہشتصد و ہفت کرد عالم پدرود

اسی طرح سعدی علیہ الرحمہ نے کتاب گلستان کی تاریخ بھی صوری لکھی ہے

اُن مدت کہ ما را وقت خوش بود	ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود

اب ہم کہتے ہین کہ قسم صوری مین وہ الفاظ بھی داخل ہین جن مین سنہ مطلوب کے ساتھ تاریخ و مہینہ یا روز۔ یا تاریخ و مہینہ و روز تینون ظاہر ہون جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے۔

چون بہ تخت سلطنت بنشست آن شاہ نفیس	بستم شوال بود و ہشتصد یوم الخمیس

اگرچہ ہماری تعریف کا حصہ آخرین اوس تعریف قسم صوری سے زائد ہے

جیسے اہل جمل کا اتفاق ہے یعنی اہل جمل نے صوری کی تعریف صرف اسی قدر بیان کی ہے جس کو ہم نے آغاز بیان مین عرض کیا ہے لیکن ہماری رائے مین حصۂ آخرین تعریف کے لحاظ سے جو بضمن تعریف ہمارے بیان مین گزرا تمثیل آخر الذکر بھی تاریخ صوری مین داخل سمجھنا چاہیے ۔

الف کی دوسری قسم ۔ تاریخ معنوی ہے ۔ معنوی بھی زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی منسوب بہ معنی کے ہین پس اہل جمل نے تاریخ معنوی اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام رکھا ہے جن کے اعداد جمل کے مجموعہ سے سنۂ مطلوب حاصل ہو تاریخ ذیل اس کی مثال ہے

(لمؤلفہ)

ای واقف قانون عدالت افسوس ۔ وی ماہر احکام وکالت افسوس
در پیش حق رفتی وگفتم تاریخ ۔ مقصود علی نمودہ رحلت افسوس
۱۳۰۰ھ

الف کی تیسری قسم ۔ (صوری ومعنوی) ہے ۔ یہ جامع ہے ہر دو اقسام اول الذکر کی یعنی جس تاریخ کے الفاظ سے صرف سنۂ مطلوب ظاہر ہو یا سنہ کے ساتھ ۔ تاریخ و ماہ ۔ یا ۔ تاریخ و ماہ و روز ۔ یا ۔ صرف تاریخ و ماہ ۔ یا ۔ صرف تاریخ و ماہ و روز ۔ اور اعداد حروف سے بھی وہی سنہ حاصل ہو تو ایسی تاریخ صوری ومعنوی کہلاوے گی ۔ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ اس قسم کو بعض اہل جمل نے صنعۃ الصنع بھی کہا ہے جناب مولانا محمد حسن علیشاہ نائطی قدس سرہ کے لوح مزار مبارک پر جو عبارت دین

واقع ہے مولوی عبد القادر نائطی طاہر تخلص کی کہی ہوئی ایک تاریخ کندہ ہے جو صورت اول قسم ہذا کی اعلیٰ مثال ہے ۔

(نمبر ۱)

چون عاشق ذات قل ہو اللہ احد	شد واصل رب لم یلد لم یولد
این صوری ومعنویست تاریخ وصال	ہشتاد و چہار و یکہزار و دو صد ۱۲۸۴

مندرجہ ذیل مثال مین الفاظ سنہ کے ساتھ ماہ و تاریخ و روز بھی موجود ہے کسی استاد نے ۹۱۶ھ مین لکھا ہے ۔

(نمبر ۲)

گفت ہاتف سال تاریخ وفات بادشا	ہفدہ شعبان و نہصد پانزدہ یوم جمعہ ۹۱۶

نمبر ۳ لمؤلف الکتاب

محمد زمان خان عالی نژاد	بہ شام چون مہر گردون نہفت
دِل آ فکر سال شہادت نمود	فلک ہفتم ماہ ذی حج بگفت ۱۲۹۲

مؤلف حقیر کے فرزند غازی الدین احمد کی تاریخ ولادت استادی افضل مغفور نے فرمائی تھی ۔

(نمبر ۴)

تاریخ ولادتش رقم زد افضل	شب شنبہ بستم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷

اس تاریخ مین شب کے الفاظ بھی داخل مادۂ تاریخ ہین ۔ اور محققین نے کہا ہے کہ ساعت اور دقیقہ بھی داخل ہو تو ایک قسم کا حُسن ہے ۔

حسامی نے ظہیر الدین بابر بادشاہ کی ولادت مین یہ تاریخ کہی ہے ۔

(نمبر ۵)

چوں در ششم محرم زاد آن شہ مکرم — تاریخ مولدش ہم آمد ششم محرم

جب بابر بادشاہ نے دہلی کو فتح کیا تو کسی استاد نے اس کی تاریخ لکھی۔

(نمبر ۶)

گشت دریاں حیث ابراہیم ساد — شاد غازی بابر عالی نسب

وقت و روز و سال تاریخ خفد — صبح بود و جمعہ و بشت رجب

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ میں عقد بودی شامل ہو کر یہ سمجھنا ہے

جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی ولادت کی تاریخ کسی استاد نے لکھی ہے۔

(نمبر ۷)

مہ احمد کہ آمد بوجود — آں کہ از کون و مکان مقصود است

بادشاہے کہ ز شاہان جہان — آنکہ شش نام جلالش لقب است

سال و روز و مہ و سال میلاد — شب یکشنبہ و پنجم رجب است ۹۴۹

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ میں واو عطف داخل نہیں ہے۔ صاحب عدائن جواہر طریقہ فارد فرماتے ہیں کہ تورانیوں کی زبان میں پانچویں کو پنجم کہتے ہیں۔ فصحائے ایران نے لفظ پنجم کا استعمال میم فاعل کے ساتھ کیا ہے جو ترجمہ ہے خامس کا۔

صاحب بحث قدیم نے لکھا ہے کہ خواجہ حسن انصاری نے خواجہ عبداللہ احرار کے گنبد کی تاریخ صوری و معنوی کہی ہے وہو ہذا۔

(نمبر ۸)

خسرو عالی گہر عبد العزیز	ساخت این عالی بنا از ریب و شک
ہست نہ طاق فلک در جنب او	ہست چون گوی زمین زیر فلک
معنوی لفظی بود تاریخ آن	سال ہجرت نہ صد و پنجاہ و یک ۹۵۱

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ میں الفاظ سال ہجرت شریک ہیں جو محاسن تاریخ کے خلاف اور اس وجہ غیر صحیح ہیں۔

عبدالقادر بدایونی نے کتاب منتخب التواریخ میں بضمن تذکرہ ہمایون بادشاہ لکھا ہے کہ ہجری سنہ میں بادشاہ سلامت کابل سے راہی ہو کر عازم ہند ہوئے اور یہ اس کی تاریخ ہے۔

(نمبر ۹)

خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ کہ	گوی سبقت برد از شاہان جمشید بے شکے
بہر فتح ہند از کابل عزیمت کردہ شد	سال تاریخ توجہ نہ صد و شصت و یکے ۹۶۱

(افادہ) اس تاریخ میں لفظ شصت سین مہملہ کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ فارسی میں لفظ شست ساٹھ کا ترجمہ ہے۔ متاخرین علما میں تغیر کر کے صاد مہملہ سے لکھنے لگے۔

تاریخ ذیل کے مورخ نقشی اکبر آبادی ہیں جو غزالی مشہدی کی وفات پر لکھی گئی ہے۔

(نمبر ۱۰)

قدوۂ نظم غزالی کہ نقش	ہمہ از صنع خدا داد نوشت
عقل تاریخ وفاتش بدر حور	سنہ نہ صد و ہشتاد نوشت ۹۸۰

(نوٹ) اس تاریخ میں لفظ سنہ کے عدد بھی شامل ہیں اور یہ قابل اعتراض ہے

یا توصیف نہ صد و مشتاد سے تاریخ مکمل ہوتی یا سالم مصرع سے۔ صورت اول
مستحسن تھی لیکن یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ لفظ سنہ تو داخل عدد ہوا اور لفظ
نوشت خارج۔ یہ مورخ اگرچہ بڑے پایہ کے شخص گزرے ہیں لیکن غالباً فن جمل کی
کمی معلومات کی وجہ سے ان سے تسامح ہوا ہے۔

ہم نے اس قسم کے ذیل میں متعدد نظائر کا تذکرہ بے وجہ نہیں کیا ہے۔
طبّاع مورخین اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک تاریخ میں ایک ایک خاص
بات ہے اور یہی وجہ کہ بعض تاریخیں استادان فن کی ہیں ہم نے اُنکو ہدیۂ
ناظرین کیا ہے۔

محققین فن کا اتفاق ہے کہ صوری معنوی تاریخوں میں ترجیح اُس تاریخ
کو ہے جس میں بھرتی کا کوئی لفظ نہ ہو جیسے نظائر بالا سے تاریخ نمبر ۱۱
واو عاطفہ کو بھرتی نہیں کہہ سکتے اور اس کا ترک ناجائز نہیں ہے۔

سنہ یا سال کا لفظ اس وقت قابل اعتراض نہ ہوگا جب کہ مصرع میں
داخل اور الفاظ بیانیہ مادّہ سے متعلق نہ ہو۔ مثلاً تاریخ نمبر ۸ میں لفظ سال
قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ سالم مصرع مادہ تاریخ ہے۔ اور تاریخ نمبر ۱
میں لفظ سنہ قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس کا تعلق لفظ نوشت سے ہے
جو مادہ تاریخ سے خارج ہے۔

مہینہ کے عوض لفظ ماہ یا شہر اسی طرح ایّام کے عوض لفظ روز یا یوم
داخل مادّہ ہو سکتا ہے۔

علی ہذا شب یا صبح کے الفاظ کے ساتھ ان کے موزون اور مناسب الفاظ کا

استعمال بھی خوبی مین داخل ہے ۔ مثلاً اوّل شب ۔ یا آخر شب ۔ یا شب قدر شب برات ۔ یا صبح عید وغیرہ

(ب) باعتبار لفظ | باعتبار لفظ تاریخ کے دو قسم ہین ۔ (۱) تاریخ مفرد (۲) تاریخ مرکّب ۔ تاریخ مفرد وہ ہے جو کسی حرف کے عدد جمل سے حاصل ہو ۔ اس قسم کی بعض تاریخین صنائع تاریخ کے استعمال سے حاصل ہوئی ہین جیسا کہ ناسخ نے ایک حکیم کی تاریخ لکھی ہے ۔

کہا جاتا ہے کہ ایک حکیم پر شاہی عتاب ہوا جس کی تنخواہ الٹ تھی بحکم شاہی نصف کر دی گئی ۔ بدقسمتی نے اسی سال پھر اسکو عتاب کا نشانہ بنایا اور تنصیف تنخواہ کا حکم ہوا ۔ اب حکیم جی ۲۰ کے ماہوار دار رہ گئے ۔ پھر اسی سال قسمت کی گردش نے تیسری مرتبہ اس کو زک دلائی اور پھر تنصیف ماہوار کی سزا پائی یعنی ۱۰ ماہوار رہ گئی ۔ ناسخ مورخ نے اس کی تاریخ کہی ۔ (وہو ہذا)

از جائے حکیم ہشت برگیر　　سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

حرف (ح) کے عدد جمل ۸ ہین ۔ اس کی تنصیف کیجیئے تو (۴) ہوئے پھر تنصیف کیجیے تو (۲) اور تنصیف دفعہ سوم مین (۱) رہ گیا ۔ ان چارون ہندسونکو ایک سطر مین لکھیئے تو ۱۲۴۸ سنہ واقعہ کے مساوی ہین ۔

ہم اس صنعت کو صنائع تاریخ مین تفصیل کے ساتھ بیان کرین گے ۔ اس موقع پر تاریخ مفرد کی تعریف میں اس قدر بیان کافی ہے ۔

اسی طرح ممکن ہے کہ اور شکلین بھی تاریخ مفرد کی پیدا ہون ۔ فرض کرو کہ کسی کا نام غالب ہو اور اوس کی وفات سنہ ہجری مین واقع ہو اور سنہ نام کے

حرف کو سال وفات قرار دیا جائے ۔ یا کسی کے نام سے حرف اول و آخر لیکر اسکے
متعلق کسی واقعہ کی تاریخ قرار دی جائے ۔

تاریخ مرکب وہ ہے جو ایک یا کئی الفاظ پر شامل ہو جیسے [illegible]
محسن الملک مغفور کی تاریخ کسی شاعر نے [illegible] کہی ہے ۔ یہ دو لفظوں سے
مرکب ہے جن کے اعداد جمل سال وفات یعنی تیرہ سو [illegible] کے مساوی ہیں ۔
ہم نے ایک لڑکی کی ولادت کی تاریخ [illegible] کہی ہے جسکے اعداد
۱۳۲۴ ہیں اور یہی ولادت کا ہجری سال تھا ۔ اور اسی وجہ سے [illegible]
یہ تاریخ دو الفاظ سے مرکب ہے ۔

(ج) باعتبار کلام | باعتبار کلام تاریخ کے دو قسم ہیں (۱) تاریخ منثور (۲) تاریخ منظوم
تاریخ منثور وہ تاریخ ہے جو ایک یا کئی جملوں یا فقروں کی عبارت سے حاصل ہو ۔ اسکی
مثال اس کتاب کے دیباچہ کی وہ عبارت ہے جس کے ہر ایک فقرہ سے اس کا سنہ
تالیف پیدا ہے ۔

تاریخ منظوم وہ تاریخ ہے جو ایک مصرع یا جزو مصرع یا شعر کی عبارت سے پیدا ہو
جیسے ناصر علی سرہندی نے ایک مسجد کی تاریخ کہی ہے جو سالم مصرع کی تاریخ ہے

(وہو ہذا)

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ	مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بنائے او عقل سے گوید	اینک شدہ مسجد مطلع بیت اللہ

جزو مصرع کی تاریخ نورالدین جہانگیر بادشاہ دہلی کی وفات کی تاریخ ہے
جو لوح مزار پر کندہ ہے (وہو ہذا)

یہ تاریخ وفاتش جست کشفی		خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت ۱۰۳۶

سال شعر سے تاریخ کی مثال ہماری تاریخ ذیل ہے ۔ جو بتقریب عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکریٹری و معتمد حضور پر نور سرکار نظام دکن ادام اللہ اقبالہم ۔ ہم نے لکھی ہے ۔

وقع النکاح بکاستہ		تاریخہا الاولیٰ	فالقد تزوج ابنت ۱۰۸۳	۱۳۲۵ھ	احمد حسین علیہ ۲۴۲

اسی طرح نواب وقار الملک بہادر آنریری سکریٹری علی گڈھ کالج کے خطاب نوابی کی تاریخ بھی سال شعر میں ہم نے لکھی ہے ۔

خطاب تاریخ مختصر	۱۳۲۶	مولانا با لنوّاب

(نوٹ) اس تمثیل کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کتاب کیا

(۲) مادہ تاریخ — باعتبار مادہ بھی تاریخ کے دو قسم ہیں (۱) مستقل ۔ (۲) غیر مستقل ۔ مستقل مادہ وہ ہے جو خود کامل ہو ۔ عام ازینکہ مفرد ہو یا مرکب ۔ منثور ہو یا منظوم ۔ اس کی مثالیں وہی ہیں جو الف اور ب پر گزریں ۔ غیر مستقل مادہ وہ ہے جو تعمیہ یا تخرجہ کا محتاج ہو ۔ اس کی مثالیں پیش کرنے سے پہلے تعمیہ اور تخرجہ کی حقیقت بیان کرتے ہیں ۔

تعمیہ و تخرجہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ جمل کا اصطلاحی لفظ تعمیہ ہے بمعنی نابینا کردن و پنہان کردن و پوشیدن چیزے و بمعنی ساختن چیزے کہ غریب نماید اور نیز انکا قول ہے کہ اصطلاح اہل بدیع میں معمّی کہنے کو تعمیہ کہتے ہیں اور اصطلاح اہل جمل میں تعمیہ وہ ہے جس کے ذریعہ سے تاریخ کے اعداد کو درست اور برابر کریں خواہ زیادتی کے ذریعہ سے

یا کمی کو ذریعہ سے یقول آسیکے تعمیہ کی ۳ قسم ہیں (۱) اگر مادۂ تاریخ میں کمی ہو تو اسکی
بھرتی کریں جس کا نام تدخلہ ہے (۲) یہ کہ اگر مادۂ تاریخ میں اعداد کی زیادتی ہو تو اسکو
کم کریں جس کا نام تخرجہ ہے (۳) یہ کہ مادہ کی تکمیل عمل تخرجہ و تدخلہ دونوں سے
کریں (الخ) ۔ بعض اہل جمل نے کہا ہے کہ تعمیہ کی قسم اول کا نام تعمیۂ داخلی
اور قسم دوم کو تعمیۂ خارجی کہتے ہیں ۔ اور یہ صرف لفظی اختلاف ہے تعمیۂ داخلی
کہیں یا تدخلہ ۔ تعمیۂ خارجی کہیں یا تخرجہ بہرحال دونوں اقسام ہیں تعمیہ کے ۔

بعض کا قول ہے کہ اہل جمل نے تدخلہ کا خاص نام تعبیہ رکھا ہے تعبیہ کے
لغوی معنی آراستہ کرنے اور ڈھانپنے اور عجیب چیز کے بنانے کے ہیں ۔ اگرچہ تعبیہ
اور تعمیہ کے معنی قریب قریب ایک ہیں ۔ لیکن اہل جمل نے کسی مادۂ تاریخ کی کمی
کو مٹانے اور اس کے عیب یا نقص کو ڈھانپنے کا نام تعبیہ ۔ کہا ہے اس کا
عکس تخرجہ ہے جس کی تعریف اوپر بیان ہو چکی ہے ۔

بہرحال ہماری رائے میں تعمیہ اور تعبیہ ایک ہیں ۔ تعمیہ کو تعبیہ کا مرادف
قرار دیکر اس کے ذیلی اقسام کا نام تدخلہ یا تخرجہ رکھیں یا تعبیہ اور تخرجہ کو
بنفسہ دو مستقل اصطلاح قرار دیں دونوں کا نتیجہ معنًی ایک ہے صرف لفظی فرق
ہے ۔ اگرچہ ان الفاظ کی حقیقت کا پتہ کسی قدیم تصنیف سے نہیں ملتا لیکن یہ عمل
قدیم الایام سے عربی اور فارسی اور اردو شاعری میں بضمن تاریخ جاری ہے ۔

ہم پہلے تدخلہ کا عمل ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں کہ کن طریقوں سے جاری ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم کا قول ہے کہ تدخلہ اور تخرجہ میں الفاظ ۔ سر ۔ فرح ۔ رخ
لب ۔ نخ ۔ اوّل ۔ ابتدا ۔ بالا ۔ زبر ۔ کے اشارہ سے اسوقت کام لیا جاتا ہے

جب کہ پہلے حرف کو شریک مادّہ کرنا یا خارج کرنا مقصود ہو۔ اگر الفاظ سہ حرفی سے درمیانی حرف کا تعمیہ کرنا چاہو تو۔ میان۔ جگر۔ قلب۔ روح۔ جان۔ سینہ کمر۔ ناف۔ سے۔ اشارہ کر سکتے ہین۔ اور حرف آخر کا تعمیہ مطلوب ہو تو پا۔ دامن۔ انتہا۔ زیرین۔ آخر۔ غایت۔ نہایت۔ کے اشارہ سے کام لے سکتے ہین۔ اور اسی قیاس پر کلمہ پنج حرفی مین حرف دوم کو۔ دوش گلو۔ کتف۔ سے تعبیر کر سکتے ہین اور حرف چہارم کو۔ ران۔ زانو۔ ساق

ہم کہتے ہین کہ صرف تعمیہ حرفی مین آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اور تعمیہ لفظی سے یہ متعلق نہین ہے۔ تعمیہ حرفی و لفظی کا فرق ناظرین کو اون مثالون سے خود بخود معلوم ہو جاوے گا جو اسی بیان مین آگے آوین گی۔

لیکن تعمیہ حرفی مین بھی ان اشارون کا انحصار لازمی نہین ہے اس لیے کہ اور اشارون سے بھی استادون نے کام لیا ہے جو لطیف ثابت ہوئے ہین جیسے چشم بد دور کا تعمیہ خارجی تمثیل نمبر ۱۲ مین ہے جو ذیل مین آنے والی ہے بہرحال لطافت شرط ہے ورنہ تعمیہ بے لطافت ہیچ ہے۔ اور باوجود لطافت تعمیہ کو غیر تعمیہ پر ترجیح نہین الّا بحالت خاص جیسے کہ تمثیل ۱ و ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰۔ وغیرہ۔

اشارہ تہ کا تدخلہ ایسا ہونا چاہیے جیسے سرارادت۔ اور اشارہ رخ اس طرح پر ہو جیسے رخ انور سے عیان ہے تاریخ۔

اشارہ لب۔ جیسے لب عالم سے یہ دعا نکلی۔ اس ترکیب مین ایک عمل تو یہ ہو سکتا ہے کہ لب عالم سے (ع) کا تدخلہ ہو۔ اور دوسرا عمل

اس سے زیادہ لطیف یہ ہے کہ لب عالم کے سالم اعداد سے دعا کے اعداد خارج کرکے باقی ماندہ عدد مادۂ تاریخ کی تکمیل میں محسوب کریں۔ لب کے عوض زبان یا نوک زبان کا اشارہ بھی مستحسن ہے۔

اشارہ تاج ایسا لطیف ہو جیسا کہ تاریخ تمثیل (۱) میں یعنی اگر اسی تاریخ میں تاج پر نور سے پ کے عدد فرض کر لیں تو ایسا تدخلہ لطیف ہوگا۔ اگرچہ مورخ نے اس تاریخ میں تاج پر نور کے سالم اعداد کو لیا ہے مگر ہم نے اشاروں کی صراحت مزید بغرض تفہیم کی ہے ورنہ روشن خیال مورخین کے لئے اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

لائق مصنف کی آخری رائے سے ہم متفق نہیں ہیں یعنی الفاظ ہیچ حرف میں حرف اول و چہارم کے لئے جو اشارے بیان ہوئے ہیں ان کی مثال ہماری نظر سے نہیں گزری ورنہ فن معما میں حرف دوم کو دوش۔ گلو۔ کتف۔ کہا گیا ہے اور حرف چہارم سے۔ ران۔ زانو۔ ساق۔ مراد لی گئی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ ایسا تعمیہ دلچسپ بھی نہ ہوگا۔

تاریخ گوئی میں عمل تدخلہ مستحسن نہیں ہے اور مجبوری کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض استادان فن نے اس کو نہایت لطافت کے ساتھ استعمال کیا ہے تاہم تاریخ مستقل کو اس پر ترجیح ہے۔ اس لئے کہ مادۂ تخرجہ مستقل غیر کا محتاج ہوتا ہے۔ ہم ذیل میں ایک لطیف تعمیہ کی مثال پیش کرتے ہیں جس کو خود ہم نے ملک معظم قیصر ہند کے جشن تاجپوشی میں لکھا ہے۔ اور یہ ایک مکمل قصیدہ کا انتخاب ہے۔

(نمبر ۱)

جب تلک نخل میں موپھول کی خلقت قائم
نخل اقبال شہنشہ رہے سرسبز مدام

صنعت تعمیہ جب تک فن تاریخ میں ہے
تاج پرنور کو ہو فرق شہنشہ پہ قیام
۸۶۲ + ۱۰۴۰

(فرق شہنشہ) کے اعداد ۱۰۴۰ پر (تاج پرنور) کے اعداد ۸۶۲ بڑھانے سے تاجپوشی کا سنہ حاصل ہوتا ہے جو ۱۹۰۲ عیسوی ہے۔

اسی طرح ایک موت کی تاریخ میں ہمنے تعمیہ داخل کیا ہے۔ اور مرثیۂ تاریخی کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

(نمبر ۲)

تاریخ او بعمیہ گویم سروش غیب
خیر النسا حضور شہ انبیا رسید
۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

روح الامین بگفت کہ بشنو ز من خوش
خیر النسا بدرگہ جل و علا رسید
۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

(نوٹ) خیر النسا۔ نواب غلام غوث خان بہادر والی کرناٹک کی بی بی تہیں جن کی وفات ۱۳۲۱ ہجری میں واقع ہوئی تہی۔ جس کی یہ تاریخ ہے۔

بعض مورخین نے مصرع سالم مین تاریخ لکہی ہے اور صرف ایک حرف یا لفظ سے تعمیہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہون تواریخ ذیل۔

(نمبر ۳ تاریخ کتاب اشارات بینش)

خوش آمد بے خوشامد چون اشارات
فدائے براد ایش صد دل و جان

خرد با چشم بینش گفت سالش
پسند خاطر معنی پسندان
۱۲۶۳ + ۲ = ۱۲۶۵

اس تاریخ میں مورخ نے چشم بینش یعنی ب کے دو عدد سے تدخلہ

کیا ہے جس کو تاریخی مصرع کے ۱۲۶۳ کے ساتہ ملانیسے ۱۲۶۵ عدد حاصل ہوتے ہین اور یہی سنہ تالیف کتاب ہے۔

کسی شاعرنے تاریخ کہی ہے

(نمبر ۴)

بصدق دل نوشتم مصرع سال ۲۲۸		مبارک باد این جشن عروسی ۱۰۳۰ + ۲۲۸ = ۱۲۵۸ھ

الفاظ صدق دل کے ۲۲۸ عدد مصرع تاریخ مین شریک کرنے سے سنہ مطلوب ۱۲۵۸ حاصل ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل تاریخ عربی کا ذکر آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین بضمن ترجمہ مولانا احمد الٰہ تھانیسری فرمایا ہے جس مین ایک نئی قسم کا تدخلہ ہے۔

(نمبر ۵)

صار فکری مستعینا واحداً		واقتضی تاریخہ فتح قریب

یہ مادہ تاریخ امیر تیمور کی فتح الہند کا ہے جو ۸۰۱ھ ہجری مین واقع ہوئی شاعرنے فتح قریب مین ۸۰۰ عدد پائے اور ایک کی کمی کو واحد سے پورا کیا۔ اور یہان لفظ واحد سے شاعر کا مقصد صرف ایک عدد ہے اور اس قسم کا تدخلہ حسن مین داخل ہے بادی النظر مین ایسا تدخلہ لفظ واحد کے کامل عدد سے سمجہا جاوے گا۔ جب کہ مورخ نے صرف معنی سے تدخلہ کیا ہے تو اس کا اشارہ مصرع اول مین ضرور تہا۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تدخلہ ایک نئے ڈہنگ پر ہوا ہے۔

(نمبر ۶)

ستینش از لبِ افضل شنیدم	عطائے باغ از محبوب سبحان
	۱۲۸۰+۱=۱۲۸۱

لب افضل سے الف مراد ہے۔ مؤرخ نے ایک کی کمی کو بذریعہ تدخلہ پورا کیا ہے
تاریخ ذیل میں تدخلہ کی ایک جدا شان ہے

(نمبر ۷)

با جانِ ادیب سروش سالِ تاریخ	گفتا شبِ گشت بندگانِ عالی
	۱۲۶۰+۴=۱۲۶۴

یہ نواب کرناٹک کی تقریب شب گشت کی تاریخ ہے جو افضل الشعرا شیریں سخن خان راقم مغفور نے لکھی تھی۔ جانِ ادب یعنی (د) کے عدد سے مادّہ کی بھرائی ہوئی ہے۔

ہم نے تدخلہ کی متعدد مثالیں محض اس غرض سے پیش کیں کہ ہر ایک میں تدخلہ کا رنگ جدا ہے۔ شائقین فن ان کے ملاحظہ سے واقف ہو جاویں گے۔ تدخلہ کس کس ڈھنگ سے کیا جاتا ہے۔

اب ہم ذیل میں تخرجہ کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ استادانِ فن کا قول ہے کہ تقاریب تہنیت کی تواریخ میں تخرجہ سے ہرگز کام نہ لینا چاہئے۔ اس لئے کہ تخرجہ غیر محمود ناگوار ہے۔ خوشی کے مواقع پر غیر محمود طریقہ کا استعمال نامناسب ہے۔ کسی استاد نے تاریخ ذیل میں کیا اچھا تخرجہ کیا ہے۔

(نمبر ۸)

ارّخ آگاہ من التخرجہ	قد خرج الرّوح عن المرتضیٰ
	۱۲۳۶ھ

یہ تاریخ ایک بزرگ کی رحلت کی لکھی گئی ہے جن کا نام (مرتضیٰ) تھا۔ مرتضیٰ کے عدد ۱۴۵۰ ہیں۔ اور رحلت ۱۲۳۶ھ میں واقع ہوئی تھی لہذا مؤرخ نے روح کے عدد ۲۱۴ سے تخرجہ کیا اور بے شک ایسا تخرجہ لطیف ہے۔

اسی طریقہ پر ہم نے فارسی میں ایک تاریخ لکھی ہے

(نمبر ۹)

گفتہ تاریخ او روان شد	جان از بدن غلام حیدر

بدن غلام حیدر کے اعداد جمل ۱۳۴۹ ہیں اور ان کی موت ۱۲۹۵ھ ہجری میں واقع ہوئی تھی لہذا ہم نے لفظ جان کے ۵۴ عدد کا تخرجہ کیا

تاریخ مندرجہ ذیل میں تخرجہ کی ایک دوسری شکل ہے

(نمبر ۱۰)

گفت گریہ خلائق بنالہ و فغان	ملائک آہ زدند وفات احمد خان

یہ تاریخ احمد خاں ملک کی وفات کی ہے جو [illegible] ہجری میں واقع ہوئی وفات احمد خان کے عدد ۱۱۹۱ تھے۔ لائق مورخ نے لفظ آہ کے ۶ عدد کا تخرجہ خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے۔

اسی طرح تذکرہ مرآۃ الخیال مؤلفہ شیر خان لودی کی تاریخ کسی نے تخرجہ کے ساتھ لکھی ہے۔

(نمبر ۱۱)

این چمن زار کہ مرآۃ الخیالش گفتہ اند	دارد از حسن معانی یک جہان رنگ کمال
صورت تاریخ انجامش توان بے پردہ دید	گر تامل پردہ بردارد ز مرآۃ الخیال ۱۱۲ ۱۲۱۲

مرآۃ الخیال کے اعداد ۱۳۱۳ ہین جن مین سے لطافت پسند مورخ نے پردہ کے ۲۱۱ عدد کا تخرجہ کیا ہے جس کے بعد ۱۱۰۲ عدد بچ رہتے ہین جو مساوی ہین سنہ تالیف کتاب کے ۔

حضرت راقم مغفور استاد مؤلف نے ایک حوض کی تاریخ لکھی ہے جس مین تخرجہ کی نئی صورت ہے ۔ (رہو بذا)

(نمبر ۱۲)

جو تیار گردید در خانہ باغ	پئی نجم دین خوشنما حوض آب
سالش چشم بد دور راقم بگفت	زہے چشمہ چون چشمہ آفتاب

مصرع تاریخی کے اعداد ۱۲۶۱ تھے جن مین سے مورخ نے چشم بد یعنی ب کے دو عدد کا تخرجہ کیا ہے جس سے ۱۲۵۹ عدد باقی رہجاتے ہین جو سنہ تعمیر کے مساوی ہیں ۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تخرجہ کی ایک نئی شکل ہے ۔ یہ بھی حضرت راقم کی تاریخ ہے ۔

(نمبر ۱۳)

زین شہر فنا امیر ممتاز	چون راہی جادۂ فنا شد
بے پائے شکیب سال از دل	ممتاز بہشتیان ندا شد

ممتاز بہشتیان کے عدد ۱۲۵۶ ہین اور موت ۱۲۵۴ ہجری مین واقع ہوئی تھی لہذا شاعر نے پائے شکیب یعنی ب کے دو عدد سے تخرجہ کیا ۔

صاحب ہفت قلزم نے ایک تاریخ کا ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت مبارک پر کسی عجمی نے لکھی ہے ۔ اس کا تخرجہ بھی پسندیدہ

ہے۔ وہو ہذا

(نمبر ۱۴)

سال نقلش چو دو نعمت گفت		از محمد زمانہ خالی شد

زمانہ کے عدد ۱۰۳ ہیں اور محمد کے عدد ۹۲۔ پس ۱۰۳ سے ۹۲ کا تخرجہ کرنیسے ۱۱ باقی رہ جاتے ہیں اور یہی سال ہجری ہے رحلت مبارک کا۔

شائقین فن جمل کو انکی بصیرت بڑھانے کے لئے تخرجہ کی اسقدر مثالیں بہت کافی ہیں جو کہ ہم نے پیش کیں۔ اور وہ تخرجہ اور تدخلہ محض یہ ہے جو شعر چڑھانے کا حکم رکھتا ہے جیسے سر آہ یا سر درد سے کیا جاوے یا یہ عمل خارج کیا جا تخرجہ ہو یا تعمیہ ایسی لطافت کے ساتھ ہوتا ہے جس سے ہمیشہ دو معنی پیدا ہوں۔ ایک عام معنی بلا لحاظ تخرجہ یا تدخلہ اور دوسرے خاص معنی بلحاظ تدخلہ یا تخرجہ۔ اسکی مثال مثل مذکور بعد کی بعض تاریخیں ہیں۔

اب ہم ذیل میں تیسری قسم کی بھی چند مثالیں پیش کرتے ہیں جن میں تدخلہ اور تخرجہ دونوں کا عمل ہوتا ہے تاریخ ذیل کے مصنف نعمت خان عالی ہیں

(نمبر ۱۵)

رحلت آن ظل حق و جان حق		معنی مستمع شاہ عالمگیر
سال تاریخش از خرد جستند		این چنین گفت عقل خوش تقریر
بو الحسن راست جا بجای جمل		بدرش کرد ران میان تقدیر
چون برون رفت او بجاش نشست		شاہ اورنگ زیب عالمگیر

جای جمل کے عدد ۲۸۲ ہیں جن میں سے بوالحسن کے عدد ۱۵۷ کا تخرجہ کرنا چاہیے۔ اور باقی ماندہ ۱۲۵ عدد کو مصرع تاریخ کے ۹۷۳ عدد میں داخل

کرنا چاہیے مجموعہ ۱۰۹۸ ہوگا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

والہ داغستانی نے اپنی تالیف تذکرۃ الشعرا کی تاریخ اسی طریقہ پر لکھی ہے جو کہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری میں لکھا گیا وہو ہذا

(نمبر ۱۶)

این تذکرہ چون طرب فزای دل شد	تاریخش از دل خرد سائل شد
گفتا ز ریاض الشعرا رفت خزان	در وی چو بہار سبزہ داخل شد

ریاض الشعرا کے اعداد ۱۶۱۳ سے خزان کے اعداد ۶۵۸ کا تخرجہ کیا جائے تو ۹۵۵ بچ رہتے ہیں پھر اعداد لفظ بہار ۲۰۸ میں سے بلحاظ الفاظ سبزہ (ب) کے ۲ عدد کم کرکے باقیماندہ ۲۰۶ کو ۹۵۵ میں داخل کریں تو ۱۱۶۱ عدد حاصل ہونگے ہم کہتے ہیں کہ یہ عمل لطیف ہے۔ محاورہ دانان زبان فارسی اس تاریخ کی داد دینگے اسی قسم کی ایک تاریخ موت جنسے ہی لکھی ہے جس کو ذیل میں عرض کرتے ہیں

(نمبر ۱۷)

بندہ سال رحلت خیر النسا بیگم نوشت	شد بگلزار جنان روزیکہ دنیا را گذاشت

خیر النسا بیگم کے عدد ۱۰۲۴ ہیں جنکو گلزار جنان کے ۳۶۲ میں بقاعدۂ مدخلہ شامل کرنے سے مجموعا ۱۳۸۶ ہوتے ہیں جس میں سے دنیا کے عدد ۶۵ کو خارج کرنے سے ۱۳۲۱ باقی رہتے ہیں اور یہی سنہ وفات ہے۔

اسی قسم کی ایک تاریخ بتقریب مسند نشینی والی سلطنت آصفیہ دام اقبالہ مولوی عبد القادر ناظم طاہر تخلص نے لکھی ہے جو ذیل میں عرض کی جاتی ہے۔

(نمبر ۱۸)

کہ (ع ا مسرّت سے کہی تاریخ میں نے ؛ تو اس کو ہم اسپر مجبور نہیں کر سکتے
کہ لفظ مسرّت کے سالم عدد کو مادّہ تاریخ میں خواہ نخواہ داخل کریں لیکن اگر فی
نفسہ مادّہ تاریخ میں اس قدر عدد کم ہیں اور مورخ نے لفظ مسرّت سے تدخلہ
کیا ہے تو کہا جاوے گا کہ تدخلہ لطیف ہے تاریخ متذکرہ بالا کی بالکل یہی شکل
ہے اور حضرت تسلیم کا اعتراض درحقیقت مبسوط و سرسری سے کم نہیں ہے اس لئے
کہ مورخ نے مصرع اول میں کوئی اشارہ تخرجہ کا نہیں کیا ہے جس کے لحاظ سے مادّہ
کے مصرع میں خواہ نخواہ اس کی کہاں کالنے کی ضرورت ہو۔ فافہم۔

۵ باعتبار تصنیف باعتبار تصنیف بھی تاریخ کی دو قسم ہیں (۱) تاریخ مصنفہ
مورخ۔ (۲) وہ تاریخ جو مورخ کی مصنفہ نہ ہو۔ اور تاریخ کا سہرہ مورخ کے سر قائم
کرے۔ ہم کو پہلی قسم کی تعریف بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف دوسری
قسم کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

یہ۔ وہ تاریخ ہے جو کسی اوستاد کے مشہور مصرع یا ضرب المثل یا حدیث شریف یا
آیہ کلام اللہ پاک سے حاصل ہو۔ اگرچہ اس قسم کی تاریخ میں مورخ کو کلام پر
ملکیت کا حق حاصل نہیں ہے۔ لیکن اہل جمل نے اس قسم کی تاریخوں کو نہایت
وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور عموماً عمل یہ رہا ہے کہ جس مصرع کی شہرت عام
نہ ہو اس کے مصنف کے نام سے یا اس کے متعلق ذکر کر دینا چاہیئے کہ فلاں استاد
کے کلام سے ہم نے تاریخ پیدا کی ہے۔ ضرب المثل یا حدیث پاک یا آیہ قرآنی کی
نسبت اس صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔ استادان فن کا قول ہے کہ ایسے
مادّوں میں خفیف سا لفظی تصرف اصل کلام کے مقابلہ میں باغراض تکمیل عدد

جائز ہے بشرطیکہ اس تعمیہ کے بعد بھی سامع کا خیال سنتے ہی اصل کلام کی جانب رجوع ہو جائے۔

اب ہم ذیل میں ایسی چند تاریخیں بطور تمثیل ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

آزاد بلگرامی نے تذکرہ ید بیضا میں لکھا ہے کہ نور جہاں بیگم نے دم واپسین میں اپنی موت کی تاریخ ایک مشہور مثل سے پیدا کی۔ وھو ہذا۔

نہم عاجزہ در تہ خاک شد	فلک گفت حسن کم جہان پاک شد

ہم نے ایک خاص واقعہ پر اس کی تاریخ سے باد صبا این ہمہ آوردہ تست۔ (۱۲۹۸) سے لکھی تھی۔

کسی بزرگ نے تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ حسب ذیل لکھی ہے۔

گشت تاریخ مصرع استاد	ای بسا آرزو کہ خاک شدہ (۱۲۴۳)

کسی استاد نے (آیۂ کریمہ) ادرکک مع الذین انعم اللہ سے ۱۲۹۵ھ پیدا کر کے تاریخ لکھی ہے۔

اور ایک بزرگ کے وفات شریف پر ہم نے اُن کی رحلت کی تاریخ (آیۂ کریمہ) جنات عدن یدخلونہا (۱۲۸۴) میں کندہ دیکھی ہے۔

اسی طرح ایک مسجد کی تاریخ (آیۂ کریمہ) یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا (۱۲۹۶) ہجری ہمارے مشاہدہ سے گزری ہے۔

علیٰ ہذا حیدرآباد کی مسجد افضل گنج کی تاریخ ۱۲۶۱ھ ہجری (آیۂ کریمہ) وأمر اہلک بالصلوٰۃ واصطبر علیہا میں ہے۔

میر عبد الرشید مولوی صاحب دہنگ رشیدی نے جلوس اورنگ زیب کی تاریخ جو ۱۰۶۸ ہجری میں واقع ہوا ایک آیت قرآن سے حاصل کی ہے۔ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم ۔

ایک بزرگ کی تاریخ موت (۱۱۹۵) حدیث نبوی عاش حمیداً مات شہیداً سے پیدا کی گئی ہے ۔ جیسا کہ صاحب مخزن تسلیم نے ذکر کیا ہے ۔

(۹) باعتبار بیان ۔ باعتبار طرز بیان تاریخ کی ۳ قسم ہین (۱) بیان واقعی (۲) بیان بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ (۳) دعائیہ ۔ قسم اول وہ تاریخ ہے جس مین کسی تقریب یا واقعہ کا بیان بغیر کسی مبالغہ یا ہیر پھیر کے صاف الفاظ مین کیا جاے جیسے مندرجہ ذیل تاریخین ہین جنکو ہم نے لکھا ہے ۔ یہ تاریخ ایک مرثیہ کا انتخاب ہے

وہ محسن وہ مہدی علیخان بہادر	ہوئے آج افسوس دنیا سے رخصت
کہی اس کی تاریخ فکر والا نے	قیامت ہوئی ہے مہدی کی رحلت ۱۳۲۶

یہ تاریخ فارسی بھی ایک تاریخی مرثیہ کا اقتباس ہے ۔ ولہ

ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار	فائز دارالبقا گردید سرسالار جنگ

تاریخ ذیل ایک ہمارے دوست کی تقریب شادی پر لکھی گئی ہے ۔

نو میان آج چڑھی بیل منڈھے	آرزو پوری ہوئی یکجو حسین
عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے	کتخدا ہوگئے الطاف حسین ۱۳۱۵ھ

تاریخ ذیل ایک تعمیر سے متعلق ہے ۔ ولہ

ہمایون راجہ بھگوان سنگھ ذی مراتب نے	بنا کی اک عمارت دل کشا دربار نابہا مین
دلا نے عرض کی تاریخ ہمت بر محل اسکی	بنا الکن محل پر فضا سرکار نابہا مین ۱۹۵۵

تاریخ ذیل خود ہمارے فرزند کی ولادت کی تاریخ ہے۔

خداوندا بشکر نعمت نوان سخن گفتن	بکام خود رسید از لطف عامت آرزومندے
بکوشش اعتراف مرحمت گوید درآسائش	خدائے بے نیازم داد طال العمرہ فرزندے

ہم نے ایک قسم کی متعدد مثالیں صرف نوعیت مختلفہ کی وجہ سے پیش کی ہیں تاکہ طالبان فن جمل کو بیان واقعی کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آ لے۔

دوسری قسم بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ ہے اگرچہ اس قسم کی بعض تاریخوں میں کنایہ یا استعارہ کی وجہ سے لطف سخن دوبالا ہو جاتا ہے لیکن اس کا درجہ بیان واقعی سے کبھی بڑھ نہیں سکتا۔ ہم اس کی کامل صراحت محاسن تاریخ کے بیان میں کریں گے انشاء اللہ۔

تواریخ ذیل اس قسم کی مثالیں ہیں۔

سال ولادتش زعطارد شنیدہ ام	والا گوئی کہ آفتاب مثا برآمدہ
کلفت زدہ خاطرم سنش گفت	زنگا شب تب شب شام شمع مردہ
تاریخ بعث نون مغز گفتہ (شمس الدین) خورشید نون یافتہ با ماہ تمام	

ہم اس تاریخی معمّہ کو بیان صنائع تاریخ میں حل کریں گے انشاء اللہ۔

قسم سوم ادعائیہ تاریخ اسے وہ تاریخ مراد ہے جس میں واقعہ تاریخی کا اشارہ صرف دعا میں ہو۔ جس کی مثال مادہ ہائے ذیل سے واضح ہے۔

کیا خوب لکھی میں نے رسا عقد کی تاریخ	زہرہ کا قران مہر فلک سے ہو مبارک
خجستہ سال ولادت رقم زند قدسی	طلوع نیر برج شرف ہمایوں باد
والا سال وفات او رقم زد	خدایا عاقبت محمود بادا ۱۲۹۵

(۳) محاسن تاریخ کا بیان

محققین فن جمل نے تاریخ کے محاسن کا ذکر کیا ہے اور شائقین فن جمل کو نصیحت کی ہے کہ اون کی توجہ اسپر مائل رہے کہ جس قدر ہوسکے محاسن تاریخ کا لحاظ رکھین ہم ذیل مین محاسن تاریخ کی تفصیل کرتے ہین۔ ہماری اس کتاب کا یہ بیان در حقیقت ایک معیار ہے جس سے مورخ کے نتیجہ فکر کی خوبی اور منزلت دریافت ہوسکتی ہے یعنی ایک تاریخ جو ہمارے روبرو رکھی ہے اوس کی نسبت ہم اس بیان کی مدد سے یہ بات معلوم کرسکتے ہین کہ وہ کس پایہ کی تاریخ ہے کتنے محاسن اسمین جمع ہین۔

محاسن تاریخ کے قرار داد کا سہرہ درحقیقت متاخرین ہند کے سر ہے۔ تصانیف و رسائل مین بہت کم اس کا ذکر ہوا ہے۔ ہمارے مرحوم استادون کا صدقہ ہے کہ ہم اون سے واقف ہوکر آج اس کتاب مین اس کا ایک مستقل بیان قائم کرسکے۔ ممکن ہے کہ بعض محاسن منفردانہ ہین بزرگون کی ایجاد ہو جیسا کہ بعض محاسن کو متاخرین محققین نے قائم کیا ہے۔

شائقین فن جمل اس کو بے بنیاد سمجھکر بے توجہی نہ فرمادین اور من قال سے بحث نہ کرین بلکہ اپنی نازک خیالی کو ما قال پر محول کرین (ع) متاع نیک ہر دکان کہ باشد ٭ جب فہم سلیم ہر امر کے ماننے کے قبل اوس کے ہر ایک پہلو پر نظر ڈالنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے لئے موجود ہے تو پھر محاسن سے قطع نظر کرنا گویا سہل انگاری کا عادی بنتا ہے۔

(**الف**) میرے استاد مولوی غلام حسین مغفور بلگرامی المتخلص بہ قدر فرماتے تھے کہ

مادّہ تاریخ منثور پر منظوم کو ترجیح ہے۔ اگر کسی مخصوص عبارت یا آیۂ قرآنی یا حدیث نبوی یا کسی مشہور مثل سے مادّہ حاصل ہو تو حتی الوسع کوشش کرنا چاہیے کہ اسکو کسی نہ کسی بحر مطبوع کے قالب مین داخل کرین اور تبدیل ترکیب وغیرہ کے ساتھ اس خاص مقصد مین کامیابی حاصل کی جائے اور بدرجۂ لاچاری غیر مطبوع بحر بھی۔ نثر پر فضیلت رکھتی ہے لیکن تبدیل ترکیب مین اس بات کا لحاظ رہے کہ محاورہ اور زبان کے لطف مین فرق آنے نہ پائے۔

اس خاص مقصد کے لحاظ سے مورخ کو فن عروض مین بھی کچھ نہ کچھ مہارت پیدا کرنا چاہیئے اور ہماری راے مین اس خاص ضرورت کے لیے زبان اردو مین اُستادِ موصوف کی تالیف قواعد العروض بہت مفید اور جامع کتاب ہے جس کی سلاست بیان نہایت سریع الفہم ہے۔ یا اُستادی مولانا مولوی محمد حسین خان شیرین سخن۔ راقم۔ کی تالیف میزان الاشعار۔ سے کام لینا چاہیئے یہ کتاب آخرالذکر اگرچہ زبان فارسی مین لکھی گئی ہے لیکن سلیس عبارت مین مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے۔

(ب) میرے اُستادِ شفیق افضل الشعرا شیرین سخن خان مولانا مولوی محمد حسین مغفور راقم تخلص میر مجلس مجلس مشاعرہ نواب کرناٹک کی تاکید تھی کہ مادّہ تاریخ منظوم حتی الوسع مصرع سالم مین کہا جائے جس قدر اُستادان فن سے ہمکو ملاقات کا اتفاق ہوا ہم نے اون سب کو اس کلیہ سے اتفاق کرتے ہوے پایا۔ غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ مادّہ جو مصرع سالم مین ہو اون الفاظ خارج از مادّہ سے معرّا رہتا ہے جو تکمیل مصرع کے لئے ناگزیر لانے پڑتے ہین۔ نہ اگر کوئی شخص

صرف مادہ کو لوح مزار پر کندہ کرانا چاہے تو ایسا مصرع جو تمامتر مادۂ تاریخ کا حامل ہو کسی دوسرے مصرع کا محتاج نہیں ہوتا۔ جو مادّہ مصرع سالم میں نہیں ہوتا اوسکا شمار منظوم مادّون مین نہیں ہوتا جو محاسن تاریخ کی پہلی قسم ہے۔

(ج) ہمارے استاد افضل العلما مولانا مولوی سید علی مغفور لکھنوی کامل تخلّص کا ارشاد ہر وقت اونکی مبارک تصویر کو ہماری آنکھوں کے روبرو رکھتا ہے کہ محاسن تاریخ مین زیادہ خیال رکھا جاوے کہ مادّۂ تاریخ سے واقعہ زیر تاریخ اور اوس شخص کا نام ظاہر ہو جس کے متعلق تاریخ لکھی گئی ہے اور بیان واقعہ اس خوبی کے ساتھ ہو کہ مادّۂ تاریخ کسی صراحت مزید کا محتاج نہ ہو۔ اس کی مثال خود ہمارا مصرع ہے۔ (ع) فائز دار البقا گردید میر سالار جنگ (۱۳۰۰ ہجری)

آپ ہی کا قول ہے کہ مجبوری کی حالت مین جزو نام ہی کافی ہے جیسی خود ہماری تاریخ ہے (ع) جہان گزاشت بیچارہ جہانگیر (۱۲۹۵ھ) بعض مواقع مین خصوصیات کے لحاظ سے جزو نام سالم نام پر فضیلت رکھتا ہے جیسے ہماری تاریخ (ع) قیامت ہوئی ہے مہدی کی رحلت (۱۳۲۵) اگر اس موقع پر سالم نام یعنی (مہدی علی) شریک مادّہ ہوتا تو معنوی لطافت کم ہو جاتی۔

ہمارے استاد مغفور کا قول تھا کہ اسی کا نام اصطلاح جمل مین بیان واقعی ہی اور بیان واقعی کو کل اقسام تاریخ پر ترجیح ہے اس لئے کہ بیان واقعی کا مادّۂ تاریخ جس مین واقعہ کی صراحت یا اظہار نام صاحب واقعہ ہوتی ہے۔ اُسی واقعہ کی مخصوص تاریخ ہوتی ہے برخلاف اون تاریخون کے جن مین یہ پابندی نہ ہو۔ جن کو اُس کے مماثل اور واقعات سے بھی متعلق کر سکتے ہین۔

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بیان واقعی بھی ہے اور ایک حد تک ان کا کہنا صحیح ہے
لیکن صاحب واقعہ کی شرافت کے لحاظ سے اہل جمل نے اس کو بھی بیان واقعی ہی
قرار دیا ہے ۔

قدر بلگرامی کی رائے ہے کہ بیان واقعی میں الفاظ زائد سے بالکل پرہیز
کرنا چاہیے لیکن مولوی سید علی کامل اس کے مخالف تھے آپ فرماتے تھے کہ میں
صرف بھرتی کے الفاظ کا مخالف ہوں صفات میں مناسب اور موزوں الفاظ
کا بڑھانا خصوصاً مدح و ذم کی تاریخوں میں کبھی قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ بغیر
ان الفاظ کے وہ تاریخ پھیکی کہلائے گی حضرت ممدوح نے ہمارے اس مادہ کو
جلد نے دیا ہے با اعزاز نواب یار جنگ بہت پسند فرمایا اور تحریر فرمایا ہم کو
تعجب ہے کہ اس دوسرے مادہ تاریخ اسے دیا ہے گنج خورشید جاہ کے
مقابلہ میں پہلا مادہ بہتر ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ دوسرے مادہ کی حول میں جھول
کلام میں ہے لیکن اگر چند الفاظ عام معنی ہوتے تو زیادہ پر لطف ہوتا

حضرت کامل کا قول ہے کہ اگر صاحب واقعہ یا تقریب کا نام یا جزو نام
مدنظر ہو اور سنہ ہجری کی ایسی تاریخ نہ کہی جا سکتی ہو جس میں نام یا جزو
نام کا لانا ممکن ہو تو ایسی صورت میں ترک نام یا جزو نام سے مناسب یہ ہے
کہ سنہ ہجری کو ترک کر دو اور عیسوی یا شمسی یا اور کسی سنہ میں تاریخ لکھو جس کے
اعداد میں صاحب واقعہ کا نام یا جزو نام داخل ہو سکتا ہو ۔

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر مادہ تاریخ میں سالم نام نہ آ سکے اور جزو نام
خوبصورتی سے مستعمل ہو سکے تو کم سے کم اس قدر کوشش کی جائے کہ الفاظ مادہ

یہ ہے کہ مادۂ تاریخ بدون تدخلہ وتخرجہ ہو۔ تاکہ مصرع تاریخی کسی دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ صرف تاریخ موت میں اعداد لفظ جان یا روح یا روان کا تخرجہ اعداد نام متوفی سے مستحسن مانا گیا ہے اور ایسی تاریخ بے تخرجہ تاریخ میں بہتر مانی گئی۔ جیسے (ع) قد خرج الروح عن المرتضیٰ ۱۴۵۰-۲۱۴=۱۲۳۶

حضرت کامل مغفور کا قول تھا کہ اگر متوفی کے نام کے اعداد سال مطلوب سے بڑھے ہوئے ہوں تو خود بخود اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مادۂ تاریخ میں مرحوم کا نام داخل نہ ہو سکے گا اور اس مجبوری کی حالت میں مادہ تاریخ کی بڑی خوبی فوت ہو جائے گی۔ پس اس قسم کے تخرجہ کے بغیر چارہ نہ ہوگا اور ایسا لطیف تخرجہ جیسا کہ مثال بالا میں گزرا تاریخ کو محاسن تاریخ کی تعریف سے خارج نہ ہونے دے گا۔

(و) استادان فن جمل کا قول ہے کہ مادۂ تاریخ میں حتی الوسع بھرتی کے الفاظ آنے نہ پائیں۔ مادہ کی تکمیل کے لیے مربوط الفاظ سے کام لینا چاہیے جو منشائے تاریخ کے خلاف نہ ہوں اور مضمون سے مناسبت رکھتے ہوں۔ مثلاً موت کی تاریخ میں افسوس یا آہ یا ہیہات اور اسی قسم کے الفاظ یا صاحب تقریب یا صاحب واقعہ کے صفات۔ مثلاً اس مادہ میں ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۲۴۲ھ کا لفظ بے محل نہیں ہے اور مناسب وقت بھی ہے اور غم کی حالت میں بولا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مادۂ تاریخ میں لفظ وائے۔ سالار جنگ والے جہان فنا گزاشت ۱۳۰۰ھ۔ لیکن جو مادہ بھرتی کے الفاظ سے پاک و صاف ہو اوسکو ہر حالت میں اور مادوں پر ترجیح ہے۔ جیسے کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

اس خاص باب مین حضرت کامل کی رائے ہم حرف ج پر عرض کر چکے ہین حاصل یہ ہے کہ صفات ممدوح و صاحب تاریخ مین مناسب الفاظ کا لانا جس سے بہرتی نہ معلوم ہو مستحسنات سے ہے یا کسی واقعہ کے متعلق الفاظ مناسب و متعلقہ واقعہ کا استعمال مستحسن مانا گیا ہے۔

(ز) متقدمین کے پاس محاسن تاریخ مین یہ بات داخل تہی کہ تاریخ سنہ ہجری سے مخصوص رہے لیکن متاخرین نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ سنہ کی خصوصیت محض فضول ہے بلکہ بعض مواقع مین ناخوشنما اور نامناسب ہو جاتی ہے۔ واقعہ یا تقریب کی مناسبت کے ساتہ سنہ کا تعلق ہونا چاہیے مثلاً اگر ایک اسلامی سلطنت مین جہان سنہ ہجری مروج ہے کسی مسلمان کے لیے تاریخ کہی جائے تو اس مین سنہ ہجری ہی کا ہونا درست ہے یا اگر کسی ہندو کے لیے تاریخ مقصود ہے تو اس کا مذہبی سنہ اولے ہے۔ اسی طرح عیسائیون کے لیے عیسوی سنہ اور پارسیون کے لیے سنہ نوروز۔ یا اگر کسی خاص مقام پر کل اقوام مین کوئی سنہ رائج ہے تو اسی سنہ مین تاریخ کہنا زیادہ مناسب ہے ہم اس کتاب کے خاتمہ مین حقیقت سنین کو بہی مختصر طور پر لکہین گے جو کہ شائقین فن جمل کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۴) صنائع و بدائع تاریخ کا بیان

بیان عام | صنائع و بدائع بلاغت سے اگرچہ اکثر صنائع و بدائع کا استعمال تاریخ مین ہو سکتا ہے لیکن تاریخ کے صنائع و بدائع بہی مخصوص ہین جن کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔ اور ہمارا یہ بیان اقسام مثبتہ ذیل پر صنائع کا انحصار نہین کرتا

بلکہ صرف اسیقدر صنائع اس مین بیان ہوئے ہین جن کا تذکرہ یا تو محققین جمل ذکر دیا ہے یا عملاً رائج ہین۔ اور ہمکو اس بات کا افسوس ہے کہ صنائع کی تاریخ کہ کون سی صنعت کس کی ایجاد ہے متحقق نہ ہوسکی۔

(۱) صنعت عامۃ الورود | صنائع تاریخ سے یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اس کو عامۃ الورود اس لئے کہا گیا ہے کہ ہر ایک حرف یا ہر ایک لفظ یا ہر ایک جملہ یا ہر ایک مصرع یا ہر ایک شعر مطلوب سے اس صنعت کی بدولت تاریخ مطلوب حاصل ہوسکتی ہے۔

بعض محققین جمل کی رائے مین یہ صنعت وہ تاریخ ہے بعض نے اس کو حسن الصنائع کہا ہے۔ بعض نے اس کو سہل الممتنع سے موسوم کیا ہے۔ بڑی حیرت اسکی ہے کہ جن کتابون سے ہمنے اس کتاب کی تالیف مین مدد لی ہے اون مین سے کسی کتاب مین اس صنعت کا ذکر نہین ہے نام خود رسالہ رہا ہے کہ اس کے موجد عرب این ہمکو یہ نعمت غیر مترقبہ ہماری قوم کے ایک فاضل نوجوان محقق جمل مولانا مولوی ابوطاہر محمد عبد اللہ در طاہر تخلص سے ملی جن کا پایہ فن جمل مین بلند ہے اور جو دکن کے اہل جمل مین ایک ممتاز و برآوردہ شخص ہین جن کے خاندان مین حسنا جمل کا علم آبا عن جد چلا آتا ہے۔ یہ صنعت دراصل مین انکو اس صنعت کا سبق اون کے والد ماجد سے ملا اور اون کو اون کے بزرگون سے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ یہ صنعت عربی رسائل قدیمہ سے حاصل کی گئی ہوگی۔ لیکن اس فن کی بدقسمتی سے آج رسائل قدیمہ عرب پردۂ خفا مین ہین اور زبان فارسی کا لٹریچر اس سے خالی اور اردو زبان میں برائے نام اس کی بوباس رہ گئی ہے لہذا اس فن کی ایسی لطیف چیزین صرف عالمانِ فن

فن کے سینون مین رہ گئی ہین اور جو کچھ باقی ہین وہ علم سینہ بن چکی ہین اور سینہ بسینہ چلی آتی ہین۔ ہمارے مہربان مولوی عبدالقادر صاحب اگر کریم النفس نہ ہوتے تو آج یہ نعمت اس کتاب کے ذریعہ سے پبلک کی نذر نہ ہوسکتی۔

اس صنعت کا استعمال جس سنہ مین مقصود ہو یعنی جس سنہ کی تاریخ اس صنعت مین درکار ہو اول اسکو ایک کاغذ پر لکھنا چاہیئے اور پھر ایک ایسے عدد پر اس کو تقسیم کرنا چاہیئے جس پر اعداد سنہ بلا کسر تقسیم ہو جائین اور یہ مقسوم علیہ اور حاصل تقسیم دونون کو محفوظ کر لینا چاہیئے یہی دونون اس صنعت کی بنا ہین۔

مثلاً ہم چاہتے ہین کہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین ایک تاریخ اس صنعت مین کہین تو ہم نے ۱۳۲۵ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۶۵ حاصل ہوئے اور کوئی کسر نہ بچی پس ہم نے ۲۶۵ کو محفوظ کیا اور اس کا نام الف رکھا۔ اسی طرح مقسوم علیہ یعنی (د) کو بھی محفوظ کیا اور اس کا نام ب رکھا۔ اور ان دونون اعداد الف و ب کا نام اصطلاح جمل مین عدد بنیادی ہے۔ اگر سنہ مطلوب کے اعداد کسی ایسے عدد پر تقسیم نہ پاسکتے ہون جس مین کسر نہ بچے یا ہم کو یہ مقصود نہ ہو تو کسرات حاصل شدہ کو بھی محفوظ رکھنا چاہیئے اور اسکو (ج) سے موسوم کرنا چاہیئے۔ اس حالت مین (ج) بھی الف اور ب کے ساتھ عدد بنیادی مین داخل ہوگا۔ مثلاً اگر ہم ۱۳۲۶ھ کو ۱۰ پر تقسیم کرین تو حاصل تقسیم ۱۳۲ ہوگا اور ۶ کی کسرات بچ رہے گی تو ۱۳۲ کا نام الف ہوگا اور ۱۰ کا نام ب اور ۶ کا نام (ج) اور یہ تینون اعداد بنیادی ہین۔

فرض کرو کہ ہم ایک ولادت کی تاریخ کسی مولود کے نام سے ۱۳۲۵ھ مین حاصل کرنا چاہتے ہین اور نام حامد ہے تو سب سے پہلے حامد کے اعداد ۵۳ پر ۱۳۲۵ کا اضافہ کیا

توسب کا مجموعہ ۱۲۷۸ ہوا پھر اس مجموعہ کو ایک ایسے عدد پر تقسیم کیا جس کی کسرات
احاد میں بچ رہی۔ یہ امر بالکل ہمارا اختیاری ہے کہ جس عدد پر چاہیں ۱۲۷۸ کو
تقسیم کریں۔ مثلاً ہم نے ۵ پر تقسیم کیا تو ۳ کی کسرات بچی اب اس ۳ پر ہم نے ۱۲
بڑہائے اور پھر مجموعہ سے اگھٹائے۔ ہمارے اس عمل جمع و تفریق کا مطلب یہ تہا
کہ ان عملوں کے بعد جو کچھہ بچ رہے وہ (ب عدد بنیادی) کے مساوی ہو اور یہہ
فی زمین المورخ رہنا چاہیے۔ پھر اس کو ۲۶۵ سے ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل
ہوا۔ یہان تک جس قدر ہمنے عملاً سمجھایا ہے وہ بہت کچھہ ہے شائق صنعت کو بعض
سے کام لینا چاہیے اور اعداد بنیادی کو ہمیشہ مخفی رکھنا چاہیے۔

اصل مقصد کو مخفی رکھکر اعمال تقسیم و جمع و تفریق سے کام لینا یا اور کچھہ
اعمال حسابی کا اس میں شریک کرنا مورخ کی فراست پر موقوف ہے۔ مثلاً ہم اسی
مقصد کو دوسری شکل میں بیان کرتے ہیں یعنی لفظ حامد کے اعداد ۵۳ پر ہم نے
۲۶۵ کو بڑہایا (سمجھہ رکھو کہ یہ عدد بنیادی الف ہے) پھر مجموعہ ۳۱۸ کو ۶ پر ضرب
دیا تو حاصل ضرب ۱۹۰۸ ہوا جو سنہ عیسوی ہے۔ پھر اس میں سے ۱۶۴۳ کو
گھٹادیا اور حاصل تفریق کو پانچ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب یعنی ۱۳۲۵ ہجری
حاصل ہوا۔

پھر ہم اصل مقصد کو ایک تیسری شکل میں بیان کرتے ہیں کہ لفظ حامد کے
اعداد ۵۳ کو ۱۹۰۸ عیسوی کے ساتھ جمع کیا مجموعہ (۱۹۶۱) کو دس سے ضرب دیا تو
۱۹۶۱۰ ہوئے اور مجموعہ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۳۹۲۲ حاصل ہوئے اور اس میں سے
۳۷۹۰ کو خارج کر دیا تو ۱۳۲ باقی رہے اور حاصل تفریق کو ۱۰ سے ضرب دیا پھر حاصل

واقعہ کا بھی اشارہ ہو۔ مثلاً میلاد ہے تو میلاد زید یا موت ہے تو موت زید
یا شادی ہو تو نکاح زید یا اور کوئی واقعہ ہو تو اسی قسم کا ایک مختصر سا اشارہ اسکی
نام کے ساتھ کرکے باقاعدہ صنعت خاصّہ اوجود اس نام اور اشارہ کے سالم اعداد
سے تاریخ حاصل کریں جس کو مورخ پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عجیب بات
یہ ہے کہ کسی اشارہ کی تخصیص بھی نہیں ہے یعنی نکاح زید ہی کہنے کی ضرورت نہیں
بلکہ اختیار ہے کہ نکاح زید کہیں یا زید کی شادی یا زید کا عقد یا زید کی کدخدائی
یا اور کوئی اشارہ جس سے زید کی تقریب کا اظہار ہوتا ہو۔

قاعدہ اس فن و تمامی عمل یہ کہا ہے کہ سائل۔ جس کو تاریخ کی طلب ہو خود
اپنے ذہن میں الفاظ بالا فرض کر ہوے اور ان کے مجموعی اعداد صحیحہ سے مورّخ
کو آگاہ نہ کرے پھر ان اعداد کو اپنے ہی ذہن میں مضاعف کرے پھر مورخ سے
سوال کرے مورخ بخیال سنہ مطلوب صرف ایک عدد بتلادیگا جس کو اس مجموعہ
ذہنی پر بڑھا دیوے۔ پھر اس مجموعہ کی تنصیف اپنے ذہن میں کرے اور حاصل
تنصیف سے وہ عدد گھٹا دیوے جو اسنے پہلی مرتبہ اپنے ذہن میں بڑھایا تھا اور
جو کچھ اس کے ذہن میں باقی رہجاوے اسکو ایک ایسے عدد سے ضرب دیوے
جس کی ہدایت حساب مورخ ہو۔ نتیجہ یہ حاصل ہوگا کہ حاصل ضرب سال مطلوب کا
مساوی ہوگا۔

مثلاً - خالد کی شادی کی تقریب ہے۔ اور ۱۳۱۵ ہجری سنہ مطلوب ہے
تو سائل نے اپنے ذہن میں الفاظ خالد کی شادی کو تجویز کرلیا پھر ان کے
مجموعی اعداد صحیحہ کو اپنے ہی ذہن میں رکھا پھر بقاعدہ سنہ گزشتہ خود ہی اپنے ذہن میں

میں اون اعداد کی تضعیف کی اور پھر مورخ کے حکم سے اون اعداد پر (۱۰) کو بڑہایا اور
اوس کے مجموعہ کو بھی اپنے ذہن میں رکھا پھر سائل نے حسب قاعدہ بالا اس مجموعہ کی
تنصیف خود اپنے ذہن میں بلا اطلاع مورخ کی۔ پھر اضافہ اوّلین کو حسب قاعدہ بالا
منہا کیا اور اس کے بعد اعداد فی الذہن کو مورخ کی ہدایت سے ۲۶۵ پر ضرب دیا
تو سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ مورخ عدد حرف سنہ وضعہ سے محض بے خبر ہے اور جو کچھ
عمل تضعیف و تنصیف ذہن سائل میں ہوا ہے اوس سے بھی بے خبر ہے۔ عدد فیمانہ
سے مورخ کو اطلاع نہیں ہے پھر کیونکر مورخ کو یہ قدرت حاصل ہوئی کہ اسکو ایک
ایسے عدد پر ضرب دینے کی ہدایت کرے جس سے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ یہ کوئی
قدرت یا معجزہ یا نجوم یا جادو نہیں ہے صرف غور فن و قواعد معینہ کی واقفیت کا
نتیجہ ہے جس سے مورخ کو مافی الضمیر پر واقف ہونے کی دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔
غرض حساب میں مورخ کامل نہ ہو اور اوس کی طبیعت رسا نہ ہو اور قواعد پر اوسکو
عبور نہ ہو تو اوس سے اس صنعت پر ہرگز عمل نہ ہو سکے گا۔

افسوس ہے کہ ہم اس صنعت کے ایسے قواعد مدون نہیں کر سکتے اور اس
کتاب کے ذریعہ سے اون کو عام اذہان کے نذر نہیں کر سکتے جن کو ہر ایک گروہ
سمجھ سکیں اور صورتہای مختلفہ کا حصر بھی ناممکن ہے جن کی تدوین سے قواعد
منضبط ہو سکیں لہذا ایک ہشت سالہ جنتری ذیل میں ہدیہ ناظرین ہوتی ہے جس کی
مدد سے سن ابتدائے ۱۲۶۲ھ لغایت ۱۳۳۴ھ اس صنعت میں مورخ عمل کر سکتا ہے
ہم نے جن قواعد پر اس جنتری کی ترتیب کو مبنی کیا ہے اونکا اس کتاب میں بیان

کر دینا کچھہ آسان نہیں ہے اور ہر درجہ کے مورخ کو سمجھانے مین کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ قواعد اس قدر وسیع ہین اور اعمال حسابی اس قدر کثیر ہین کہ اونکو عبارت مین بیان کرنا ممکن تو ہے لیکن نہایت دقت طلب ہے اور ایک خاص حصہ اس کتاب کا اون کے بیان کرنے مین صرف ہوگا لہذا ہم نے اس جنتری کو ذریعہ سے ۱۳۳۳ تک مورخین کے لئے ایک ذریعہ اور وسیلہ اس صنعت پر کام کرنے کا پیش کر دیا ہے یسنین آتی وعیسوی و بعثت کی مطابقت بھی اسی کے ساتھ عرض کر دی ہے اور یہی ۴ سنہ زیادہ مروج ہین ۱۳۳۳ ہجری کے لئے یہ جنتری بیکار ہوگی۔ اگر اس سنہ مین کسی مورخ نے محنت شاقہ کو برداشت کر کر اور کوئی جنتری آیندہ سنین کے لئے شایع کر دی تو عام مورخین کو اوس سے فائدہ پہونچیگا ہم امید کرتے ہین کہ ۱۳۳۳ کے بعد کوئی نہ کوئی استاد جمل اس کام کو پورا کر دیگا بشرطیکہ وہ بالطبع تنگ چشم نہ ہو۔

واضح ہو کہ جنتری موجودہ مین بمقابلہ سنین صرف دو عدد بیان کئے گئے ہین (۱) وہ جو مورخ کے ملکہ سے بڑھایا جاویگا۔ (۲) وہ جسمین مورخ کے حکم سے ضرب دی جائیگی باقی عملہائے حسابی کے متعلق وہی اصول عام کافی ہین جن کی صراحت اوپر ہو چکی ہر جس سنہ کے مقابلہ مین صفر ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس سنہ کے متعلق اس صنعت کا استعمال متعذر ہے۔ لیکن جن استادان فن کو اس فن مین عبور کامل اور یدطولیٰ حاصل ہے وہ اون سنین مین بھی اس صنعت کو کام مین لا سکتے ہین اور یہ بات استاد فن کی قوت تمیزی پر منحصر ہے جس کو ہم لکھہ کر نہین سمجھا سکتے۔

سنہ ہجری			سنہ فصلی			سنہ عیسوی			سنہ سمت		
سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱۳۲۶	۱۲	۲۲۱	۱۳۱۷	۶	۲۳۹	۱۹۰۸	۸	۴۷۷	۱۹۶۴	۸	۴۹۱
۱۳۲۷	۰	۰	۱۳۱۸	۴	۶۵۹	۱۹۰۹	۰	۰	۱۹۶۵	۱۰	۲۹۳
۱۳۲۸	۱۶	۱۶۶	۱۳۱۹	۰	۰	۱۹۱۰	۴	۹۵۵	۱۹۶۶	۴	۹۸۳
۱۳۲۹	۶	۲۴۳	۱۳۲۰	۱۶	۶۵	۱۹۱۱	۶	۶۳۷	۱۹۶۷	۰	۰
۱۳۳۰	۲۰	۱۳۳	۱۳۲۱	۰	۰	۱۹۱۲	۱۶	۲۳۹	۱۹۶۸	۳۲	۱۲۳
۱۳۳۱	۰	۰	۱۳۲۲	۴	۶۶۰	۱۹۱۳	۰	۰	۱۹۶۹	۰	۰
۱۳۳۲	۸	۳۳۳	۱۳۲۳	۰	۰	۱۹۱۴	۴	۹۵۰	۱۹۷۰	۴	۹۸۵
۱۳۳۳	۰	۰	۱۳۲۴	۴	۶۶۲	۱۹۱۵	۱۰	۲۸۳	۱۹۷۱	۶	۶۵۷

اس جنتری کے خانہ ۲ کا عدد صنعت عاتمۃ الورد کے عدد بنیادی ب کا مضاعف ہے۔ ہمارے اس اشارہ سے شائقین جمل کو اس جنتری کی تیاری میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

جس سنہ کے مقابلہ میں صفر ہے اس میں صنعت فاقدۃ الوجود ہی میں تاریخ کہنا مقصود ہو تو طالب علم اس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب وہ جنتری کے حقائق سے آگاہ ہو کر جنتری تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کرے۔ اور یہ صرف مشق پر موقوف ہے

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اس سنہ کے مطابق دوسرے سنہ سے کام لیا جائے مثلاً ۱۳۸۵ھ ہجری میں تاریخ نہ کہہ سکے تو ۱۳۷۵ فصلی میں کہی جائے یا ۱۹۶۵ء سمت سے کام لیا جائے۔

(۳) صنعت مقطعہ ترتیبی | صنعت مقطعہ ترتیبی وہ صنعت ہے جس میں حروف تاریخی کے اعداد جدا جدا ایک سطر میں ترتیب کے ساتھ لکھے جاویں اور بغیر میزان دینے کے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ جیسا کہ جناب عبدالباری صاحب محمد مدراسی نے ہمارے آقائے ولی نعمت دام ظلہم کی سالگرہ جشن ساٹھ سالہ کی تاریخ لفظ جبلی سے پیدا کی ہے جبلی زبان انگریزی کا لفظ ہے اور ایسے ہی تقاریب کے لیے مستعمل ہے اور اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ اس موقع کے چاروں حروف لفظ جبلی کے اعداد سے صنعت مقطعہ ترتیبی و بسط مراد ہے عددی تاریخ حاصل ہوئی ہے ج ب ل ی (۳ ۲ ۳۰ ۱۰) صنعت بسط عددی کی وجہ سے حضرت کا صفر جاتا رہا۔ اور مقطعہ ترتیبی کی وجہ سے ۳۲۳۰۱۰ حاصل ہوا۔ واقعی یہ بڑی عمدہ اور لطیف تاریخ ہے۔

اس کو بلحاظ اجتماع صنعتین مجمع الصنائع بھی کہہ سکتے ہیں جو صنائع تاریخ کی ایک خاص قسم ہے ۔

شیخ عبدالجلیل بلگرامی نے فتح ستارہ گڈھ کی تاریخ بھی اسی صنعت میں لکھی ہے جس کا ذکر میر غلام علی آزاد نے فرمایا ہے ۔ وہو ہذا ۔

چو شاہ ابہام زیر خنصر آورد		بود در اسم اعظم در شمارہ
ز انگشتان شہ برتد ابہام		برابر چار الف گردم نظارہ

چار الف کو اس کے اعداد کو جو بحرف الف ہیں مقطعہ ترتیبی کے قاعدے سے لکھیے تو سنہ مطلوب ۱۱۱۱ ہجری حاصل ہوتا ہے ۔

رسائل سبوؔ التذکرہ میں اس صنعت کا کوئی مذکرہ نہیں ہے ۔ ہم نے اپنے استاذ جلیل سید بلگرامی نور اللہ مرقدہ سے اس صنعت کا یہ نام سنا ہے ۔ آپ فرماتے تھے کہ اس کے موجد عجم ہیں ۔

(۴) صنعت تجمیع ‌ یہ وہ صنعت ہے جس میں صرف چند الفاظ مناسب واقعہ جمع کر دینے سے سال مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔ استاذی مولوی سید حسن کامل تخلص فرماتے تھے کہ اس کے موجد صرف اہل ہند ہیں ۔ اس صنعت میں بعض تاریخیں ہماری نظر سے گزری ہیں لیکن اس نام کو ہم نے کسی رسالہ میں نہیں پڑھا ۔ کسی استاد نے اسی صنعت میں ایک موت کی تاریخ لکھی ہے ۔ وہو ہذا ۔

بسال موت [illegible] دون زمانہ		آثاث و مال و زر آمد فراہم

لفظ آثاث کے عدد ۱۰۰۲ ہیں اور لفظ مال کے عدد ۷۱ اور لفظ زر کے عدد ۲۰۷ ان سب کا مجموعہ ۱۲۸۰ ہے اور یہی سال وفات ہے ۔

صاحب مخصص تسلیم نے بدیل تحفہ جات بندہ اسی قسم کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کو صرف صنعت سے موسوم کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

طبع حیران گرفت وحال شد مقبول ہم		دل پسند در گشت و سینہ را بگزید غم

اعداد لفظ طبع (۸) وحیران (۲۹۹) وحال (۳۹) وہم (۵۲) ودل (۳۴) ودرد (۲۰۸) وسینہ (۱۲۵) وغم (۳۱۰) کو جمع کرنے سے ۱۸۷۸ ہوتے ہیں اور یہی عیسوی سنہ مطلوب ہے۔

موزعین ہند سے اکثر بزرگوں نے اس صنعت میں تاریخیں لکھی ہیں اور متعدد کتابوں میں بھی ہیں۔ صاحب تحفہ نسیم کا عنوان غالباً اس ایجاد و اختراع کی بنیاد ہو گا کہ آپ نے طبع کے سے حیران کو پسند کیا۔ اور حال کو ہم کا مقبول قرار دیا۔ اور دل کو درد کی پسند ہو گی غلطی۔ اور سینہ کو غم کی نذر کیا۔ بے شک اسی ترکیب نے اس صنعت کو آپ کے تحفہ جات میں داخل کیا ہے۔ واہ واہ کیا کہنا یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

(۱۸) **صنعت تضاعف** اس صنعت میں بہت کم تاریخیں ہماری نظر سے گزری ہیں مادۂ تاریخ کے اعداد کو دوچند کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ صنعت بھی روشن حیات در طبقات ہند کی ایجاد ہے۔

ہماری رائے میں یہ صنعت یہ صنعت تضارب میں من وجہ داخل ہے۔ یعنی اعداد مادہ کو ۲ سے ضرب دینے کا نام صنعت تضاعف ہے۔

ضیاے حیدرآبادی کی ایک تاریخ اسی صنعت میں ہماری نظر سے گزری ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

مبارک ہو دولہن کی رونمائی	حبیب اللہ مسرت سے ہیں مسرور
ضیائے عرس کی جلوہ کی تاریخ	مضاعف ہو گیا نورٌ علیٰ نور

نور علی نور کے اعداد ۶۴۳ ہیں جنکو مضاعف کرنے سے ۱۲۸۶ حاصل ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

رفعت حیدرآبادی کی ایک تاریخ بھی ہمنے اسی صنعت میں دیکھی ہے وہو ہذا

سرکار کو ملی ہے وکالت حضور کی	اور بارگہ میں آپ کا رتبہ ہوا بلند
جب نذر دی تو شاہ نے تلوار کی عطا	ہاتف نے دی ندا کہ مراتب ہوا دو چند

لفظ مراتب کے عدد ۶۴۳ کو دوچند کرنے سے سنہ مطلوب ۱۲۸۶ حاصل ہوتا ہے۔

(۶) صنعت تناصف مادۂ تاریخ کے اعداد کو دو پر تقسیم کرنے یا اونکی تنصیف سے سنۂ مطلوب حاصل ہونے کا نام صنعت تناصف ہے بعض استادوں نے تنصیف کا عمل کئی مدارج تک کیا ہے جیسا کہ حضرت ناسخ کی ایک تاریخ ذیل میں بیان ہوئی ہے۔

الغرض اصول صنعت کو سمجھ لینے کے بعد اس میں مزید جدت کا پیدا کرنا یا ایک تاریخ میں متعدد صنائع سے کام لینا طبائع مورخ کا اختیاری عمل ہے۔

صنعت تناصف کی ایک مثال ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں یہ تاریخ ہمنے حیدرآباد میں سنی ہے۔ یہ بات متحقق نہ ہو سکی کہ اسکے مورخ کون بزرگ ہیں وہو ہذا

جب کمان آئی میں تو مہ دار ہی ریز تیغ ہوئی	خور عدد انگور کے معنی ہوئے سب پر عیاں
کی جو فکر جا نگزا تاریخ کا بیوگل جا	گھٹ کر آدھے رہ گئے بخشی دکار انشان

بخشی ذکاء اللہ خان کے اعداد ۲۲۵۰ ہیں جنکی تنصیف سے ۱۱۲۵ ہجری حاصل ہوتا ہے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

طبعزاد ناسخ مغفور

افتاد حکیم از مراتب	تاریخ بطرز نو رقم کن
از جائے حکیم ہشت برگیر	سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

ظاہر ہے کہ (ح) کے عدد (۸) ہیں جب اس کی تنصیف ۳ بار کی گئی تو ۱۲۴۸ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔ اس تاریخ میں صنعت تناصف اور اسقاط نکتہ دونوں سے کام لیا گیا ہے اور یہاں تاصنائع متعددہ اسکو مجمع الصنائع کہہ سکتے ہیں ۔

جو شعر مصرع میں مرتبہ کا لفظ معنی جھڑپ یعنی ترتیب کے لغوی معنی کے بعد رکھے گئے ہیں اور اصطلاح جمل میں مرتبہ اس مقام کا نام ہے جو ایک سطر میں ایک عدد کے بعد دوسرے عدد کو حاصل ہو پس تناصف سہ گانہ کے حاصل کو ایک ہی سطر میں لکھنے کے یہ لفظ اشارہ کرتا ہے ۔ اور مرتبہ کے دوسرے معنی بھی اس مصرع میں بیکار نہیں ہیں ۔ ہماری رائے میں اس صنعت کو صنعت تناصف مرتب کہنا چاہیے جس میں یہ تخصیص ہے کہ نصف حاصلہ کو ترتیب کے ساتھ ایک سطر میں لکھتے ہیں ۔ اور صنعت تناصف کی عام تعریف کے مقابلہ میں اسکو خصوصیت ہے ۔

(۷) صنعت تضارب | صنعت تضارب وہ صنعت ہے کہ ایک حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد کو دوسرے حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد میں ضرب دینے سے

کسے گر زین نمط شعری تواند گفت بسم اللہ	بشاگردی وخط میدہم ای خسرو عادل
سحر گاہم دعا الحمد للہ کارگر آمد	کہ آمد سرور اسلام را آرام دل حاصل
معًا در مصرع مدح ملک اعداد سال آمد	سرو سردار دہر اہل کمال و مالک عادل ۱۲۶۹

(۱) مصرع آخرین کے زبر مین بھی ۱۲۶۹ھ موجود ہے اور بینات سے بھی ۱۲۶۹ حاصل ہوتا ہے۔ جس کی صراحت ہم نے نقشہ ذیل مین کی ہے۔

زبر	س	ر	و	س	ر	د	ا	ر	د
اعداد	۶۰	۲۰۰	۶	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰	۴
بینات	ین	ا	او	ین	ا	ال	لف	ا	ال
اعداد	۶۰	۱	۷	۶۰	۱	۳۱	۱۱۰	۱	[illegible]

زبر	ہ	ر	ا	ہ	ل	ک	م	ا	ل
اعداد	۵	۲۰۰	۱	۵	۳۰	۲۰	۴۰	۱	۳۰
بینات	ا	ا	لف	ا	ام	اف	یم	لف	ام
اعداد	۱	۱	۱۱۰	۱	۴۱	۸۱	۵۰	۱۱۰	۴۱

زبر	و	م	ا	ل	ک	ع	ا	د	ل
اعداد	۶	۴۰	۱	۳۰	۲۰	۷۰	۱	۴	۳۰
بینات	او	یم	لف	ام	اف	ین	لف	ال	ام
اعداد	۷	۵۰	۱۱۰	۴۱	۸۱	۶۰	۱۱۰	۳۱	۴۱

میزان حروف زبر ۱۲۶۹	میزان حروف بینات ۱۲۶۹

تاریخ ذیل جناب مرزا محمد جعفر اَوج لکھنوی کی طبعزاد ہے جو کسی بزرگ کی رحلت پر بصنعت اہمال قسم دوم مین لکھی گئی ۔

گفتم بحروف مہملہ سال		در قصر ارم ہمود آرام ۱۳۰۱	

(۱۰) صنعت مسروری و ملفوظی و مکتوبی | صنعت مسروری وہ صنعت ہے جو صرف حروف مسروری کے شمار کرنے سے مادۂ تاریخ پیدا کرے ۔

حروف مسروری بقول صاحب ہفت قلزم ۔ ب ۔ ت ۔ ث ۔ ح ۔ خ ۔ ر ۔ ز ۔ ط ۔ ظ ۔ ف ۔ ھ ۔ ی ۔ ہین ۔ جن کے تلفّظ مین صرف حرف الف اون کے ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح ۔ ا ۔ ج ۔ د ۔ ذ ۔ س ۔ ش ۔ ص ۔ ض ع ۔ غ ۔ ق ۔ ک ۔ ل ۔ کا نام حروف ملفوظی ہے ۔ اور م ۔ ن ۔ و ۔ کو صاحب ہفت قلزم نے مکتوبی نام رکھا ہے ۔ پس اگر مادۂ تاریخ صرف حروف ملفوظی یا مکتوبی مین لکھا جائے تو اس کو صنعت ملفوظی یا مکتوبی کہتے ہین ایک شادی کی تقریب پر ہم نے تاریخ ذیل صنعت مسروری مین لکھی ہے جو ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ۔

در صنعت مسروری گفتم سنہ شادی	خورشید فلک راشد مسعود قران ماہ ۱۲۹۵ھ

مصرع آخر سے ہم نے صرف ۔ خ ۔ ر ۔ ی ۔ ف ۔ ر ۔ ر ۔ ہ ۔ کو محسوب کیا ہے ۔ اور اس مصرع مین حروف مسروری یہی ہین ۔

(۱۱) صنعت تحریک | صنعت تحریک وہ صنعت ہے کہ مادۂ تاریخ کو صرف حروف متحرکہ کے عدد شمار کیے جاوین اور ساکن حروف کو چھوڑ دین ۔ جیساکہ ہندوستان کے جناب تمیز شاگرد مرزا جلال نے ایک تصنیف کی تاریخ لکھی ہے ۔

میرے استاد نے حقیقت مین	یہ رسالہ لکھا عجیب و غریب
فکر تاریخ اے تمیز جو کی	مادہ مل گیا عجیب و غریب
متحرک حروف کو جو لیا	ہوئی تاریخ کیا عجیب و غریب ۱۲۹۳ھ

مورخ نے اس مادہ تاریخ سے صرف ۔ ک ۔ ع ۔ ج ۔ غ ۔ ر ۔ کو محسوب کیا ہے ۔ ہماری رائے مین واو بھی محسوب ہونا تہا اس لئے کہ اس کا شمار اس مصرع مین حروف متحرکہ مین ہوگا نہ ساکنہ مین ۔ صاحب افادہ تاریخی نے بھی اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے ۔ اس کے موجد اور مخترع غالباً اہل ہند ہین ۔

(۱۲) صنعت تسکین | صنعت تسکین ۔ صنعت ناصیہ کا عکس ہے یعنی صرف حروف ساکنہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت تسکین کہتے ہین ۔ ہماری رائے مین غالباً یہ صنعت بھی طباع مورخین ہند کی ایجاد ہے ۔ کلام عرب و عجم مین اس کی کوئی مثال نہین ملی ۔ ایک مورخ دکن نے اس صنعت مین کیا خوب تاریخ لکھی ہے ۔

جہان سے چلا ۔ بندۂ نیک ذات	کرم اس پہ کر اے غفور الرحیم
ملی حرف ساکن سے تاریخ فوت	خدا بخش کو بخشدے اے کریم ۱۸۷۷ع

اس مادۂ تاریخ مین جو سنہ عیسوی مین لکھا گیا ہے صرف حروف ساکنہ یعنی ا ۔ خ ۔ ش ۔ و ۔ خ ۔ ش ۔ ی ۔ ی ۔ ی ۔ م ۔ کے عدد محسوب ہوئے ہین جو مساوی ہین ۱۸۷۷ عیسوی کے ۔ (افادہ) ہماری رائے مین اس بات کا اظہار مصرع سوم مین ضروری تہا کہ یہ تاریخ سنہ عیسوی مین لکھی گئی ہے ۔

مادۂ تاریخ حروف ساکن سے حاصل ہوتا ہے مورخ نے حرف ساکن کا اشارہ کیا ہے ۔ ہم کہین کہین اس قسم کے نوٹس بطور (افادہ) صرف اس لئے کر رہے ہین

کہ طالبین و شائقین فن کو بیراہی نہ ہونے پائے اور امثلہ پیش شدہ کی سند پڑہ وہ
اپنے کلام مین غلطی کرنے نہ پاوین۔ ہمکو ہرگز حرف گیری مقصود نہین ہے۔

(۱۴) صنعت مفردہ و مرکبہ | صنعت مفردہ وہ صنعت ہے جو صرف مفرد حروف سے
تاریخ حاصل کرتی ہے۔ اسی کو صنعت منفصل بہی کہتے ہین۔ اور صنعت مرکبہ وہ
جو حروف مرکبہ سے تاریخ پیدا کرے جس کو اہل جمل نے صنعت متصل بہی کہا ہے
اس کے موجد مورخین عجم ہین۔ مولانا وحشی یزدی نے مثنوی ناظر و منظور کی تاریخ
ایک مصرع مین چار صنائع سے حاصل کی ہے۔ و ہو ہذا۔

کتاب ناظر و منظور بین کہ ہر بیتش	ز آسمان کمال ست آیتے منزل
چو درس دولت و اقبال میرسد بنظام	ازین کتاب کہ در بے مثالیست مثل
سزد کہ از پی تاریخ نظم وے گویم	دہی نظام در برج درس در برج دول ۹۶۶
گرہ کشائے خیالم ز مصرعے کہ گذشت	چہار عقدہ تاریخ مے کند محل
یکے ز جملہ حروفے کہ داخل نقط است	دوم از انچہ درو نیست نقطہ را مدخل
سوم ازان کلماتے کہ واصل اند بہم	چہارم آنکہ در آیند عکس آن بعمل

منقوطہ حروف مادۂ تاریخ مین ی ن ظ ج ج ہین ان کے اعداد
۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۳ + ۳ مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے
غیر منقوطہ حروف د ہ ا م د ر د ر د ر س د ر د و ل
ہین ان کے اعداد کا مجموعہ ۴ + ۵ + ۱ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴
+ ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہے ۹۶۶ کا
اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

حروف متّصلہ یعنی مرکّبہ کے الفاظ (ہے ۔ نظا) سے ۔ ہ ۔ ی ۔ ن
ظ ۔ ا ۔ حاصل ہوتے ہین جن کے اعداد ۔ ۵ + ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۱
مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

حروف منفصلہ یعنی مفردہ د ۔ م ۔ د ۔ ر ۔ د ۔ ر ۔ ج ۔ د ۔ ر ۔ س ۔ د
۔ ۔ ج ۔ د ۔ و ۔ ل ۔ کے اعداد ۴ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰
۳ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۳ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہین
۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

یہ بے بہا تاریخ نہ صرف اس خاص صنعت کی مثال ہے بلکہ صنائع گزشتہ
سے صنعت نمبر ۸ ۔ اعجام اور صنعت نمبر ۹ ۔ اہمال کی بھی مثال ہے اور
نیز اس کو مجمع الصنائع کی بھی مثیل خیال کرنا چاہیئے جس کا بیان آگے آویگا

(۱۴۱) صنعت تعریب | صاحب ملخص تسلیم نے اسکا ذکر کیا ہے یہ وہ صنعت ہے
کہ مادّۂ تاریخ کے کل الفاظ مین اتّحاد اعراب کی پابندی کی جاوے یعنی مادۂ تو
مادّہ کے کل الفاظ مفتوح ہون یا مکسور یا مضموم ۔ ہماری راے مین یہ بھی ممکن
ہے کہ شعر یا اشعار سے صرف مفتوح الفاظ لین جن سے تاریخ نکلے یا صرف
مکسور و مضموم الفاظ ہی سے تاریخ حاصل کی جاوے ۔

ایک بزرگ نے اس صنعت مین خود اپنے دیوان کی تاریخین لکھی ہین جن کو
ہم نے ملخص تسلیم سے نقل کیا ہے ۔

جو سلطان مطابع کا ہر جب و ہان سے		یہ دیوان سارا ہمارا چھپ آیا
بُرا یا بھلا الغرض ہے یہ جیسا		جگر کا لہو دل کا پیارا چھپ آیا

خطا اپنی اور سہو کاتب کا جو تھا	گوارا دیا ناگوارا چھپ آیا
مناسب یہ جانا کہ تاریخ لکھوں	لبوں کا محب دل کا پیارا چھپ آیا
قبول اس کی تاریخ پر فتح کر کے	خطا کار کا قول پیارا چھپ آیا ۱۲۷۲

ولہ تاریخ دیگر بقید کسرہ

صد شکر کہ دیوان یہ مطبوع ہوا	تعجیل ہوئی لگی نہ کچھ اسمین دیر
ہر بیت محب کی خانۂ دل مین بسی	ہر مصرع ہو گیا ... کو شمشیر
ہاتف نے ندا یہ دی کہ تاریخ تو لکھہ	صنعت کی طرف ...
جب غیب سے یہ حکم ہوا مجھہ کو قبول	چاہا حرکت ... ہر زیر
ناگاہ میرے سینہ سے آئی آواز	دل کی ... عرسے زیر

ولہ تاریخ دیگر بقید ...

این نظم شیرین آنقدر شد روبرو ایش شہد شکر	... مان چشم حسود ان باد کور
ہر کس چشید شیرینیش مشہور گردد شہد خور	... نامین احسن و لطیف زور شور ۱۲۷۲

تاریخ سوم کے عدد ۹۵۶ حاصل ہیں ... ں کرتے ہین کہ شاید غلطی کتابت کی وجہ سے کوئی لفظ نما ...

(افادہ) تاریخ دوم وزن ... مین متاخرین اور متقدمین نے چار مصرعون سے زائد لکھا ... ر قواعد عروض کی رو سے پہلے مصرع مین قافیہ ہونا شرط ہے۔

(۱۵) صنعت ا... ت ازدواج وہ صنعت ہے جس مین ایک شعر کے پہلے مصرع ... سوطہ لین اور اسی شعر یا دوسرے شعر کے پہلے یا دوسرے

مصرع سے حروف مہملہ لیں اور دونوں کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل کریں۔ یا

انہیں دونوں مصرعہاے متذکرہ بالا سے حروف مفردہ و مرکبہ لیکر اون کے اعداد سے تاریخ نکالیں۔ یا

انہیں دونوں مصرعہاے متذکرۂ صدر سے حروف ساکنہ و متحرکہ یا حروف مسروری و ملفوظی یا حروف ملفوظی و مکتوبی یا حروف مسروری و مکتوبی لے کر اونکے اعداد سے تاریخ نکالیں۔

اس صنعت کے موجد مؤرخین عجم ہیں۔ بابر بادشاہ کی وفات کی تاریخ سنجر اصفہانی نے کہی ہے جس میں صنعت ترصیع کے سوا (جس کا بیان آگے آوے گا) صنعت ازدواج اور اعجام اور اہمال بھی ہے اور اسی تاریخ کو مجمع الصنائع بھی کہہ سکتے ہیں۔ وہو ہذا

بادشاہ دہر بابر کہ از کمال عدل بود		واقف احسان عالم مصدر لطف الٰہ
۹۳۷ھ		۹۳۷ھ
سال جان وا گزیدن جا بفردوس بگوے		جای فردوس به بگزیدہ بابر بادشاہ
۹۳۷ھ		۹۳۷ھ

اس قطعۂ تاریخ میں (۱) تو صنعت ترصیع ہے یعنی ہر مصرع کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے مصرع اول سے حروف مہملہ لیے جاویں اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف معجمہ تو دونوں کے مجموعۂ اعداد سے بصنعت

ازدواج سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔

حروف مہملہ مصرع اول شعر اول / حروف غیر منقوطہ مصرع ثانی شعر اول													میزان اعداد ۹۳۶ھ
	ا	د	ا	ه	د	ه	ر	ا	ر	ا	ک	م	
	۱	۴	۱	۵	۴	۵	۲۰۰	۱	۲۰۰	۱	۲۰	۴۰	
	ا	ل	ع	د	ل	و	د	ق	ف	ن	ف	۰	
	۱	۳۰	۷۰	۴	۳۰	۶	۴	۱۰۰	۸۰	۵۰	۸۰	۰	

(۳) تیسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لین اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف مہملہ ۔ تو دونوں کے مجموعۂ اعداد سے سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔

حروف منقوطہ مصرع اول شعر اول / حروف مہملہ مصرع ثانی شعر اول														میزان اعداد ۹۳۶ھ
	ب	ش	ب	ب	ب	ب	و	ا	ا	ح	س	ا	ع	
	۲	۳۰۰	۲	۲	۲	۲	۶	۱	۱	۸	۶۰	۱	۷۰	
	ا	ل	م	م	ص	د	ر	ل	ط	ا	ل	ه	۰	
	۱	۳۰	۴۰	۴۰	۹۰	۴	۲۰۰	۳۰	۹	۱	۳۰	۵	۰	

(۴) چوتھا لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونوں مصرعوں سے صرف حروف معجمہ لیں تو اون کے مجموعۂ اعداد سے بصنعت اعجام سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔

حروف معجمہ مصرع اول و ثانی شعر دوم												میزان اعداد ۹۳۶ھ
	ج	ن	ز	ی	ن	ج	ب	ف	ش	ب	ی	
	۳	۵۰	۷	۱۰	۵۰	۳	۲	۸۰	۳۰۰	۲	۱۰	
	ج	ی	ف	ب	ب	ز	ی	ب	ب	ب	ش	
	۳	۱۰	۸۰	۲	۲	۷	۱۰	۲	۲	۲	۳۰۰	

(۵) پانچوان لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونون مصرعون سے صرف حروف مہملہ لین تو اون کے مجموعی اعداد سے بصنعت اہمال سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

[illegible]																	میزان اعداد ۹۶۷
	س	ا	ل	ا	ا	و	ل	د	ا	ر	د	و	س	ل	و	٠	
	۶۰	۱	۳۰	۱	۱	۶	۳۰	۴	۱	۲۰۰	۴	۶	۶۰	۳۰	۶	٠	
	ا	ر	د	و	س	ا	د	ل	د	ہ	ا	ر	ا	د	ا	ہ	
	۱	۲۰۰	۴	۶	۶۰	۱	۴	۳۰	۴	۵	۱	۲۰۰	۱	۴	۱	۵	

(۱۶) صنعت معکوس | صنعت معکوس وہ صنعت ہے کہ جب مادّہ کے حروف کو اولٹ دین تو صوری سنہ ظاہر ہو۔ جب نواب سہراب معزول ہوئے تو کسی استاد نے اس واقعہ کی تاریخ لکھی (ع) کیا چرخ نے نوابی سہراب کو اولٹا ۔ اگر نوابی سہراب کے حروف کو اولٹ دین تو بارہ سی بادن کے الفاظ حاصل ہوتے ہین اور یہ نہایت لطیف اور دقیق صنعت ہے۔ لیکن اس کو فن جمل سے کچھہ تعلق نہین ہے بدین لحاظ کہ تاریخ کے اقسام مین صوری تاریخ کا ذکر ہوا ہے ہم نے اس صنعت کو بھی ہدیۂ ناظرین کرنا مناسب خیال کیا۔

(۱۷) صنعت مُسَجّع | معزز ناظرین کتاب غالباً صنعت تسجیع سے واقف ہین جو بلاغت کی ایک قسم ہے یعنی کسی شخص کے نام کو کسی فقرہ یا سجع مین اس طرح لانا کہ اوس فقرہ یا مصرع کے معنون کے لحاظ سے وہ نام علم کے طور مستعمل نہ ہو۔ اہل جمل نے اس صنعت سے صنائع تاریخ مین بھی کام لیا ہے جیسا کہ کسی استاد نے میر الٰہی بخش کی رحلت کی تاریخ مصرع ذیل (ع) الٰہی بخشدے اپنے کرم سے (۱۳۲۲) سے حاصل کی ہے۔ اور اسی تاریخ مین صنعت بسط عزیزی بھی ہے

جس کا بیان بضمن بیان (بسط) آوے گا۔

اس تاریخی مصرع مین (آلٰہی بخش) کا نام علم کی حیثیت سے نہین مستعمل ہوا ہے بلکہ اجزاء علم اپنے خاص معنون مین مستعمل ہین۔

ہم نے بھی اس صنعت مین اپنے دوست میر قربان حسین مغفور کی رحلت پر ایک تاریخ لکھی ہے جسکو ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

یوم عاشورہ ز دنیا شد روان		مؤمن ذاکر ثنا خوان حسین
گفت تاریخش و آلائے دردمند		نعمت جان کرد قربان حسین ۱۳۱۹

اسی صنعت کی ایک تاریخ (محمد کالے) نام ایک شخص کی شہادت کے متعلق بنگلور مین لکھی گئی ہے جس کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔

فانی سے ہوا باقی کو روان موت ایسی بھلا ملتی ہے کہان

اسنے تو حیات ابد پائی ہے راہ خدا مین جان دے کر

تاریخ شہادت عیسائی عیسی سے سنا روح اللہ نے

بستان بہشت مین جا پہنچا وہ نام محمد کالے کر ۱۸۹۶ء

(۱۸) صنعت ترصیع | ترصیع زبان عربی کا لفظ ہے بقول صاحب منتہی الارب بمعنی در نشاندن جزا ہر در چیزے داندازہ کردن و یافتن و ترتیب نیک درست در نشاندن چیزے و شادمانی و خوشدل کردن و سخن را بخشش بخش کردن در ہر کلمہ بمقابلہ خود در وزن و ردی یکسان۔ اصطلاح اہل جمل مین صنعت ترصیع اوس صنعت کا نام ہے جو ایک قطعہ یا قصیدے یا مرثیے یا عبارت وغیرہ کے ہر رکن یا ہر مصرع یا جملہ سے ایک ہی سنہ یا مختلف سنین کے اعدادے پیدا کرے۔

اکثر محققین و استادان جمل نے اس صنعت مین تاریخین لکھی ہین ۔

یہ صنعت متاخرین عجم کے اختراعات سے ہے ۔ باقر گیلانی ۔ سنجر طہرانی ۔ ذکی مراد آبادی ۔ قدر بلگرامی ۔ معنی حیدر آبادی ۔ وغیرہ نے اکثر تاریخین اس صنعت مین لکھی ہین اور ہم نے بھی اون کی زلہ ربائی کی ہے ۔ خاتمہ کتاب کے دوسرے حصہ مین اس صنعت کی متعدد مثالین موجود ہین ۔ بناءً علیہ ہم نے اس موقعہ پر عرض مکرر کی ضرورت نہین سمجھی ۔

(۱۹) صنعت ذوتاریخین | یہ وہ صنعت ہے جو ایک مادّہ سے دو تاریخین پیدا کرے

بعض نکتہ پروروں نے دو تاریخی ایک مصرع کو صنعت ذوتاریخین کہا ہے جیسے دو بھائیون کی موت کی تاریخ (جنھون نے دو سنون مین رحلت کی) کسی استاد نے لکھی ہے ۔ (ع) داغ جگر آن داین بود داغ دگر شد
۱۲۲۸ ۱۲۲۹

لیکن ہم کو اس سے اتفاق نہین ہے ۔ اس مصرع کو مصرع ذوتاریخین کہنا تو غلط نہین ہے ۔ لیکن صنعت ذوتاریخین مین یہ داخل نہین ہے جس مین ایک ہی مادّہ سے دو مختلف تاریخون کا نکلنا شرط ہے ۔ جیسا کہ پنڈت ہیجنا تھہ مالک مطبع شمر ہند نے کلّیات منیر کے طبع کا ایک تاریخی دُہرہ لکھا ہے جس مین دہری تاریخ بھی ہے ۔ وہو ہذا

بت سرس کن گرہ ششن رس نحمر رت شت کے ملے ۱۸۶۹ ۱۹۳۶ سمت ۱۲۹۶ ہجری	دگ کلّیات منیر شر ۔ رہت شتر سن ہار ۱۲۸۵ ف ۱۸۰۱ ساکی
ہوت عیسوی تت مین ہجری پانچواں اگت	سن فصلی ساکی بہرت سر دوا دہن جگت ۱۲
(ترجمہ)	

اطراف دنیا مین منیر کا کلام مثل تیر کے پہنچگیا۔ اور اس سے کل دشمنون کا دل چھوٹ گیا
یعنی وہ من ہار گئے۔ یہ بات سمت ۱۹۳۶ - ۱۲۹۶ ہجری مین واقع ہوئی۔
سنہ فصلی اور ساکی نکلتا ہے اور دواہن کے ۱۲ عدد ملنے سے عیسوی
سنہ اور پانچوان سنہ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

(شرح تاریخ)

کلیات منیر شر کے اعداد جمل سے ۱۲۸۵ فصلی حاصل ہوتا ہے رہت شتر
من ہار کے اعداد جمل سے ساکی سنہ ۱۸۰۱ نکلتا ہے۔ بت سمر رس گن گرہ ششن
مین بت سمر سمت کے معنون مین ہے اور بموجب قاعدہ جمل سنسکرت یعنی
جمل لفظی رس کے عدد (۶) ہین اور گن کے عدد (۳) اور گرہ کے عدد (۹)
اور ششن یعنی چاند کا عدد (۱) جس کا مجموعہ بقاعدہ صنعت مقطعات ترتیبی
۱۹۳۶ ہے یعنی سنہ سمت اور پھر اسی عبارت بت سمر رس گن گرہ ششن
کے اعداد حروف بحساب جمل حرفی جمع کرین تو اس سے ۱۸۶۷ حاصل ہوتے ہین
اور مصرع سوم کی ہدایت کے لحاظ سے دواہن کے ۱۲ عدد کا تدخلہ اس مین کرین
تو ۱۸۷۹ عیسوی سنہ حاصل ہوتا ہے یعنی یہ فقرہ صنعت ذوتاریخین مین لکھا گیا ہے
رس نورب شت دہار مین بموجب قاعدہ جمل لفظی مروجہ سنسکرت رس کے عدد
۶ ہین اور نو سے نون گرہ۔ رب بمعنی سورج جس کے بارا راس ہین اور
شت بمعنی ننو۔ پس رب شت کے معنی ۱۲ سو ہین صنعت مقطعات ترتیبی سے
۱۲۹۶ ہجری حاصل ہوتا ہے۔ لفظ دہار برائے بیت ہے۔
ہم نے اس کتاب کی تاریخ بھی اسی صنعت ذوتاریخین مین لکھی ہے جو اسی

موقع پر ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

شد بپایہ این کتاب دلفریب بلند	تدرش زاندازہ خیال دہ چند
یک مصرع سال او دو تاریخ آورد	شد طبع غرائب الجمل ملک پسند

تمام مصرع میں سنہ عیسوی ۱۹۰۸ ہے۔ اور صرف غرائب الجمل میں سنہ فصلی ۱۳۱۷ ۔

(۲۰) صنعت مراتب — مراتب اعداد سے تاریخ کو مخصوص کرنے کا نام صنعت مراتب ہے یعنی صرف آحاد یا صرف عشرات یا صرف مآت یا صرف الوف سے تاریخ حاصل کریں۔ سنہ ۱۳۲۱ ہجری کے سالگرہ مبارک میں کسی حیدرآبادی مورخ نے ایک تاریخی قطعہ لکھا تھا جس میں اسی صنعت کا استعمال ہوا ہے یعنی صرف مآت سے تاریخ حاصل کی گئی ہے وہ یہ تھا۔

پھر آج جشن سالگرہ ہے حضور کا	کل جس طرح تھی دھوم زمانے میں ہر سال
سننے میں سیکڑون کی زبان سے دعا	قائم ہمارے سر پہ رہو تم ہزار سال

(افادہ) مورخ نے سیکڑون سے مآت کا اشارہ تو کر دیا ہے لیکن تاریخی اشارہ صراحت کے ساتھ نہیں ہے۔ محتاط مورخین کو ہمیشہ اس بات کا لحاظ رہنا چاہیے کہ مصرع ثالث میں بالضرور کوئی ایسا اشارہ کیا کریں جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ تاریخ ہے۔ بادی النظر میں یہ قطعہ صرف دعائیہ معلوم ہوتا ہے۔

(۲۱) صنعت دائرہ — صنعت دائرہ ایک عجیب صنعت ہے جس سے بیشمار تاریخیں نکلتی ہیں۔ دائرہ میں چودہ خانے ہوتے ہین اور ہر ایک خانہ مین ایک لفظ اور ہر لفظ کے ذیل خانہ مین اوس کا عدد لکھا جاتا ہے۔ ان خانون سے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا جا

اور کوئی ایک ایسا عدد دل مین فرض کیا جاے جو ۱۔۴۱۔اور ۱۴۱ کے اضعاف (پہاڑون) اور نیز ۱۵۔ کے سوا ہو۔ بعد ازان عدد مفروض کو دیکہا جاے اگر وہ طاق ہے تو اوسی خانہ مبدأ سے جس کو آپ نے تجویز کیا ہے عدد مفروض کے موافق شمار کیا جاے اور جس خانے پر شمار ختم ہو اوس کے مندرجہ اعداد کو ایک کاغذ پر لکہہ لیا جاے اور پہر اسی خانہ کو ملا کر عدد مفروضہ کے مطابق شمار کیا جاے پہر جس خانہ پر شمار ختم ہو اس کے اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکہہ لیا جاے اسی طرح شمار اوس وقت تک جاری رکہا جاے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبدأ پر نہ ہو۔ پہر اون اعداد کو جو جداگانہ کاغذ پر لکہے گئے ہین جمع کر لیا جاے تو اونکا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا اگر عدد مفروضہ جفت ہو تو خانہ مبدأ سے شمار کا آغاز کرنا چاہیے اور جس خانہ پر شمار ختم ہو اوس کے عدد کو ایک جدا کاغذ پر لکہہ لینا چاہیے اور پہر اوسکے مابعد کے خانہ سے شمار کرنا چاہیے اور عدد حاصلہ کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکہنا چاہیے اور پہر شمار کا آغاز اوس کے مابعد کے خانہ سے ہونا چاہیے یہی سلسلہ اوس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ سلسلہ شمار کا اختتام خانہ مبدأ کے ماقبل پر ہو پس میزان اعداد کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

ہمارے بزرگ جناب منشی فاضل۔ و مولوی فاضل محمد یحیٰی قاصد تخلص نے تقریب عقد نکاح صاحبزادی جناب مولوی احمد حسین یم اے۔ بی یل (معتمد سرکار نظام دام اقبالہم و چیف سکرٹری سرکار عالی) ایک تاریخ اسی صنعت مین لکہی ہے جس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

وہو ہذا
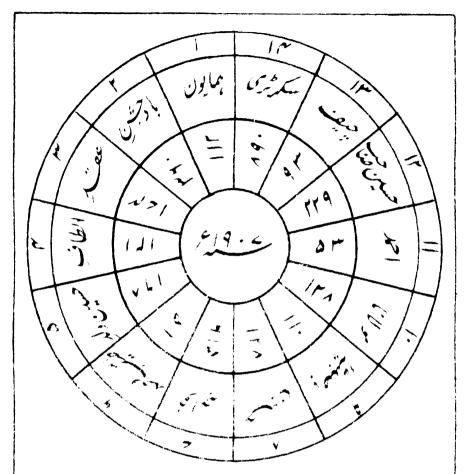
اس دائرہ سے تاریخ حاصل کرنے کے لئے ہم نے ایک عدد فرض کرلیا اور وہ (۵) ہے (ظاہر ہے کہ یہ عدد اون مستثنیات سے سوا ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے)

پھر اس دائرہ کے خانون سے ہم نے کسی ایک خانہ کو مبدا قرار دیا اور وہ خانہ ۱۴ ہے۔

بدین وجہ کہ ہمارا مفروضہ عدد (۵) طاق ہے ہم نے اسی خانہ ۱۴ سے شمار کا آغاز کیا اور پانچ کا شمار خانہ ۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۱۲۱ ہین۔ ان اعداد کو

ہم نے ایک جدا گانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانہ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۸ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۱۲۸ ہین جن کو جدا کاغذ پر لکھ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانہ ۸ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۲۲۹ ہین جن کو ہم نے جدا کاغذ پر لکھ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۲ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۳۶۰ کو ہم نے اسی جدا گانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانہ ۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۶ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۵۱ ہین اور ان اعداد کو اسی جدا گانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پھر شمار کا آغاز خانہ ۶ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۰ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۱۲۸ ہین ان اعداد کو اسی کاغذ جدا گانہ پر لکھ لیا۔

پھر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۰ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۸۹۰ ہین پس ان اعداد کو کاغذ جدا گانہ پر لکھ لیا۔

اب آیندہ شمار کی ضرورت نہین ہے اس لئے کہ شمار کا اختتام اسی خانہ ۱۴ پر ہوا ہے جس سے ہم نے آغاز شمار کیا تھا اور یہی ہمارا مبدا ہے اب ہم نے اون اعداد کی میزان دی جو جدا کاغذ پر لکھے گئے ہین وہی ہذہ

۱۲۱ + ۱۲۸ + ۲۲۹ + ۳۶۰ + ۵۱ + ۱۲۸ + ۸۹۰ = ۱۹۰۷

اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

مخفی نرہے کہ عدد مفروضہ کے طاق اور جفت مین یہ فرق ہے کہ طاق کی

گنتی کے آغاز مین خانۂ منتہیٰ کو بہی محسوب کیا جاتا ہے۔ اور جفت کی گنتی مین خانۂ منتہیٰ کے مابعد سے شمار ہوتا ہے۔

شائقین فنِ جمل کو معلوم کرنا چاہیئے کہ صنعت دائرہ دو ایسے مادہ ہائے تاریخ پر مبنی ہوتی ہے جن مین سے ہر ایک مادّہ کے ۷ جزو ہون پہر دونون مادّون کے ۱۴ اجزا سے دائرہ کی خانہ پری اس طرح پر کرنی چاہیئے کہ مادّۂ اول کا پہلا جزو ایک خانہ مین لکھنے کے بعد مادّۂ دوم کا پہلا جزو دوسرے خانہ مین لکھین پہر مادّۂ اول کا دوسرا جزو تیسرے خانہ مین اور مادّۂ دوم کا دوسرا جزو چوتھے خانہ مین پہر مادّۂ اول کا تیسرا جزو پانچوین خانہ مین اور مادّۂ دوم کا تیسرا جزو چھٹے خانہ مین یہی دور تسلسل آخر تک قائم رکھا جائے۔

ملاحظہ ہو کہ دائرۂ تمثیلی کے خانہ ۱ - ۳ - ۵ - ۷ - ۹ - ۱۱ - ۱۳ - کی میزان ۱۲۲۵ ہجری ہے اور اسی طرح خانہ ۲ - ۴ - ۶ - ۱۰ - ۱۲ - ۱۴ - کی میزان ۱۹۰۸ ۶ پس معلوم ہوا کہ اس دائرہ کے مجموعی ۱۴ خانے دو مادۂ تاریخ پر مبنی ہین ایک ہجری دوسرا عیسوی جن کو اس صنعت نے بے شمار تاریخون کا ماخذ قرار دیا ہے جن مین سے بعض مادّے عیسوی سنہ کے متعلق حاصل ہونگے اور بعض ہجری کے متعلق

روشن خیال مورّخ ایک دائرہ سے دو مختلف اقسام کے سنہ بہی پیدا کرسکتا ہے عیسوی اور ہجری ہی پر کچھہ موقوف نہین ہے اور ایک دائرہ مین متعدد صنائع سے کام لے سکتا ہے جو کہ اہل بصیرت اور روشن خیالون کا حصّہ ہے۔

اور یہ بہی ممکن ہے کہ صرف ۸ خانون کا ایک ایسا دائرہ بنایا جاوے جس کے آٹھون خانون مین (۸) اعداد ہون جس کسی خانہ سے آپ چاہین شمار اور سنہ

مطلوب حاصل کرین۔ اس دائرہ مابعد الذکر کا نام استادانِ فن نے دائرہ مثمّنہ رکھا ہے اور اہل فن نے اس کو دائرہ اول الذکر پر ترجیح دی ہے اس لئے کہ اسکے عمل مین عدد مفروضہ کے لئے کسی استثنار کی ضرورت نہین ہے جیساکہ دائرہ اول الذکر مین ا و ۱۴۱ وغیرہ کا استثنا شرط ہے۔

ہم نے اس دائرہ مثمّنہ مین شاہزادگان بلند اقبال حضرت آقائی ولی نعمت سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کی تاریخ ولادت لکھی ہے جس کے مادۂ تاریخ کا مصرع گرامی ہین یہ دونون نونہال گلشن شاہی :. اسی دائرہ مین تقسیم پاتا ہے اور قاعدۂ مقررہ سے بے شمار تاریخین اس سے حاصل ہوتی ہین۔
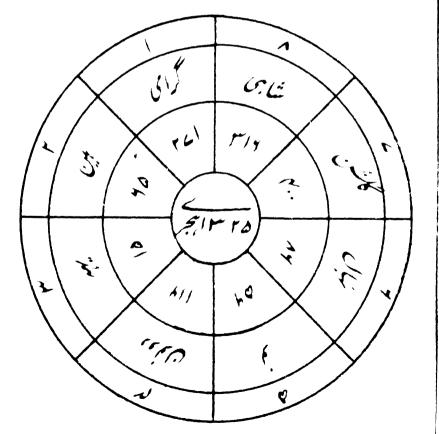
اس دائرہ سے کثیر تاریخوں کے حاصل کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ایک عدد فرضی تسلیم کرو جو دو صورتوں سے خالی نہ ہوگا یا تو طاق ہوگا یا جفت۔

پھر اسی دائرہ سے کسی ایک خانہ کو جس کو آپ کا جی چاہے مبدأ قرار دو یعنی شمار اس خانۂ مبدأ سے شروع کرو۔

اگر عدد مفروضہ طاق ہے تو برعکس طریقہ دائرۂ اول الذکر شمار کا آغاز خانۂ مابعد (مبدأ) سے ہوگا۔

پس جس خانہ پر عدد مفروضہ کا شمار ختم ہوا اس خانہ کا عدد ایک کاغذ پر لکھ لو پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری کرو جس خانہ پر شمار ختم ہو اوس کا عدد اسی کاغذ پر لکھتے جاؤ پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری رکھو۔ یہ دور تسلسل اوس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ شمار کی انتہا خانۂ ماقبل مبدأ پر نہ ہو۔ پھر اس کے بعد ان اعداد کو جو آپ اس کاغذ پر لکھتے رہے ہیں جمع کرو تو سال مطلوب حاصل ہوگا۔

اگر عدد مفروضہ جفت ہے تو شمار کا آغاز ہمیشہ اسی خانہ سے ہوگا جس خانہ پر شمار ختم ہوا ہے۔ اور یہ دور شمار اس وقت تک جاری رہیگا جب تک شمار کا اختتام خانۂ مبدأ پر نہ ہو۔

مثلاً ہم نے ایک فرضی عدد ۵ قرار دیا اور نقشۂ بالا سے خانہ ۳ کو مبدأ تجویز کیا اور بدین وجہ کہ عدد مفروضہ طاق ہے شمار کا آغاز خانۂ مابعد مبدأ یعنی خانہ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۸ پر ختم ہوا اور اس کے عدد (۲۱۶) محفوظ کیے گئے پھر اس کے مابعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانۂ ۵ پر قرار

پایا جس کے اعداد (۵۶) محفوظ کئے ۔

پھر اس کے بعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانۂ ۲ پر جس کے اعداد (۶۵) محفوظ کئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۷ پر جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۴ پر جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ (۱) پر جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۶ پر جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۳ پر جو مبدأ ہے اور اس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے ۔

اب شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ مبدأ پر اختتام ہوا پس ہم نے اعداد محفوظ کو جمع کیا تو ۳۱۶ + ۵۶ + ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ مساوی ہیں ۱۳۲۵ کے اور یہی سنۂ مطلوب ہے ۔

اب ہم نے دوسرا عدد فرض کیا جو چھ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عدد جفت ہے اور مبدأ خانۂ ۵ کو قرار دیا اور حسب قاعدۂ متذکرۂ بالا اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو ۶ کا شمار خانۂ ۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد (۶۵) کو ہم نے محفوظ کیا ۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۷ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کئے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۴ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ (۱) پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۶ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۳ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۸ پر شمار ختم ہوا اور اس کے اعداد (۳۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز ہوا تو خانہ ۵ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۶۵) ہیں چونکہ شمار خانہ مبدا پر ختم ہوا لہذا اب شمار زائد کی ضرورت نہیں ہے پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ + ۳۱۶ + ۶۵ ۔ مساوی ہیں ۱۳۲۵ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اس دائرہ کی ترتیب جسپر ایک مصرع کے الفاظ کو تقسیم کیا گیا ہے محض مؤرخ کی روشنی طبیعت پر منحصر ہے کوئی خاص امر قابل بیان نہیں ہے۔ ایک تجربہ کار اور مشاق مؤرخ اون آٹھہ الفاظ سے مادہ تاریخ تجویز کر سکتا ہے جن سے یہہ

مقصد حاصل ہو۔

فنّ جمل اُستاد سے مستغنی نہین ہے۔ ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ اگر فن جمل کو صرف زور طبیعت سے بذریعہ کتاب سمجھنا چاہو تو کامل مقصد حاصل نہ ہوگا اس لئے کہ استادان فن نے بعض صنائع کے بیان کرنے مین طرز بیان کو نہایت آسان اور سریع الفہم الفاظ مین نہین رکہا۔ اگرچہ ہمنے اپنی اس کتاب کی ہر ایک بحث مین حتی الامکان مربوط اور معمولی بول چال مین سمجہانے کی کوشش کی ہے تاہم بعض صنائع کی تعریف تفہیم اُستاد کی محتاج ہے۔ اگر ہمارے اس خیال کے برخلاف کوئی طبّاع اور روشن خیال شخص اوس کے سمجھنے مین بدون امداد اُستاد کامیاب ہوجائے تو وہ الا ماشاءاللہ کا مصداق ہوگا۔ صنعت دائرہ کے موجد طبّاعان عجم ہین۔

(۲۲) صنعت مُعمّا | مُعمّا زبان عربی کا لفظ ہے۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ معمّا بمعنی پوشیدہ شدہ و کور و نابینا و بقول صاحب لطائف مکان پوشیدہ اصطلاح مین وہ رمز وایما جو کہ طبع سلیم کو پسند ہو۔ بعض صاحبان مصطلحات نے لکھا ہے کہ معمّا اوس کلام کو کہتے ہین جو بطرز رمز وایما ایک ایسے کلام پر دلالت کرے جو بطریق تشبیہ یا قلب ہو یا بحساب جمل۔ معمّاے جمل سے وہ صنعت مراد ہے جس مین معمّا کے ساتھ تاریخی مادّہ بھی ہو۔ جیسا کہ میر شمس الدین فقیر نے ایک شادی کی تاریخ لکھی ہے

تاریخ بقا نون معمّا گفتم		خورشید قران یافتہ با ماہ تمام	

ماہ سے بقاعدہ ترادف شہر مراد ہے اور ماہِ تمام ۳۰ دن کے مہینے کو کہتے ہین اوس کا ترجمہ فارسی (سی) اور لفظ سی کے اعداد جمل ۷۰ ہین پس ۷۰ کو اعداد

خورشید ۱۱۲ پر بڑہانے سے ۱۱۹۰ ہوتے ہین اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

بعض محققین نے لکہا ہے کہ مورخ کو صنعت معمّا سے احتراز کرنا اولےٰ ہے اس لئے کہ تاریخ کا اصلی مقصد معمّے کی بدولت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے ۔

اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ جمل مین اس صنعت کے موجد یہی بزرگ ہین جن کی تاریخ اوپر لکہی گئی ۔

(۲۳) صنعت تکثیر — یہ وہ صنعت ہے کہ جس کے ذریعہ سے مادّہ تاریخ کے ارکان بدلتے ہین اور ۳۲۰ مادّے ایک ہی مصرع تاریخی سے حاصل ہوتے ہین ۔

مولانا عبدالجلیل بلگرامی نے بتقریب جلوس محمد شاہ غازی اسی صنعت مین تاریخ لکہی ہے اور قاعدہ کو بہی منظوم فرمایا ہے وہو ہذا ۔

بحمد اللہ بہار آمد جہان سرسبز شد یکسر — بتخت سلطنت بنشست شاہنشاہ دین پرور
محمد شاہ غازی بادشاہ کشور احسان — بجاہ ہمچو جمشید و بشانے ہمچو اسکندر
وجودش آیۂ رحمت نگاہش مایۂ عزت — بنامش زینت سکہ بذکرش زینت منبر
بمیدان شجاعت دشمنان را تیغ مردافگن — بدیوان عدالت تشنگان را موجۂ کوثر
من از بہر جلوس آن شہ اورنگ ہمسندی — نوشتم مطلع پر نور ہمچون مطلع خاور
گل افشان شد بہار خرمی زین مژدۂ رنگین — بہر سو بلبل موزون ترنم تہنیت گستر
برآید جمل ہزار و سہ صد ابیات لطیف از وی — برآن مجموع بست افزون کن در یاب این مضمر

شہ عادل مہ کامل یم سائل جسم والا — بدل دانا بید دانا بجود اولیٰ بمجد اولیٰ ۱۱۴۰
ازین پیش از برای ہیچ شاہے اندرین صنعت — برون نادر دُر غواصی بحرے اینچنین گوہر
کتب موجود یاران مورخ بر ہمہ ظاہر — بدعوی گر عزیزی پیش آید وا کند دفتر

بود فال مبارک این همه تکثیر اعدادش
دعاے شاه از عبدالجلیل و از ملک آمین
اگر خواهی که استخراج این اعداد دریابی
بود ترکیب این بیت طرب افزورشش ارکان
پس از رکن سوم نسبت بهر دو شش صو گرد
درین شش باز چون رکن چهارم را بضرب آری
برین منوال گر ارکان باقی را بیابلش
چو تفصیل صور در ده مجلد میتوان شد
اگر خواهی که خواهی ضبط تفصیل صور خواهی
که من این نسخه رنگین مرتب کرده ام زین و
الهی تا جهان باشد شه ما کامران باشد

بطول عمر شاه دین پناه وسعت کشور
همیشه باد روشن اختر شاه جهان پرور
برهان مے کنم خاطر نشین طبع دانشور
که در ارکان او ممکن بود تقدیم یکدیگر
که از ضرب سه در دو بے تکلف شش بود ظاهر
بر آید بست ابیات و چهار افزون بر و بنگر
بضرب آری این اعداد بیشک بیشود منجر
ازین رو کرده ام مجمل مطلب مضمون پی بر
دبیر چند چابکدست آرو کاغذ و مسطر
نشانے تا بود باقی بعالم تا دم محشر
تخت و تاج و عدل و داد و جود و بخشش افز

اس صنعت کا بھید صرف ارکان کا وزن مساوی ہے جن کے الٹ پھیر اور تقدیم و تاخیر سے وزن شعر مین نقصان نہ آئے اعداد ارکان مین کوئی خاص قاعدہ مقرر نہین ہے۔ اون کے اعداد جو کچھ ہی ہون۔ تقدیم و تاخیر سے اصل مادہ مین کوئی نقصان پیدا نہ ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ عبدالجلیل بلگرامی پہلے شخص ہین جنھون نے اس صنعت مین تاریخ لکھی۔

(۲۴) صنعت تنقیط | صنعت تنقیط اوس عمل کا نام ہے کہ مندرجہ ذیل حروف مہملہ کو جو مادۂ تاریخ مین واقع ہون نقطہ دار فرض کرکے اون کے عدد محسوب کرین یعنی (ح) کو (خ) فرض کیا جائے اور (د) کو (ذ) (ر) کو (ز) (س) کو (ش) (ص) کو (ض)

(ط) کو (ظ) (ع) کو (غ)۔

جس مصرع یا فقرہ یا لفظ کو مادّہ قرار دیا جاویگا اوس کے مجموعی حروف سے صرف حروف متذکرہ بالا کو صنعت تنقیط کے ساتھ حساب مین شمار کیا جاویگا اور باقی حروف حساب مین داخل نہ ہون گے بعضون نے کہا ہے کہ باقی حروف بحال خود رہ کر داخل حساب ہون گے۔ اس اختلاف کا تصفیہ جبتک نہ ہولے اور جب تک ایک قاعدہ کے ہم پابند نہ ہو جاوین صنعت تنقیط پر عمل نہو سکے گا بدین وجہ کہ یکسوئی لازم ہے لہذا ہم صورت اوّل کے پابند ہین اگر دو عملی قائم رکھی جائے تو ہر مادّہ کے ذیل مین اس کی صراحت کرنی ہوگی کہ فلان طریقہ پر عمل ہوا ہے اور صرف صنعتِ تنقیط کا اشارہ کافی نہ سمجھا جائے گا اور صراحت کی احتیاج صنعت کو ناقص قرار دے گی بناءً علیہ ہماری راے یہ ہے کہ شائقین جمل اس صنعت کی تعریف مین صورت اول الذکر کے پابند رہین۔

مندرجہ ذیل تاریخ اسی صنعت مین لکھی گئی ہے جو کسی دکھنی کی طبعزاد ہے مثلاً ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

نوکری کھو کرہے محتاط آپ	دشمنون نے آپ کو جو کس کیا
کردکھایا ایک تنکے کو پہاڑ	ان حریفون نے تمہین بے بس کیا
جو ہوا قاصد تیری امداد کا	دیکھے جُمل بیرنگ اُسے واپس کیا
پھنس گیا آفت مین بے چارہ غریب	گھر گیا حلون مین اور بس بس کیا
صنعت تنقیط مین ہے اس کا سال	ایک کو نقطہ لگا کر دس کیا

۱۹۰۶

مصرع تاریخی مین صرف (ط) کے عوض (ظ) محسوب ہوئی ہے اور (ر)

کے عوض (ز) اور (د) کے عوض (ذ) اور (س) کے عوض (ش) حروف معیّنہ سے صرف اسی قدر حروف اس مادّہ مین قابل تنقیط تہے۔

تمثیلی تاریخون مین اگر محاورہ کی کوئی غلطی ہو تو ہم معذور ہین مورّخ خود اس کے ذمہ دار ہین ہمکو صرف مادّۂ تاریخ کے تمثیل سے کام ہے۔

یہ صنعت صرف ہندیون کی ایجاد ہے۔ فارسی کوئی تاریخ اس صنعت مین ہماری نظر سے نہین گزری۔

(۲۵) صنعت سلب نقط | صنعت سلب نقط حروف ذیل سے متعلق ہے یعنی اگر مادۂ تاریخ مین (ج) یا (خ) واقع ہو تو اس کا نقطہ سلب کرکے دونون کے لئے (ح) کے عدد محسوب ہون گے اسی طرح (ذ) کو (د) فرض کرنا یا (ز) کو (ر) یا (ش) کو (س) اور (ض) کو (ص) یا (ظ) کو (ط) یا (غ) کو (ع) فرض کرنا صنعت سلب نقط مین داخل ہے۔ اس صنعت کے موجد اہل ہند ہین۔ سلب نقط کی کوئی تاریخ ہماری نظر سے نہین گزری۔

بعض اہل فن نے ایک ہی مادّہ مین دونون صنائع کو جمع کیا ہے ایک ایک عجمی شاعر نے اس صنعت مین کیا خوب تاریخ لکھی ہے۔ وہو ہذا

نور النساء بہر علی از دواج یافت	نوشاہ را عروس بود حسن انتخاب
سلب نقط بصنعت تنقیط گشتہ سال	با مشتری خجستہ بود وصل آفتاب

(تشریح)

حروف اصلی	ش	ر	خ	ج	س	د	ص	میزان
حاصل صنعت تنقیط و سلب نقط	س	ز	ح	ح	ش	ذ	ض	
اعداد	۶۰	۷	۸	۸	۳۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۱۸۸۳

(۲۶) صنعت طلسمی | صنعت طلسمی ایک عجیب صنعت ہے جس کو کام مین لانے سے لوح طلسمی متعدد تاریخون کو پیش کرتی ہے۔

۲۱ مدارج اور ۲ امراتب کے ایک نقشہ کا نام لوح طلسمی ہے۔ جس کے ہر ایک خانہ مین مفردات و مرکبات سے خانہ پُری کی جاتی ہے اور وہ تمام مفردات اور مرکبات در حقیقت حامل تاریخ ہوتے ہین۔ سائل کو اختیار ہے کہ اون کل خانون سے جس خانے کو وہ چاہے مبدا قرار دے اور اسی مبدا سے اکیس خانے شمار کر کے اکیسوین خانہ کی تحریر کو ایک کاغذ پر لکھ لیوے پھر اُس کے بعد کے خانہ سے شمار کا آغاز کیے اور پھر اکیسوین خانہ کا نوشتہ اوسی کاغذ پر ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگرے سطرون مین لکھتا ہوا چلا جاے تا آنکہ اس شمار کا سلسلہ خانہ ماقبل مبدا پر ختم ہو۔

لیکن اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ حروف حاصلۂ خانہ ہاے سطور فوقانی مبدا کو اس سلسلۂ ترتیبی سے جو ایک جدا کاغذ پر جاری ہے مقدم رکھنا چاہیے جب شمار ختم ہو جاوے گا تو حروف محفوظہ سے ایک ایسا فقرہ یا مصرع حاصل ہوگا جس کے اعداد مجموعی سنۂ مطلوب کے مساوی ہون گے۔

نقشۂ مندرجۂ ذیل اس صنعت کی مثال ہے جس کو استادی مولوی وحید الدین خان معنی تخلص نے نواب میر تراب علیخان بہادر سپہ سالار جنگ مختار الدولہ مختار الملک غفور وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کی تقریب وزارت پر مرتب فرمایا تھا۔

وہو ہذا

لوح طلسمی الموسوم بیادگارِ معنی

بج	ب	خ	مبا	ز	بکو	ز	بگر	ہدا	ب	ند	لا	سر	بر	ز	ع	ج
ال	ب	س	بیا	م	نش	ہے	ہ	گو	ش	بر	د	را	شد	ا	لی	ا
ا	ا	جب	ہا	ہی	گر	گو	دا	د	دسا	س	ا	ہر	دل	ق	د	کر
دا	ے	را	عد	یو	ہل	نب	نے	تا	د	ن	د	ا	ل	ا	لئے	با
ش	و	د	د	را	و	ج	ا	ا	ح	د	ا	بو	او	ا	و	سد
ار	لا	بے	ر	دہ	ا	ر	ہ	ب	جہ	صو	بیا	ن	ک	و	ہ	د
بو	ین	لت	از	د	ر	ک	ی	گر	نش	حجا	با	ان	ا	ل	ے	ب
ست	ا	ہ	سا	د	ر	و	اف	ا	گز	عا	د	یا	عا	ب	حجا	د
و	اب	و	ل	ال	گر	بر	گن	ہ	یا	جا	ضا	لا	من	لم	ست	ن
لم	ا	ب	ر	جا	و	ے	مد	حق	مع	خو	چو	ن	ست	ہ	ل	شا
سو	کن	عطا	بس	فر	بر	عا	گا	نم	جا	بہر	و	نا	لی	ا	مر	ند
از	ا	ع	ن	ب	دسا	ے	از	و	مہر	لی	ہ	کہ	نے	سو	ے	م
ہم	ن	گر	پر	و	مد	ز	با	ی	لا	با	بے	ز	نو	م	اق	د
ی	می	کہ	س	از	ہو	ا	کا	جو	در	یر	قبا	اس	ر	م	ما	لم
ر	نز	صی	ر	ا	نت	بعد	لہ	دو	دو	ین	را	د	گر	و	ل	م
ی	ر	ی	مہ	د	لت	جا	عز	ف	د	لا	سل	لت	سے	ز	نف	او
د	ا	عج	جز	د	ا	گی	ز	ہ	ا	ہ	شا	تہ	چو	ت	می	بر
کنو	م	لک	ہم	دے	جب	ب	تی	و	د	نے	یب	پ	ل	او	ر	مر
ن	نا	بر	د	ن	ین	گر	یشہ	قر	سبی	دیو	لو	را	و	س	ا	تہا
ح	در	ا	جا	گو	ہی	ہا	ز	مہا	یک	دا	با	با	ن	ان	می	ن
ے	ان	و	ن	ق	بان	و	ن	ے	شد	ن	للہ	ن	رہ	ان	و	ن

اس لوح طلسمی کے تیار کرنے کے لیے ۱۲ مادۂ تاریخ کا لکھنا ضرور ہے خواہ وہ ۲۱ فقرے ہوں یا ۱۲ مصرعے پھر اکیسوں مادّوں کو ۱۷ اجزا پر تقسیم کریں اور ۷۵۴ اجزا سے اس لوح کی خانہ پری اس ترتیب کے ساتھ کی جائے کہ کل کا جزو اول لکھا جاوے اور اس کے بعد اسی قاعدہ سے کل کا جزو دوم پھر جزو سوم اسی طرح ۱۲ کے ۱۷ اجزا کی ترتیب سے اس لوح کے خانے بھر دیں۔

اس عمل میں حواس برجا رہنے چاہییں۔ اگر کسی ایک حرف کی بھی غلطی ہوگی تو ساری لوح بے کار ہو جائے گی۔

(۲۷) صنعت مجمع الاقسام | مجمع الاقسام اوس صنعت کا نام ہے جس کے مادّۂ تاریخ کی الفاظ سے بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل صغیر ہیں۔ اور بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل وسیط اور بعض میں جمل کبیر یعنی ایک ہی مادہ میں زبر و بیّنات یا زبر و بیّنات کا استعمال ہو صاحب میزان الاشعار کے حوالہ سے فاضل مؤلف ارمغان نے لکھا ہے کہ یجوز فی المعمی والتاریخ ان یوخذ اعداد الحروف بحساب الجمل وان یوخذ بطریق الزبر والبیّنات وان یوخذ اعداد بعض الکلمات بحساب الجمل وبعضها بالزبر والبیّنات ورح یجب ان یشار الیہما بوجہ تا نسلا یلزم خلاف المقصود یعنی جائز ہے معمّے اور تاریخ میں یہ کہ لئے جائیں اعداد حروف کے بحساب جمل صغیر یا یہ کہ لیے جائیں اعداد بطریق زبر و بیّنات یا یہ کہ لیے جائیں اعداد بعض اونہیں کلمات کے بحساب جمل صغیر اور اعداد بعض کے بطریق زبر و بیّنات (یعنی جمل کبیر) اور اس وقت میں واجب ہے یہ کہ اشارہ کیا جائے ان دونوں کی طرف کسی اشارہ کے ساتھ تاکہ نہ لازم آئے خلاف مقصود اور التباس نہ ہو۔

اس صنعت کی مثال جناب مرزا دبیر مغفور کی تاریخ ہے جسپر صاحب ملخص تسلیم نے ناحق و ناروا حملہ فرمایا ہے اور ہماری راے مین یہ تاریخ نہایت قابل تعریف ہے

سال تاریخش بہ زبر و بیّنہ شد زیب نظم		طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس

فاضل مؤلف نے اس تاریخ مین بعض الفاظ کا زبر لیا ہے اور بعض کا بیّنہ بعض نے دونون اور مختلف طریقون سے تاریخ نکالی ہے۔

(الف) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنہ (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) و منبر بے انیس کا زبر و بیّنات (۷۷۵) اور ان سب اعداد کا مجموعہ ۱۲۹۱ اور یہی سال فوت ہے۔

(ب) طور سینا بے کا زبر و بیّنات (۵۸۶) کلیم اللہ کا زبر (۱۷۲) منبر کا زبر و بیّنات (۴۰۰) بے انیس کا زبر (۱۳۳) اور کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(ج) طور سینا کا زبر و بیّنات (۵۷۲) بے کلیم اللہ و کا زبر (۱۸۴) منبر بے کا زبر بیّنات (۴۱۴) انیس کا زبر (۱۲۱) کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(د) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنات (۲) پھر کلیم اللہ کا زبر و بیّنات (۵۳۲) پھر و منبر کا زبر (۲۹۸) لیا اور پھر بے کا بیّنہ (۲) لیا اور انیس کا زبر (۱۲۱) شریک کیا تو مجموعہ (۱۲۹۱) ہوا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ہ) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنہ (۲) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) منبر بے کا زبر (۳۰۴) انیس کا بیّنہ (۲۲۷) ان سب اعداد کا مجموعہ (۱۰۳۵) جو سنہ ۱۲۹۱ کا مساوی سال یزدجردی ہے۔

(و) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنات (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) و کا بیّنہ (۷) منبر کا زبر و بیّنہ (۴۰۰) بے کا بیّنہ (۲) انیس کا زبر (۱۲۱)

ان کل اعداد کا مجموعہ (۱۰۴۶) ہے جو ۱۲۹۰ھ ہجری کا مساوی سال ہندی ہے
اب محققین فن انصاف فرمادین کہ کیا یہ تاریخ معمولی چیز ہے ہرگز نہین ۔
سچ یہ ہے کہ اس مین طبّاعی کو بھی کامل دخل نہین ہے بلکہ تائید ایزدی اس مین شریک اور
وہ میرانیس مغفور (صاحب واقعہ) اور مرزا دبیر مرحوم (مورخ الثانی) کی نیک نیتی
کا سبب ہے کہ اون کے لئے انکی استادی سے ایسی تاریخ لکھی گئی۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ
ایسی تاریخین کہان ہوتی ہین ۔ ہم ۳۰ برس سے اس فن کے ساتھ خاص دلچسپی رکھتے
ہین تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تاریخین خود ہم نے لکھین اور کئی ہزار تاریخین متقدمین
اور متاخرین کی ہماری نظر سے گزرین ہم کہہ سکتے ہین کہ اون سب مین یہ تاریخ
اپنی ہی آپ مثال ہے ۔ جزاہ اللہ فی الآخرۃ
جن حضرات نے اپنی تالیف مین اس کو بگاڑ کر دکھلایا ہے اونھون نے اپنی
تالیف کی عزت گھٹائی ہے خدا اونکو بخشے ۔
(۲۸) مجمع الصنائع | جس مادہ تاریخ مین متعدّد صنائع جمع ہون اوس کا نام مجمع
الصنائع ہے ۔ متاخرین سے باقر گیلانی نے اس فن مین اپنے معاصرین پر تفوّق
حاصل کیا ہے اور متاخرین نے ان کو امام الجمل کہا ہے آپ نے نعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مین ۸۷ تاریخی مسجّع فقرے کہے ہین جن مین سے ہر ایک حامل
تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر ہے اور ۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہا ہے جس سے چار ہزار
پانسو بارہ تاریخین حاصل ہوتی ہین ۔
فقرہ ہاے تاریخی مین گیارہ فقرے ایسے ہین جن مین پہلے فقرہ کے حروف
مساوی ہین دوسرے فقرہ کے ۔

ہم نے قصیدۂ متذکرہ کو کتاب ہذا کے حصۂ دوم کا عنوان قرار دیا ہے جس کے
نو اشعار میں یہ صنعت ہے کہ ہر ایک مصرع میں سنہ مطلوب ہے اور ہر ایک مصرع کے حروف معجمہ اور مہملہ
تعداداً مساوی ہیں اور تعداد انتساباً بھی مساوی - ہر مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کو کسی
اور مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بھی سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے

صنائع تاریخ کے گزشتہ حصہ میں بعض بعض تاریخیں گزری ہیں جن پر مجمع
الصنائع کی تعریف صادق آتی ہے ہم نے اوسی مقام پر اس کا اشارہ بھی کر دیا ہے
بنا علیہ اس موقع پر ہم کسی خاص مثل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں خیال کرتے

(۲۹) صنعت بسط — صاحبان لغت نے بسط کے معنی فراخی اور کشادگی کے لکھے ہیں
لیکن اصطلاح اہل جمل و جفر و تکسیر وغیرہم میں بسط اوس عمل کا نام ہے جو ایک
حرف سے دوسرا حرف پیدا کرے - صاحب مطلع العلوم و مجمع الفنون نے لکھا ہے
اور صاحبان معدن الجواہر و ملخص تسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ قواعد بسط
(۴۶۰) ہیں یعنی صنعت بسط کا استعمال (۴۶۰) طریقوں پر ہو سکتا ہے لیکن ان اقسام
کا مکمل بیان نہ مصنفین قدیم نے کیا ہے اور نہ متاخرین سے کسی نے اس کی جانب توجہ
کی یہی وجہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے اس تعداد کو مبالغہ پر محمول کیا ہے - بہرحال
ہم اس کتاب میں انہیں (۲۸) اقسام کا ذکر کریں گے جو ہمکو تصانیف متعددہ سے
حاصل ہوئے اور گنتی میں (۲۸) حروف ابجد کے مساوی ہیں -

مقدمہ تاریخ ابن خلدون اور شمس المعارف کبری اور جواہر خمسہ و کتاب نقش خاطر
و معدن الجواہر و کتاب المداخل و ملخص تسلیم وغیرہ سے جس قدر اقسام معلوم ہوتے
ہیں وہ حسب ذیل ہیں -

صاحبان تحقیق نے بسط کو صنائع تاریخ سے موسوم نہین کیا ہے بلکہ جہان کہین
اونہون نے جمل کا ذکر کیا ہے اسی کے ساتہ بسط کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ بہی فرما دیا ہے
صاحب معدن الجواہر نے بسط کے لئے ایک معلق باب قائم فرمایا ہے ہم نے اپنے طرز ترتیب
اور سلسلۂ بیان اور نیز حقیقت بسط کے لحاظ سے یہی مناسب خیال کیا کہ اس کو
صنائع و بدائع تاریخ مین جگہ دین -

(**الف**) بسط کی پہلی قسم بقول صاحب معدن الجواہر بسط عددی ہے -
اور یہ دو اقسام پر منقسم ہے (۱) بسط عددی حرفی (۲) بسط عددی ترکیبی -
(۱) بسط عددی حرفی - وہ ہے کہ جس کلمہ یا کلمات کو بسط کرنا چاہین انکے
حروف کو ایک دوسرے سے جدا کرین - اور پہراون حروف کے اعداد جمل کو لکہین
اور جمع کرلین اور مجموعہ اعداد سے پہر حروف بناوین - اس عمل آخرین کو اہل
جمل نے استنطاق کہا ہے -
پس عمل استنطاق سے جو لفظ حاصل ہوگا وہ نتیجہ ہے بسط عددی حرفی کا
مثلاً ہم چاہتے ہین کہ لفظ حامد پر یہ عمل جاری کرین تو اس کے حروف کو
جدا جدا لکہا یعنی - ح - ا - م - د - پہران چارون حروف کے اعداد - ۸ - ۱
۴۰ - ۴ - کو جمع کیا ۵۳ حاصل ہوئے پہر ۵۳ مین عمل استنطاق کیا تو ۵۰ سے
ج حاصل ہوا - اور ۳ سے ہ پس (ج ہ) بسط عددی حرفی ہے لفظ حامد کا -
اس قسم کو جمل سے کچہہ تعلق نہین ہے - ہم نے تکمیل بیان کے لئے اس کو بدیۂ ناظرین کیا
البتہ بسط عددی کی دوسری قسم سے ہمارا مقصد متعلق ہے -
(**استنطاق کی تعریف**) استنطاق زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بات کرانے کے

ہین ۔ اور اصطلاح اہل جمل مین سطر اعداد سے بقاعدۂ خاص حروف پیدا کرنے کو
استنطاق کہتے ہین ۔مثلاً ۔(۲ ۵ ۶) ۔ کا استنطاق ب ۔ ہ ۔ و ۔ ہے ۔ اگر
درمیان سطر اعداد مین ایک یا کئی صفر واقع ہون تو صرف دو صفر سے کام لیا جائیگا
اور باقی صفر چھوڑ دیئے جائین گے ۔ مثلاً (۶ ۰ ۰ ۲ ۷) کا استنطاق ۔ و ۔ ر
ز ۔ ہے ۔ اور ۲ ۔۔۔ ۳۰۰۰ ۔ کا استنطاق ب ۔ ش ۔ یعنی عدد ۲ سے ب حاصل ہوئی
اور ۳۰۰۰ سے بقاعدۂ بالا ایک صفر ترک کرکے ۳۰۰ کا ش محسوب ہوا ۔ دو سے
زیادہ صفر اس لیئے ترک کر دیتے ہین کہ اوس سے کوئی حرف مستقل نہین حاصل ہو سکتا
اگرچہ ایک کے ہندسہ کے ساتھ تین صفر ہونے کی حالت مین اوس سے (غ) حاصل
ہو سکتا ہے لیکن چونکہ الوف کے درجہ مین (غ) کے سوا کوئی اور حرف نہین ہے
لہذا اصول عام کے لحاظ سے یہی قاعدہ قرار پایا کہ تیسرے صفر سے کام نہ لین ۔

صاحب معدن الجواہر نے اگرچہ لفظ استنطاق کی اصطلاحی تعریف سے
کنارہ فرمایا ہے لیکن آپ نے استنطاق کا جو عمل کیا ہے اوس سے یہ بات مترشح ہے
کہ آپ نے اعداد کے مراتب کے لحاظ سے حروف حاصل فرمائے ہین مثلاً ۲ ۵ ۶ سے
ب ۔ ن ۔ خ (ب) اس لیئے کہ ۲ کا ہندسہ درجہ احاد مین ہے اور (ن) اس لیئے
۵ کا ہندسہ درجہ عشرات مین ہے ۔ اور (خ) اس لیئے کہ ۶ کا ہندسہ درجۂ
مآت مین ہے ۔ ہم یہ کہتے ہین کہ اگر استنطاق مین مراتب سے کام لیا جاوے
تو پھر استنطاق کی ضرورت ہی باقی نہین رہتی اعداد حاصلہ گویا حروف مستنطقہ
کے اعداد ہین ۔ پھر استنطاق کا طول عمل بیکار اور بے ضرور ٹھہرا ۔
اسی طرح آپ نے اعداد ۳۰۰۰ ہزار سے تین غین حاصل فرمائے ہین

[illegible] ... ۳ مین نہ معلوم آپ کیا عمل فرمائین گے اس لئے کہ آپ کے اختیار فرمودہ اصول سے [illegible] حاصل ہونگے اور جب تیس غیر مستنطقہ کے عدد لئے جائین گے تو وہی ... ۳ ہون گے۔ پس استنطاق کا عمل تحصیل حاصل ٹھرا۔
ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے اور دیگر محققین نے اس نازک بحث سے مطلق کنارہ کشی کی ہے اور یہ بھی مناسب نہ تھا اس لئے کہ متعدد صنائع مین استنطاق کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

پس شائقین فن جمل دیکھتے کہ [illegible] عرض کی ہوئی تعریف کو اچھی طرح ذہن نشین فرمائین تاکہ عمل مین کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔ اور استنطاق کا مطلب فوت نہ ہو۔

پس ہمکو [illegible] تعریف سے تو صاحب معدن الجواہر کے ساتھ اتفاق ہے لیکن عمل کے نتیجہ [illegible] نہین ہے یعنی ہماری رائے مین ۵۳ کا استنطاق ج۔ ہ۔ [illegible] ہین۔ جیسا کہ لائق مؤلف موصوف نے لکھا ہے کیونکہ ایک عمل تعریف استنطاق کے [illegible] ہے۔

اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ صنعت [illegible] جاری ہو سکتی ہے جس کے اعداد ہزار کے درجہ سے نہ بڑھین۔ تو ایسی تخصیص [illegible] تعریف عام سے پیدا نہین ہوتی جس کو صاحبان فن نے بیان کیا ہے اور بہرحال استنطاق سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔ یعنی اگر ہم نے لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کی اور اس کے عدد مجموعی (۵۳) کے استنطاق سے لفظ جن حاصل کیا اور پھر لفظ جن سے عدد تاریخ مین (۵۳) محسوب کیے تو استنطاق کا عمل محض بے کار قرار پایا۔

بنائے علیہ ہماری رائے مین وہی عمل صحیح ہے جس کو اسی تعریف کی بنیاد پر ہم نے کیا ہے پس عمل استنطاق مین ہم کو مراتب اعداد سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیئے ۔

(۳) بسط عددی ترکیبی ۔ وہ عمل ہے کہ اعداد کلمہ کو بقاعدۂ متذکرۂ قسم اول جمع کر کے استنطاق کرنے کے بعد جو حروف حاصل ہون اون کو بپابندی سلسلہ مرکب کر کے لفظ بناوین ۔

پس واضح ہو کہ بقول صاحب معدن الجواہر لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کرینگے بعد اس کے استنطاق سے حروف ج ۔ ن ۔ حاصل ہوئے اور ان دونون حروف سے لفظ (جن) مرکب ہوا اور ہماری رائے کے مطابق جس کی صراحت بضمن تعریف قسم اول ہوئی ہے حروف مستنطقہ سے لفظ (جہ) حاصل ہوا ۔

محققین فن نے جا بجا اپنی تصانیف مین اس کا ذکر تو فرمادیا ہے مگر کسی بزرگ نے یہ نہ بتایا کہ اس صنعت کا استعمال تاریخگوئی مین کس طرح ہو سکتا ہے ۔

ہم نے بڑی غور کے بعد کئی صورتین اس کے استعمال کی پیدا کی ہین جن کو ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔ اس صنعت کی قسم دوم ایک طبّاع مورّخ کو کام دیسکتی ہے یعنی جب روشن خیال مورّخ کسی واقعۂ تعزیت پر مرثیۂ تاریخی لکھنا چاہے تو وہ ایسی صنعت کے ذریعہ سے مادّۂ تاریخ اور نام مرحوم یا مادّۂ تاریخ اور اشعار مرثیہ مین تعلق پیدا کر سکتا ہے ۔

فرض کرو کہ ابو طالب نام ایک بزرگ کی رحلت ۶ ہجری مین واقع ہوئی تھی جس کی تاریخ ہم نے لفظ آہ سے لکھی تو یہ تاریخ صنعت (بسط عددی ترکیبی) کہلائیگی اس طرح پر کہ

ابوطالب کے ۷ حرف ہین ا ۔ ب ۔ و ۔ ط ۔ ا ۔ ل ۔ ب ۔ اوران ساتون حروف کے عدد ۱ ۔ ۲ ۔ ۶ ۔ ۹ ۔ ۱ ۔ ۳۰ ۔ ۲ ہین انکا مجموعہ (۵۱) ہے اور (۵۱) کا استنطاق الف اور ہ ۔ اوران دونون حرف کا مجموعہ لفظ آہ ہے اور آہ کے عدد جمل ۶ ہین جو سنہ وفات کی خبر دیتے ہین ۔ اسی صنعت مین ہم نے ایک منظوم تاریخ ہدیہ ناظرین کی ہے ۔

این جہان وا کی سوز ملک الفا شد نقل	سنہ ثم الدہر ابوطالب فرخندہ صفات
نام معلوم بہ اسبط عددی ترکیبی	صورت آہ بود حامل تاریخ وفات

اس صنعت پر عمل کرنے کے لئے شاعر مورخ کو اول مادہ تاریخ لکھہ لینا چاہیئے ۔ پھر اوس کے حروف جدا جدا کرکے ہر ایک کے ذیل مین اوس حرف کا عدد لکھہ دینا چاہیئے اور اون اعداد کو تعداد منقسمہ ترتیبی اعداد اشعار مرثیہ یا قصیدہ کا مجموعہ قرار دینا چاہیئے ۔

ہم اسی مضمون کو ایک مختصر سی تاریخ کے ذریعہ سے جو [illegible] ہجری مین لکھی گئی ہے ہدیہ ناظرین کرتے ہین تاکہ سمجھنے مین آسانی ہو ۔

ایزد از لطف بسید علی محسن	داد آرام دل راحت جان فرزندگاہ
۴۴۶	۱۲۸۶
سال تاریخ بہ سمعددی ترکیبی	شد ز اشعار ہمین قطعہ ہویدا چون ماہ
۲۱۰۵	۱۳۰۲

اس قطعہ کے تمام الفاظ مین یہ صنعت جاری کی گئی ہے یعنی مصرع اول کے اعداد (۴۴۶) ہین ۔ اور مصرع ثانی کے اعداد (۱۲۸۶) ۔ اور مصرع ثالث کے اعداد

(۲۱۰۵) اور مصرع رابع کے اعداد (۱۳۰۳) ان سب کو جمع کیا تو میزان (۵۱۴۰) ہوئی اور ان اعداد کا استنطاق (م ۔ ا ۔ ہ) ہے ۔ ان تین حروف سے لفظ ماہ حاصل ہوتا ہے اور ماہ کے اعداد (۴۶) ہیں جو مساوی ہیں سنہ تاریخ ولادت کے

ہم نے پہلے اس ولادت کا مادہ تاریخ لفظ ماہ سے حاصل کیا ۔ پھر (ماہ) کے حروف کو جدا جدا لکھا ۔ م ۔ ا ۔ ہ ۔ پھر ان حروف کے اعداد کو مقطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے ۔ ۵۱۴۰ ۔ اب اس کی فکر کی کہ چار ایسے مصرعے لکھیں جن کے مجموعی اعداد ۵۱۴۰ ہوں ۔ پس ہم نے مرچہار مصرعہائے مذکورہ بالا تصنیف کئے جن کا اعداد مجموعی ۵۱۴۰ ہیں تو کہا جاویگا کہ الفاظ مجموعی مرچہار مصرعہائے بالا کا ابسط عددی ترکیبی لفظ (ماہ) ہے جس کے عدد ۴۶ سنہ مطلوب کے مساوی ہیں ۔ پس مادۂ تاریخ کو بوجہ صنعت بذا اشعار بالا کے ساتھ ایک خاص صنعتی تعلق ہے ۔

اسی صنعت سے ایک اور کام بھی لیا جا سکتا ہے یعنی ایسے الفاظ سے جن کے اعداد بہت زیادہ ہیں تاریخ مطلوب حاصل کی جا سکتی ہے ۔

مثلاً ایک شخص سنہ ہجری میں عازم سفر ہوا اور مؤرخ نے اس کی تاریخ فاللہ خیر حافظا لکھی جس کے مجموعی عدد ۱۹۴۶ ہیں جب ان اعداد سے استنطاق کیا گیا تو حروف ۔ ذ ۔ ذ ۔ ط ۔ ا ۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی عدد ۲۰ ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

(ب) بسط کی دوسری قسم کا نام بسط الحروف ہے اور بقول صاحب معدن الجواہر یہ صنعت ملفوظ اعداد حروف سے متعلق ہے ۔ اس کی تین قسم ہیں ۔ قسم اول کا نام زبر ہے اور قسم دوم کا نام بینات اور قسم سوم کا نام زبر و بینات جس کو بسط لفظی و

بسط ظاہری بھی کہتے ہیں (انہی اسم یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بسط نہیں ہے بلکہ یہ تینوں اقسام جمل سے ہیں جس کا بیان جمل صغیر و وسیط و کبیر کے نام سے گزر چکا ہے اور خود صاحب معدن الجواہر بضمن اقسام جمل اس کو لکھ چکے ہیں ۔ استادان فن نے اس کو ایک خاص عمل استنطاق کے لئے بسط میں داخل کیا ہے جیسا کہ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے اس کا اصلی نام بسط عددی ملفوظی ہے یعنی جب حرف کو ملفوظ کر کے اسم حرف کے اعداد سے بقاعدۂ استنطاق دوسرا حرف حاصل کریں تو اس کو بسط عددی ملفوظی یا بسط الحروف یا بسط لفظی وظاہری کہتے ہیں ۔ مثلاً لفظ واحد سے (و) لیا جس کا اسم ملفوظ واو ہے اور واو کے اعداد ۱۳ ہیں اور ۱۳ کا استنطاق ج ۔ ا ۔

پھر (ا) لیا جس کا اسم ملفوظ الف ہے اور الف کے اعداد ۱۱۱ ہیں جس کا استنطاق تین الف ہے یعنی (۱۱۱)

پھر (ح) لیا جس کا اسم ملفوظ حا ہے اور حا کے اعداد ۹ اور ۹ کا استنطاق ط ہوا ۔

پھر (د) لیا اور د کا اسم ملفوظ دال ہے جس کے اعداد ۳۵ ہیں اور ۳۵ کا استنطاق ہ ۔ ج ۔

اب کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ۔ ا ۔ ا ۔ ا ۔ ا ۔ ط ۔ ہ ۔ ج ۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۲۴ ہیں پس لفظ واحد کو بسط عددی ملفوظی کرنے سے اس کے عدد ۲۴ محسوب ہوئے ۔ صاحب معدن الجواہر نے غالباً اس پر غور نہیں فرمایا آپ کا اجمال بیان اس تفصیل سے ساکت ہے جس کی صراحت اہل فن نے کی ہے ۔

اس صنعت کی ایک تاریخ ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

عارف کامل شد از ملک فنا سوے اله	گفتمش خلد آشیان خلد برین ماوای اوست
ہاتف غیبم بسال رحلتش ارشاد کرد	در جوار رحمت خلاق اکبر جای اوست ۱۳۲۸

(التشریح)

حرف	اسم حرف	عدد	استنطاق	عدد
د	دال	۳۵	ہ ج	۸
ر	را	۲۰۱	اک	۲۱
ج	جیم	۵۳	ج ہ	۸
و	واو	۱۳	ج ا	۴
ا	الف	۱۱۱	۱۱۱	۳
ر	را	۲۰۱	اک	۲۱
ر	را	۲۰۱	اک	۲۱
ح	حا	۹	ط	۹
م	میم	۹۰	ص	۹۰
ت	تا	۴۰۱	ام	۴۱
خ	خا	۶۰۱	اس	۶۱
ل	لام	۷۱	از	۸
ا	الف	۱۱۱	۱۱۱	۳

حرف	اسم حرف	عدد	استنطاق	عدد
ق	قاف	۱۸۱	اح ا	۱۰
ا	الف	۱۱۱	۱۱۱	۳
ک	کاف	۱۰۱	ای	۱۱
ب	با	۳	ج	۳
ر	را	۲۰۱	اک	۲۱
ج	جیم	۵۳	ج ہ	۸
ا	الف	۱۱۱	۱۱۱	۳
ی	یا	۱۱	۱۱	۲
ا	الف	۱۱۱	۱۱۱	۳
و	واو	۱۳	ج ا	۴
س	سین	۱۲۰	ک ا	۲۱
ت	تا	۴۰۱	ام	۴۱
میزان				سنہ ۱۳۲۸

یہ صنعت درحقیقت صنعت الف کی دوسری قسم ہی ہے جو جمل کبیر میں

جاری ہوئی ہے بدین وجہ کہ تمام صنائع کو محققین نے جمل صغیر میں بیان کیا ہے بناءً علیہ اس کو ایک خاص نام سے موسوم کرکے داخل جمل صغیر کیا گیا ہے۔

(ج) بسط کی تیسری قسم بسط المربّی ہے جس کو محققین فن جمل نے بسط المقوّی بھی کہا ہے پس بعوض حروف مطلوب حروف مربّیہ و مقوّیہ سے کام لینے کو بسط المربّی یا بسط المقوّی کہتے ہین جس مین پابندی مراتب لازمی نہین ہے جیسا کہ بسط عزیزی مین لازمی ہے۔ اس کتاب کے باب اول مین بذیل بیان الفاظ جمل ہم لکھہ آئے ہین کہ کون کون حروف ناریہ اور مائیہ اور ہوائیہ اور ترابیہ ہین پس اہل جمل نے حروف ناریہ کو حروف ہوائیہ کا مربّی و مقوّی قرار دیا ہے اور حروف ہوائیہ کو مربّی و مقوی ناریہ مانا ہے۔ اسی طرح حروف مائیہ کو مربّی و مقوّی حروف ترابیہ مانا ہے اور ترابیہ کو مربّی و مقوّی مائیہ۔

صاحب معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے او تمثیل مین آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی تمثیل خلاف تعریف ہے۔

اب ہم چاہتے ہین کہ لفظ حامد کا (بسط مربّی و مقوّی) کرین تو پہلے ہم نے اس کے حروف جدا جدا لکھے (ح ا م د) پہر ح کو جو مائی ہے بلالحاظ مرتبہ ب سے بدلا جو ترابی ہے۔

پہر الف کو جو ناریہ ہے اوسی کے ہم مرتبہ حرف ہوائیہ (ج) سے بدلا اور اسی طرح م کو جو کہ ناریہ ہے بلالحاظ مرتبہ ق سے بدلا جو ہوائیہ ہے اور د کو جو مائیہ ہے ب سے بدلا اس لئے کہ وہ ترابیہ ہے۔

پس لفظ حامد کا بسط مربّی و مقوّی ب ج ق ب ہے جس کے اعداد ۱۰۷ ہین

جب کبھی اس صنعت مین تاریخ لکھی جائے تو مورّخ کو ضرور ہے کہ اسکے ذیل مین ایک نقشہ لکھدیوے جس مین اس امر کی صراحت رہے کہ کس حرف کے عوض کونسا حرف مقوّی قرار دیا گیا ہے اور حساب مین محسوب ہوا ہے اس نقشہ اور صراحت کی ضرورت اس لئے ہے کہ ایک ایک حرف کے عوض سات سات حرف ہین جن مین سے کسی ایک کا تبادلہ اس حرف کے سات جائز ہے ۔

باب اول کی فصل دوم سے ابجد عناصر ملاحظہ ہو تو ہمارا یہ بیان آسانی کے سات سمجھہ مین آوے گا ۔

اب ہم ذیل مین دو تاریخین عرض کرتے ہین (۱) بسط مقوّی کی تاریخ ہے اور (۲) بسط مرلّی کی تاریخ ۔ (۱) کو ہم نے طبع کتاب کی وقت شریک کردیا ہے

(۱) تاریخ بسط مقوی جو ہم نے نواب افسر الملک بہادر سی آئی ئی کے صاحبزادہ کے غرقابی کے موقع پر لکھی ہے ۔

او غرقِ تہِ آب شد و غرقِ غمش ما	ای وای کہ این زندہ و صد حیف کہ آن مرد
ای مادر فرزندکش از دست تو فریاد	تو پیر کہن سالہ بمانی و جوان مرد
جان بود مگر زندگی جسم جہان را	تنِ زندہ بگورست اگر جان جہان مرد
استاد شنا بود و کمندش مددی کرد	ہیہات چہ افتاد ندانم کہ چسان مرد
ای سلسلہ جنبان قضا دست تو کوتاہ	زین حادثہ استاد شناسی نتوان مرد
ای کاتب تقدیر چرا فاش نکردی	آن راز نہفتہ کہ تہ آب نہان مرد
داد از ستم دور سبک سیری افلاک	کشتی بسرش آمد و زین بار گران مرد
حیف ای فلک سفلہ کہ دستش نگرفتی	غربت بسفر داشت کہ بی تاب و توان مرد

حیف ست اگر شمع بمیرد سر مغرب	زانسان که چراغ سحری وقت اذان مرد
خاموش ولا نوحه بفریاد روا نیست	کز حکم قضا چاره نبیداشت ازان مرد
شد مصرع سعدی سنه بسط مقوی	این ماتم ہنجیت است که گویند جوان مرد ۱۳۳۶

نقشه تبادله حروف مقویه

(تشریح)

حروف اصلی	ـ	ه	ج	ے	ـ	ا	ے	ه	ن	ا	ـ	ه	ا	ل
نتیجه بسط مقوی	ک	د	د	ک	ج	ر	ک	م	ص	ر	ج	ط	ر	م
اعداد	۲۰	۴	۴	۲۰	۳	۲۰۰	۲۰	۴۰	۹۰	۲۰۰	۳	۹	۲۰۰	۴۰

حروف اصلی	ه	ل	ـ	ه	ج	ـ	ن	د	ـ	ج	ے	ا	ـ	٠
نتیجه بسط مقوی	ج	م	ل	د	ل	ص	ط	ل	ز	ل	ک	ص	ص	٠
اعداد	۳	۴۰	۳۰	۴	۳۰	۹۰	۹	۳۰	۷	۳۰	۲۰	۹۰	۹۰	٠

میزان اعداد حروف (نتیجه بسط مقوی) ۱۳۲۶ ہجری

تاریخ (۲) بصنعت بسط مربی طبعزاد یکے از شعرائے دکن

برادر زنت حق مارا گرفت	مریخ ازمن اے دوست الحق مر
به بسط مربی نوشتم سنش	مربی بسیار و مربی بخور ۱۲۸۴

(تشریح)

اسی طرح (م) کو جو ناری ہے اور مرتبہ چہارم مین واقع ہے (س) سے بدلین جو ہوائی ہے اور اسی مرتبہ چہارم کا حرف ہے۔

علیٰ ہذا (د) کو جو مائی ہے اور مرتبۂ اول مین ہے (ب) کے ساتہ بدلین جو ترابی ہے اور اسی مرتبۂ اول مین ہے۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کا بسط غریزی (ح س ب) ہو جائیگا جس کے عدد ۷۰ ہین۔

جہان تک ہم نے غور کیا ہے اہل جمل نے اس صنعت کو ایک خاص غرض کے لئے ایجاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ مورخ کو اعداد حروف کے برابر کرنے مین زیادہ گنجایش حاصل ہو۔

اسی صنعت کی مثال مین ہم تاریخ ذیل کو ہدیہ ناظرین کرتے ہین جو کسی طباع مورخ کی طبعزاد ہے

الٰہی بخش۔ شیخ وفق و دعوت
کسی شیطان کو شیشہ مین اتارا
فلیتہ سے کیا مفتون کسی کو
گرا فالج تو سمجہے چڑہ گیا بہوت
مریدون نے کئے لاکہون اتارے
شیاطین کو ہوئی بے حد مسرّت
غرض ناچار دنیا سے سدہارے
کہا بسط غریزی مین رسا نے

جفر آباد تہا جن کے کرم سے
کسی ابلیس کو مارا قلم سے
کوئی زندہ ہوا حضرت کے دم سے
گرے بیت الخلا مین آپ وہم سے
چڑہائے بہیٹ بارا ایک دم سے
کمر ٹوٹی پریزادون کی غم سے
ہوئی فرمایش تاریخ ہم سے
الٰہی بخشدے اپنے کرم سے
۱۳۲۲

(نوٹ) مادہ تاریخ مین علاوہ صنعت بسط غریزی کے صنعت جمع بہی ہے۔

اس مادّہ کے عدد معمولی شمار سے ۱۳۵۵ ہین مگر صنعت بسط غریزی سے ۱۳۲۲ اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

(تشریح)

حروف اصلی	ا	ل	ہ	ی	ب	خ	ش	د	ی
نتیجۂ بسط غریزی	ج	ی	ز	ل	د	ت	ث	ب	ل
اعداد	۳	۱۰	۷	۳۰	۴	۴۰۰	۵۰۰	۲	۳۰

حروف اصلی	ا	پ	ن	ی	ک	ر	م	س	ی
نتیجۂ بسط غریزی	ج	د	ع	ل	ط	ص	س	م	ل
اعداد	۳	۴	۷۰	۳۰	۹	۹۰	۶۰	۴۰	۳۰

میزان اعداد (نتیجۂ بسط غریزی) ۱۳۲۲ھ

نقشۂ بالا کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ مادّۂ تاریخ کے حروف مین بلحاظ مراتب۔ ناریہ کا تبادلہ ہوائیہ سے یا ہوائیہ کا ناریہ سے اور مائیہ کا تبادلہ ترابیہ سے یا ترابیہ کا مائیہ سے ہوا ہے ۔ اور دستور العمل مین وہی نقشہ ہے جو باب اول کے بیان الفاظ جمل مین ابجد عناصر پر گزرا ہے گویا وہ اس عمل کی جنتری ہے ۔

(۵) بسط ترفّع عددی ۔ بسط کی پانچوین قسم ہے ۔ بسط ترفّع عددی سے مراد عدد حروف کا اپنے درجا و مرتبہ سے درجہ و مرتبہ اعلیٰ مین ترقی کرنا ہے یعنی

اگر ایک حرف کا عدد درجہ احاد کا ہے تو اوس کو درجہ عشرات کے اوسی مرتبہ مین ترقی دین جس مرتبہ مین وہ احاد مین تہا اور اگر اس کا عدد درجہ عشرات کا ہے تو اوس کو اوسی مرتبہ کے درجہ مآت مین لے جاوین اسی طرح اگر اس کا عدد درجہ مآت کا ہے تو اوس کو الوف کے اوسی مرتبہ مین پہونچا دین محققین فن نے اسی کو بسط مراتبی بہی لکہا ہے اور اس بسط کے لئے ابجد ترفع سے کام لیا ہے جس کو ہم نے باب اول مین بذیل الفاظ جمل بیان کیا ہے اور ایک خاص نقشہ کے ذریعہ سے مراتب او مدارج کو دکہلایا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم اور معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔

پس اگر ہم الف کو بسط ترفع عددی کرین تو (ی) ہوجاویگا اور اس کا عدد ا کے عوض ۱۰ ہوجاویگا اسی طرح اگر (ی) کو بسط ترفع عددی کرین تو (ق) ہوجاویگا اور اس کے عدد ۱۰۰ محسوب ہون گے۔ علیٰ ہذا (ق) کا بسط ترفع عددی ہونے سے (غ) ہوجاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰۰ محسوب ہون گے۔

(تمثیل) اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفع عددی کرین جس کے عدد اس وقت ۵۳ ہین تو ح۔ ف۔ سے بدل جاویگی اور الف۔ ی۔ سے اور میم۔ ت۔ سے اور دال م۔ سے۔ پس (حامد) کے عدد ۵۳۰ ہوجاوین گے۔

تاریخ مین اس صنعت کا استعمال اعداد حروف کو دہ گونہ کر دیتا ہے اور سادہ طریقہ پر جس قدر عدد مادۂ تاریخ کے حاصل ہوتے ہین وہ اس صنعت مین دہ گونہ بڑہ جاتے ہین۔

ہم تاریخ ذیل کو جو اسی صنعت مین لکہی گئی ہے تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

تاریخ تعمیر مکان مؤلف در عزیز باغ طبعزاد مؤلف کتاب

اک مختصر مکان کی تعمیر ہم نے کی	چھوٹا سا خانہ باغ بھی ہے جس مین پر بہار
بسط ترفّع عددی سے کہو ولاؔ	فصلی کا سنہ عزیز ولا سے ہے آشکار ۱۳۱۰

(تشریح)

حروف اصلی	ع	ز	ی	ز	و	ل	ا	
بسط ترفع	ذ	ع	ق	ع	س	ش	ی	
اعداد	۷۰۰	۷۰	۱۰۰	۷۰	۶۰	۳۰۰	۱۰	۱۳۱۰

(نوٹ) ہمارا نام احمد عبد العزیز اور ہمارا خطاب عزیز جنگ اور ہمارا تخلص ولاؔ ہے، اور لفظ ولا انگریزی مین اوس مکان کو کہتے ہین کہ جو باغ کے ساتھہ وسیع رقبہ مین واقع ہو۔

پس شائقین فنّ جمل اس تاریخ کی خوبی کو خود سمجھہ سکتے ہین۔

(و) بسط ترفّع حرفی۔ بسط کی چھٹی قسم ہے۔ ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے مابعد کے حرف سے بدلنے کا نام بسط ترفّع حرفی ہے۔ اگر ہم چاہین کہ لفظ حامد مین بسط ترفّع حرفی کرین تو ح کو ط سے بدلین گے اور الف کو ب سے اور م کو ن سے اور د کو ہ سے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۶۶ ہو جاوین گے۔ صاحبان معدن الجواہر و ملخّص تسلیم نے اس کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے کہ ترفّع حرفی بدل کردن حرف ست بحرف ماقبلش۔ ہم عرض کرتے ہین کہ آپ سے بیان تعریف

مین تسامح ہوا ہے یہ تعریف تنزّل حرفی کی ہے جس کا بیان آگے آوے گا۔
ترفّع حرفی مین ایک حرف کا حرف ما بعد سے تبادلہ ہونا چاہیئے نہ ما قبل سے۔
اس صنعت مین ہم نے ایک تاریخ لکھی ہے جو تمثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین۔

رحمت اللہ خان نام آور شد بہ بسط ترفّع حرفی		ساخت حرضے نمونہ صنعت سال تاریخ چشمۂ رحمت ۱۳۱۹

(تشریح)

حروف اصلی مادہ	چ	ش	م	ہ	ر	ح	م	ت	میزان
حروف بعد بسط ترفع حرفی	د	ت	ن	و	ش	ط	ن	ث	
اعداد	۴	۴۰۰	۵۰	۶	۳۰۰	۹	۵۰	۵۰۰	۱۳۱۹

(ز) بسط ترفّع طبعی۔ بسط کی ساتوین قسم کا نام ہے حروف کو بحسب طبیعت ترقی دینے کا نام بسط ترفّع حرفی ہے یعنی حروف مائیہ کو ہوائیہ سے بدلا جاے اور حروف ہوائیہ کو ترابیّہ سے اور حروف ترابیہ کو ناریہ سے۔ اس عمل مین حروف ناریہ بحال خود رہین گے۔ اس لیئے کہ ناریہ سے زیادہ عالی درجہ نہیں ہے جس مین اس کا ترفّع ہوسکے۔ باب اول کی پہلی فصل مین بذیل الفاظ جمل جو نقشہ ابجد عناصر کا گزرا ہے اوس کے معائنہ سے معلوم ہوگا کہ سب سے آخری درجہ حروف مائیہ کا ہے اور اس سے بالاتر حروف ہوائیہ کا اور اس سے بالاتر حروف ترابیہ اور اس سے بلندتر درجہ مین حروف ناریہ۔
مثلاً اگر لفظ حامد کو بسط ترفع طبعی کرنا چاہین تو (ح) کو جو مائی ہے اسی کے

ہم رتبہ بالاتر درجۂ ہوائی مین (ز) سے بدلین اور (ا م) کو بحال خود رکہین
اس لئے کہ دونون ناریہ ہین اور ناریہ کے ترفع کے لیے کوئی بالاتر درجہ نہین ہے
پہر (د) کو جو مائیہ مرتبہ اول ہے اس کے درجۂ بالا مین (ج) سے بدلین جس کا
مرتبہ ہوائیہ مین اول ہے ۔ حاصل یہ ہے کہ اس عمل سے لفظ حامد کا بسط ترفع
طبعی ز ا م ج ہوا جس کے عدد ۱۵ ہین پس اس صنعت کا یہ نتیجہ ہو کہ جب
ہم نے لفظ حامد کا استعمال کیا جس کے عدد اصلی ۵۳ ہین تو اس صنعت کی
وجہ سے اس کے عدد ۱۵ محسوب ہوئے ۔

بعض محققین نے اس صنعت کے متعلق کہا ہے کہ اربعہ عناصر مین سب سے پہلا
اور فائق درجہ ناریہ کا ہے اور اس کے بعد ہوائیہ کا اور پہر مائیہ کا اور سب سے آخر
ترابیہ کا پس بسط ترفع طبعی مین حروف ترابیہ کو مائیہ سے بدلنا چاہیئے اور مائیہ کو
ہوائیہ سے اور ہوائیہ کو ناریہ سے اور ناریہ حروف بحال خود قائم رہین گے ۔
صاحب معدن الجواہر نے بہی اسی سلسلہ کو بیان فرمایا ہے ۔ صاحب ملخص تسلیم بہی
اسی کے ساتھ متفق ہین ۔ نقشۂ متذکرۂ الفاظ جمل مین جو ترتیب قائم ہوئی ہے وہ
باعتبار خاص ہے ۔

ہم کو بہی محققین بالا سے اتفاق ہے ۔ ہم نے اس صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے
جس کو مثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین ۔

ہجرت کی مُلّا واعظ نے		افسوس دکن سے چلے واعظ
تو بسط ترفع طبعی سے		تاریخ سفر ہے خدا حافظ ۱۲۹۲

(تشریح)

حروف لفظ خدا حافظ	خ	د	ا	ح	ا	ف	ظ	میزان
حروف بعد بسط ترفع طبعی	ث	ج	ا	ز	ا	ف	ذ	
اعداد	۵۰۰	۳	۱	۷	۱	۸۰	۷۰۰	۱۲۹۲

الفاظ خدا حافظ کے حقیقی اعداد ۱۵۹۴ تھے لیکن بسط ترفع طبعی کے بعد اس کے اعداد ۱۲۹۲ ہوگئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ح) بسط کی آٹھویں قسم بسط ترفع بالطبع ہے۔ یہ اس عمل کا نام ہے کہ ہم ایک طبیعت کے حروف سے ایک حرف کو اسی طبیعت کے بلند مرتبہ حرف کے ساتھ بدلیں یعنی اس کو ترقی دیں۔

ملاحظہ ہو نقشہ متعلقہ ابجد عناصر۔ مندرجہ فصل دوم باب اول جس میں حروف ناریہ ۔ ا ۔ ہ ۔ ط ۔ م ۔ ف ۔ ش ۔ ذ ۔ ہیں۔ اگر ہم کو الف کا ترفع بالطبع مقصود ہو تو اُس کو ہ سے بدلیں گے۔ جس کا درجہ باعتبار اعداد الف سے فائق ہے اسی طرح ہ کو ط سے بدلیں گے اور ط کو م سے اور م کو ف سے اور ف کو ش سے اور ش کو ذ سے۔

پس اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفع بالطبع چاہیں تو ح ۔ ل سے بدلیگی اور الف ۔ ہ سے اور م ۔ ف سے اور ۔ د ۔ ح سے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس عمل کے بعد ۱۲۳ ہوجاوینگے۔ تاریخ ذیل اسی صنعت کی مثال ہے۔

ہمین یہ نسخۂ نادر بفن طبعیات	رسالہ ایست کہ تعلیم را بود موضوع
ضیا یہ صنعت بسط ترفع بالطبع	رقم زدہ سنہ طبعش صحیفۂ مطبوع ۱۱۲۵

(تشریح)

حروف اجملی مادۂ تاریخ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
حروف ابعد البسط ترفع بالطبع	ت	ل	ن	ش	ط	ف	م	و	ی	ر	
اعداد	۴۰۰	۳۰	۵۰	۳۰۰	۹	۸۰	۴۰	۶	۱۰	۲۰۰	۱۱۲۵

(ط) بسط کی نوین قسم - بسط ترفع اوتار ہے - اوتار عربی زبان کا لفظ جمع ہر وتر کی بمعنی عدد طاق و فرد - اور اعداد جمل کے ہر مرتبہ مین - ۱ - ۳ - ۵ - ۷ - ۹ اوتار ہین - پس آحاد مین - ا - ج - ہ - ز - ط - اور عشرات ہین - ی - ل - ن ع - ص - اور مآت مین - ق - ش - ث - ذ - ظ - اور الوف مین غ حروف اوتار کہلاتے ہین - ترفع اوتار اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین الف کے عوض ج لین اور ج کے عوض ہ اور ہ کے عوض ز اور ز کے عوض ط لیکن اگر ط واقع ہو تو وہ بحال خود رہے گی اس لئے کہ آحاد مین اس سے فائق درجہ اوتار کا نہین ہے -

اسی طرح عشرات مین ی کی جگہ ل اور ل کے عوض ن محسوب ہوگا اور ن کے عوض ع اور ع کے عوض ص اور ص بحال خود رہیگا علیٰ ہذا مآت مین ق کی جگہ ش اور ش کے عوض ث اور ث کے عوض ذ اور ذ کے عوض ظ اور ظ بحال خود قائم رہے گی -

اور الوف مین غ بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ اس سے فائق عدد کا حرف نہین ہے -

اور حروف ازواج بحال خود قائم رہینگے۔ حروف ازواج وہ ہین جو اوتار کے سوا ہون۔ جس کا بیان آگے آوے گا۔

مثلاً لفظ حامد کا بسط ترفع اوتار ح ج م د ہے۔ حرف اول بحال خود رہا اس لئے کہ اوتار سے خارج ہے۔ اور الف کو ج سے بدلا اس لیے کہ الف سے فائق درجہ جیم کا ہے اور م اور د بحال خود رہے اس لئے کہ دونون اوتار نہین ہین۔ نتیجہ اس عمل کا یہ ہوا کہ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے بعد اس عمل کے ۵۵ ہوگئے۔

ہم تاریخ ذیل مثلاً عرض کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے۔

گشت تعمیر مسجد عالی	بایدم گفت بہر والا تاریخ
من بصنع ترفع اوتار	گفتمش خانۂ خدا تاریخ ۱۲۸۷

(تشریح)

حروف اصلی	خ	ا	ن	ہ	خ	د	ا	میزان
حروف بعد ترفع اوتار	خ	ج	ع	ز	خ	د	ج	
اعداد	۶۰۰	۳	۷۰	۷	۶۰۰	۴	۳	۱۲۸۷

نقشۂ بالا مین خ۔ د۔ دونون بحال خود رہے اس لئے کہ وہ حروف اوتار نہین ہین بلکہ ازواج ہین اور ا۔ ج سے بدلا اور ن کے عوض ع محسوب ہوا۔ اسی طرح ہ کے عوض ز اور پھر ا کے عوض ج۔ اس صنعت کی وجہ سے الفاظ خانۂ خدا کے اعداد اصلی جو ۱۲۶۱ تھے۔ ۱۲۸۷ ہوگئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ی) بسط ترفّع ازواج ۔ دسوین قسم ہے بسط کی ۔ ازواج ۔ زبان عربی مین
زوج کی جمع ۔ اور زوج ۔ وتر کا ضد ہے جو اعداد طاق نہین ہین بلکہ جفت ہین
اون کے حروف کو ہر مرتبہ مین ترقی دینے کا نام بسط ترفّع ازواج ہے ۔
اعداد ازواج ۔۲ ۔ ۴ ۔ ۶ ۔ ۸ ۔ ہین ۔ اور حروف آحاد مین ب ۔ د ۔
و ۔ ح ۔ اور عشرات مین حروف ۔ ک ۔ م ۔ س ۔ ف ۔ اور مآت مین حروف ۔ ر
ت ۔ خ ۔ ض ۔ حروف ازواج سے موسوم ہین ۔

پس ترفّع ازواج اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین ب کے عوض دلیں
اور د کے عوض و ۔ اور و کے عوض ح ۔ اور ح بحال خود رہے گی اسلئے
کہ اس سے زیادہ آحاد مین کسی زوج کا درجہ نہین ہے ۔

اسی طرح عشرات مین حرف ازواج کا شمار ک کے عوض م اور م کی
عوض س اور س کے عوض ف اور ف بحال خود رہیگی ۔ اس لئے کہ
عشرات مین ف سے فائق کوئی حرف زوج نہین ہے ۔

علیٰ ہذا مآت مین حروف ازواج کا شمار ر کے عوض ت اور ت کی
عوض خ اور خ کے عوض ض ۔ اور ض بحال خود قائم رہے گا اس لئے
کہ مآت مین ض سے فائق کوئی زوج نہین ہے ۔

اور الوف مین غ اس لئے بحال خود رہے گا کہ اس سے ازواج کو
کوئی تعلق نہین ہے ۔

اور اس عمل مین اوتار تمام افراد بحال خود رہین گے اُسی طرح جس طرح صنعت
ماضیہ مین تمام ازواج بحال خود تھے ۔

اب ہم لفظ حامد کا بسط ترفّع ازواج کرتے ہین ۔ ح ۔ بحال خود ہے کیونکہ حادیمن اس کا درجہ سب سے عالی ہے ۔ اور (الف) بہی بحال خود چہوڑا گیا کیونکہ اوتار سے ہے اور (م) حسب قاعدۂ بالا س سے بدلا گیا ۔ د ۔ و ہوگئی حاصل یہ ہوا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تہے اس صنعت سے ۵۷ ہوگئے ۔ مندرجہ ذیل تاریخ ایک مشہور شادی کے متعلق اسی صنعت مین لکہی ہے

حکمت اللہ خان طبیب دکن		بقدوم عروسش شد خوش حال
من بہ بسط ترفّع ازواج		کہ خدا شد حکیم گفتم سال ۱۲۷۷ھ

نقشۂ ذیل سے مادۂ تاریخ مین صنعت کا عمل ظاہر ہوتا ہے ۔

حروف اصل مادۂ تاریخ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	—	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان
حروف بعد بسط ترفّع ازواج	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	—	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اعداد	۴۰	۶	۸۰۰	۶	۱	۳۰۰	۶	۸	۴۰	۱۰	۶۰	۱۲۷۷

بعض ائمۂ جمل نے لکہا ہے کہ ایک ہی تاریخ مین بسط ترفّع اوتار و ازواج ہوسکتا ہے ہم یہ کہتے ہین کہ اس کی کیا تخصیص ہے ایک ہی تاریخ مین متعدد صنائع سے کام لیا جا سکتا ہے

(ک) صاحب مفتاح الاستخراج نے فرمایا ہے کہ بسط تنزل بہی تاریخ کی ایک صنعت ہے صاحب معدن الجواہر نے لکہا ہے کہ اس کی چار قسمین ہین (۱) بسط تنزل عددی (۲) بسط تنزل حرفی (۳) بسط تنزل طبعی (۴) بسط تنزل بالطبع ۔ اور یہ برعکس ہے بسط ترفّع کے ۔ آپ نے اپنے اس بیان کو اس عبارت پر ختم فرمایا ہے قس علی ذلک فی کل الامثلۃ لان العاقل تکفیہ الاشارۃ ۔ یعنی تمام امثلہ

ہین اسی پر قیاس کر لو بدین درجہ کہ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پھر آپ ہی کا قول ہے کہ بسط تنزّل اوتار و بسط تنزل ازواج ہی ایک قسم ہے جس کو صاحب مفتاحُ الاستخراج نے لکہا ہے من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ یعنی جو شخص اسکو معلوم کرنا چاہے پس رجوع کرے اس کی جانب۔ ہم نے اس کے بیان کو کتاب محوّل علیہ مین بہی غیر صریح پایا لہذا یہی مناسب خیال کیا کہ اپنے طرز کے مطابق ایک قسم کا بیان صراحت کے ساتہ کر کے آگے بڑہین۔

پس بسط تنزل عددی بسط کی گیارہوین قسم ہے۔ اس سے مراد عدد حرف کا اپنے درجہ اور مرتبہ سے درجہ و مرتبہ ادنیٰ مین تنزل پانا ہے یعنی اگر ایک حرف کا عدد درجہ آحاد کا ہے تو اوس کا تنزل نہ ہوسکے گا اس لئے کہ آحاد سے کمتر کوئی درجہ نہین ہے۔

لیکن اگر وہ عدد حرف جس کا تنزل مقصود ہے عشرات کا عدد ہے تو اسکا تنزل درجۂ آحاد مین بلحاظ مرتبہ ہوسکیگا جیسے کاف کے عدد کا مرتبہ درجہ عشرات مین دوسرا ہے تو اوس کا تبادلہ تنزّلی درجہ آحاد مین ب کے عدد کے ساتہ ہوگا اس لئے کہ ب کا مرتبہ بہی درجۂ آحاد مین دوسرا ہے۔

اسی طرح تات کا تنزل عشرات کے درجہ مین بلحاظ مرتبہ اور الف کا تنزل درجہ تات کے پہلے مرتبہ مین۔

مثلاً (غ) کے عدد کا تبادلہ تنزلی ق کے عدد کے ساتہ۔

پس اگر ہم لفظ زید مین بسط تنزل عددی کرنا چاہین تو ز کا عدد بحال خود رہے گا اس لئے کہ وہ خود درجہ آحاد کا عدد ہے۔ اور ی کا عدد ۱۰ جو درجۂ

عشرات کے مرتبہ اول کا عدد بے درجہ احاد کے مرتبہ اول یعنی الف کے عدد کے ساتھ بدل کر بعوض ۱۰ کے (۱) رہجائے گا۔ اور دال کا عدد (۴) بحال خود رہیگا اس لئے کہ وہ بہی درجہ احاد کا ہے۔ جیسا کہ پہلے حرف کا عدد۔ پس اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زید کے مجموعی اعداد (۲۱) اس صنعت سے (۱۲) ہو جائیں گے۔
تاریخ ذیل اسی صنعت میں لکہی گئی ہے جو ایک خمسہ ہجو کا آخری بند ہے مصنّف تاریخ سے ہم آگاہ نہیں ہیں۔ (ع) متاع نیک مردگان کہ باشد ؛

خدمت گہٹی تو ظلم بڑہ جائے رہے غضب	تنخواہ کم ہوئی تو زیادہ ہوئی طلب
بسط تنزل عددی کا ہے یہ سبب	خمسہ کا بند داخل تاریخ سب کا سب

سچ ہے حرامزادگی رشتی دراز ہے

اس سالم بند کے حروف میں بسط تنزل عددی کی رو سے ۱۳۰۴ھ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

(تشریح)

مصرع اول

حروف	خ	د	م	ت	گ	ہ	ٹ	ی	ت	و	ظ	ل	م
اعداد	۶۰۰	۴	۴۰	۴۰۰	۲۰	۵	۴۰۰	۱۰	۴۰۰	۶	۹۰۰	۳۰	۴۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۴	۴۰	۲	۵	۴۰	۱	۴۰	۶	۹۰	۳	۴

حروف	ب	ر	ہ	ا	ہ	ا	ے	ر	ے	غ	ض	ب	
اعداد	۲	۲۰۰	۵	۱	۵	۱	۱۰	۲۰۰	۱۰	۱۰۰۰	۸۰۰	۲	
تنزل عددی	۲	۲۰	۵	۱	۵	۱	۱	۲۰	۱	۱۰۰	۸۰	۲	

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع اول (۵۳۷)

مصرع دوم

حروف	ت	ن	خ	و	ا	ہ	ک	م	ہ	و	ی	ی	ت
اعداد	۴۰۰	۵۰	۶۰۰	۶	۱	۵	۲۰	۴۰	۵	۶	۱۰	۱۰	۴۰۰
تنزل عددی	۴۰	۵	۶۰	۶	۱	۵	۲	۴	۵	۶	۱	۱	۴۰

حروف	و	ز	ی	ا	د	ہ	ہ	و	ی	ی	ط	ل	ب
اعداد	۶	۷	۱۰	۱	۴	۵	۵	۶	۱۰	۱۰	۹	۳۰	۲
تنزل عددی	۶	۷	۱	۱	۴	۵	۵	۶	۱	۱	۹	۳	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع دوم (۲۲۷)

مصرع سوم

حروف	ب	س	ط	ت	ن	ز	ل	ع	د	د
اعداد	۲	۶۰	۹	۴۰۰	۵۰	۷	۳۰	۷۰	۴	۴
تنزل عددی	۲	۶	۹	۴۰	۵	۷	۳	۷	۴	۴

حروف	ی	ک	ا	ہ	ا	ی	ہ	س	ب	ب
اعداد	۱۰	۲۰	۱	۵	۱	۱۰	۵	۶۰	۲	۲
تنزل عددی	۱	۲	۱	۵	۱	۱	۵	۶	۲	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع سوم (۱۱۳)

مصرع چہارم

حروف	خ	م	س	ہ	ک	ا	ب	ن	د	د	ا	خ
اعداد	۶۰۰	۴۰	۶۰	۵	۲۰	۱	۲	۵۰	۴	۴	۱	۶۰۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۶	۵	۲	۱	۲	۵	۴	۴	۱	۶۰

حروف	ل	ت	ا	ر	ی	خ	س	ب	ک	ا	س	ب
اعداد	۳۰	۴۰۰	۱	۲۰۰	۱۰	۶۰۰	۶۰	۲	۲۰	۱	۶۰	۲
تنزل عددی	۳	۴۰	۱	۲۰	۱	۶۰	۶	۲	۲	۱	۶	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع چہارم (۲۹۸)

مصرع پنجم

حروف	س	ج	ہ	ی	ح	ر	ا	م	ز	ا	د	ی
اعداد	۶۰	۳	۵	۱۰	۸	۲۰۰	۱	۴۰	۷	۱	۴	۱۰
تنزل عددی	۶	۳	۵	۱	۸	۲۰	۱	۴	۷	۱	۴	۱

حروف	ک	ی	ر	س	ی	د	ر	ا	ز	ہ	ی	
اعداد	۳۰	۱۰	۳۰۰	۶۰	۱۰	۴	۲۰۰	۱	۷	۵	۱۰	
تنزل عددی	۲	۱	۲۰	۶	۱	۴	۲۰	۱	۷	۵	۱	

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع پنجم (۱۲۹) صد جملہ ۱۳۰۴ ہجری

(ل) بسط تنزل حرفی۔ بسط کی بارھوین قسم ہے اور یہ عکس ہے بسط ترفع حرفی کا یعنی ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے ماقبل کے حرف سے بدلنے کو بسط تنزل حرفی کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک حرف کے ماقبل کا حرف باعتبار عدد مابعد سے کم رتبہ رکھتا ہے۔ اسی سے اس قسم کی وجہ تسمیہ ظاہر ہوتی ہے۔ اس صنعت مین الف بحال خود رہتا ہے اس لئے کہ اس سے کم مرتبہ کا کوئی حرف نہین ہے جس کے ساتھ اس کا تنزل ہو سکے۔

پس اگر لفظ بکر کا بسط تنزل حرفی کرین تو ب۔ الف سے بدل جائیگی اور کاف ی سے اور ر۔ ق سے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ بکر کے اعداد بعوض ۲۲۲ کے ۱۱۱ رہجاوین گے۔ اسیطرح لفظ حامد مین ح۔ ز۔ سے بدل جائیگی اور الف بحال خود رہے گا اس لئے کہ اس سے کم رتبہ کا کوئی حرف نہین ہے۔ اور م۔ ل سے بدلا جاوے گا اور د کی جگہ ج قائم ہوگا۔ پس لفظ حامد کے اعداد مجموعی جو فی الحقیقت ۵۳ تھے اس قاعدہ سے ۴۱ رہ جاوین گے۔

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے۔

فضل حق[۱] نے بچا لیا اون کو		رہ گیا سارا طمطراق یہان
ہوا سال تنزل حرفی		گرے گھوڑے سے برکت اللہ خان ۱۳۰۳

حروف اصلی	گ	ر	ے	گ	ھ	و	ڑ	ے	س	ے	ب
نتیجہ بسط تنزل حرفی	ی	ق	ط	ی	ح	ہ	ق	ط	ن	ط	—
اعداد	۱۰	۱۰۰	۹	۱۰	۸	۵	۱۰۰	۹	۵۰	۹	۱

[۱] فضل حق خادم خاص کا نام تھا۔ جس نے آقا کو گرتے ہوئے تھام لیا تھا۔

حروف عمل	[illegible]	[illegible]	ل	-	ح	ح	[illegible]	[illegible]	-	[illegible]	میزان
نتیجہ بسط تنزل طبعی	ق	ی	ش	-	ل	ک	د	ث	-	م	
اعداد	۱۰۰	۱۰	۳۰۰	۱	۳۰	۲۰	۴	۵۰۰	۱	۴۰	۱۳۰۳

(۱۳) بسط تنزل طبعی - یہ اقسام بسط کی تیرھوین قسم ہے - یہ وہ ہے کہ حروف ناریہ کو ہوائیہ کے ساتھ اور ہوائیہ کو مائیہ کے ساتھ اور مائیہ کو ترابیہ کے ساتھ تنزل کیا جاوے یعنی بدلا جائے -

ہم نے بسط ترفع طبعی مین بیان کیا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ناریہ کا ہے اور پھر ہوائیہ کا اور اس کے بعد مائیہ کا پھر ترابیہ کا - پس بڑے درجہ کے حروف کو اس سے کم درجہ کے حرف کے ساتھ بدلنے کا نام بسط تنزل طبعی ہے - اس عمل میں حروف ترابیہ کسی اور حرف کے ساتھ بدلے نہ جاوینگے بلکہ بحال خود رہینگے اسلئے کہ ترابیہ سے کم درجہ کوئی نہین ہے یعنی ترفع مین ناریہ کے ساتھ جو عمل تھا وہی عمل تنزل مین ترابیہ کے ساتھ ہے -

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ خالد مین بسط تنزل طبعی کرین تو (خ) جو کہ آبیہ مین چھٹے مرتبہ کا حرف ہے خاکیہ کے اسی مرتبہ کے حرف (ث) کے ساتھ بدلا جائے گا - اور (الف) جو ناریہ کے پہلے مرتبہ کا حرف ہے (ج) ہوائیہ کے پہلے مرتبہ کے حرف سے بدلے گا - اسی طرح (ل) جو آبیہ کے تیسرے مرتبہ کا حرف ہے (ش) سے متبدل ہوگا اس لئے کہ خاکیہ مین (ش) کا مرتبہ بھی تیسرا ہی ہے - اور علی ہذا القیاس (د) کا تبادلہ اور تنزل (ب) سے ہوگا -

اس عمل سے حاصل یہ ہوگا کہ خالد کے عدد حقیقی ۶۳۵ صرف ۵۱ام رہجائینگے

تاریخ ذیل اسی صنعت مین پائی گئی ہے ۔

وہ زور وشور اب نہین باقی رہا جناب	خدمت جو آج ہاتہ سے ان کے نکل گئی
وہ نخوت وغرور کہان اور یہ انکسار	آثار اس کے ہین کہ طبیعت سنبہل گئی
لپٹے رہین وہ ہم کو کسی سے ہو کیا غرض	شکر خدا کہ کالی بلا سر سے ٹل گئی
لکہو تو اے تنزل طبعی سے ان کا سال	بگڑی ہوا تو صاف طبیعت بدل گئی
	۱۲۹۳ھ

حروف اصلی	ب	گ	ڑ	ی	ہ	و	ا	ت	و	ص	ا	ف	ط
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ب	ل	ص	ی	ز	و	ج	ت	و	ص	ج	ق	ک
اعداد	۲	۳۰	۹۰	۱۰	۷	۶	۳	۴۰۰	۶	۹۰	۳	۱۰۰	۲۰

حروف اصلی	ب	ی	ع	ت	ب	د	ل	گ	ئ	ی	
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ب	ی	ن	ت	ب	ب	ی	ل	ی	ی	میزان
اعداد	۲	۱۰	۵۰	۴۰۰	۲	۲	۱۰	۳۰	۱۰	۱۰	۱۲۹۳

(ن) بسط تنزل بالطبع ۔ اقسام بسط کی چودھوین قسم ہے ۔ ایک ہی طبیعت کے حروف مین ایک حرف کا تنزل حرف ماقبل کے ساتہ کرنے کو بسط تنزل بالطبع کہتے ہین

نقشہ متعلقہ ابجد عناصر مندرجہ الفاظ جمل مندکرہ فصل ۲ باب اول کے دیکہنے سے واضح ہوگا کہ ا ہ ط م ف ش ذ حروف ناری ہین پس ہ کا تنزل الف کے ساتہ اور ط کا تنزل ہ کے ساتہ اور م کا تنزل ط کے ساتہ

اور ف کا تنزل م کے ساتھ اور ش کا تنزل ف کے ساتھ اور ذ کا تنزل ش کے ساتھ ہو سکتا ہے اور الف کا تنزل اس لیے نہ ہو سکے گا کہ اس سے کم درجہ کوئی حرف ـ حروف ناریہ میں نہیں ہے ـ

پس اگر ہم چاہیں کہ لفظ ہشم کا بسط تنزل بالطبع کریں تو ہ کو الف کے ساتھ بدلیں گے اور الف بحال خود رہے گا اور ش کا تبادلہ ف کے ساتھ ہوگا اور م کو ط سے بدلیں گے اور اس عمل کی وجہ سے ہشم کے اعداد بجائے ۳۴٦ کے صرف ۹۱ رہ جاویں گے ـ

تاریخ ذیل کسی نے اسی صنعت میں لکھی ہے ـ

ستم شعار نہ کردی بجور و ظلم دریغ		برین نتیجہ کشیدت مآل افعالت
نوشت شوق بہ بسط تنزل بالطبع		شدہ تنزل خدمت سزاے اعمالت ۲٦۸

حروف اصلی	غ	ب	ہ	ن	ن	س	ح	ج	م	ن	ہ	ع
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	ف	د	ا	س	ی	ج	ح	ر	د	ط	ص	ک
اعداد	۸۰	۴	۱	٦۰	۱۰	۳	۸	۲۰۰	۴	۹	۹۰	۲۰

حروف اصلی	ب	—	ا	—	م	—	ہ	—	ل	ن	میزان
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	ج	—	و	—	ل	—	ط	—	ح	ص	
اعداد	۳	۱	٦	۱	۳۰	۱	۹	۱	۸	۹۰	٦٦۸

(س) اقسام بسط کی پندرہوین قسم بسط تنزل اوتار ہے ۔ اور
(ع) سولہوین قسم بسط تنزل ازواج ۔ حروف اوتار و ازواج کی تعریف
ہم نے بسط ترفع اوتار و ازواج کے ذیل مین بیان کی ہے (دیکھو صنعت ط و ی)
پس اس خاص موقع کے لیے ہم ایک نقشہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو انہین
تعریفات ماضیہ کا لب لباب ہے ۔

مدارج	حروف اوتار					حروف ازواج			
احاد	ا	ج	ہ	ز	ط	ب	د	و	ح
	۱	۳	۵	۷	۹	۲	۴	۶	۸
عشرات	ی	ل	ن	ع	ص	ک	م	س	ف
	۱۰	۳۰	۵۰	۷۰	۹۰	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰
مآت	ق	ش	ث	ذ	ظ	ر	ت	خ	ض
	۱۰۰	۳۰۰	۵۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

پس ط کا تنزل ز کے ساتھ اور ز کا تنزل ہ کے ساتھ اور ہ کا تنزل
ج کے ساتھ اور ج کا تنزل الف کے ساتھ بسط تنزل اوتار کہلائے گا ۔ وقس
علی ہذا فی العشرات والمآت والالوف ۔

اسی طرح ح کا تنزل و کے ساتھ و کا تنزل د کے ساتھ د کا تنزل
ب کے ساتھ بسط تنزل ازواج سے موسوم ہوگا ۔ اور یہی عمل عشرات اور مآت
مین ہوگا ۔

سمجھ رکھنا چاہیے کہ حروف اوتار سے ۔ ا ۔ ی ۔ ق ۔ غ ۔ کا تنزل نہ ہوگا علیٰ ہذا حروف ازواج سے ۔ ب ۔ ک ۔ ر ۔ کا بھی تنزل نہ ہوگا اس لئے یہ حروف اپنے اپنے مرتبہ میں کمترین حروف ہیں جن سے زیادہ ۔ کم درجہ کا کوئی دوسرا حرف نہیں ہے ۔

اگر ہم ایک ہی لفظ میں یہ دونوں صنعتیں جاری کریں تو ہوسکتا ہے لیکن جب صرف ایک صنعت تنزل اوتار ہی جاری کریں تو ازواج بحال خود رہینگے یا اگر ہمکو صرف صنعت تنزل ازواج سے کام لینا مقصود ہو تو حروف اوتار میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی ۔

مثلاً ہم نے لفظ ہندہ کا بسط تنزل اوتار کیا تو ہ ۔ ج سے بدلیگی اور ن ۔ ل سے اور د بحال خود رہے گی اس لئے کہ حروف ازواج سے ہے اور دوسری ہ بھی ج سے بدل جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴) کے عوض ۴۰ محسوب ہوں گے ۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ میں بسط تنزل ازواج کریں تو ہ اور نون بحال خود رہیں گے اس لئے کہ یہ دونوں حروف اوتار سے ہیں اور د ب سے بدل جائیگی ۔ اور دوسری ہ بھی بحال خود رہے گی پس (ہندہ) کے اعداد اس صنعت میں بعوض ۶۴ کے ۶۲ محسوب ہوں گے ۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ میں دونوں صنعتیں جاری کریں تو ہ ۔ ج سے بدل جائیگی ۔ اور ن ۔ ل سے اور د ۔ ب سے اور ہ ۔ ج سے پس لفظ ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴) ۔ اس عمل کے بعد ۳۸ ہو جادیں گے ۔

اب ہم ذیل مین دو ایسی تاریخین پیش کرتے ہین جن مین ان دونون صنعتون کا استعمال ہوا ہے۔

تاریخ بصنعت بسط تنزّل اوتار

چور تھا کون کس نے پائی سزا	ہائے کس کی بلا ہے کس کے سر
مثل مفقود کی منیجر نے	ذمہ داری مین ہٹ گیا ریڈر
نزلہ ریزد مگر بعضو ضعیف	ہمچو خاک ست بندۂ بے زر
زید ہے یہ تنزّل اوتار	آفت آتی ہے بے وسیلون پر
	۱۲۴۱

حروف اصلی	ا	ف	ت	ا	ت	ی	ب	ی	ب	ی
نتیجہ بسط تنزل اوتار	ا	ف	ت	ا	ت	ی	ج	ی	ب	ی
اعداد	۱	۸۰	۴۰۰	۱	۴۰۰	۱۰	۳	۱۰	۲	۱۰

حروف اصلی	و	س	ی	ے	و	ل	ب	ر	[illegible]
نتیجہ بسط تنزل اوتار	و	س	ی	ی	و	ل	ب	ر	
اعداد	۶	۶۰	۱۰	۱۰	۶	۳۰	۲	۲۰۰	۱۲۴۱

تاریخ بصنعت بسط تنزّل ازواج

مرد باآب و تاب شمس الدین	جو کہ ذرّے سے آفتاب ہوا
زور بازو سے وہ بنا تیراک	اپنے فن مین وہ لاجواب ہوا

تہا وہ استاد ایسا لاثانی — میر مچھلی جسے خطاب ہوا
نعش اک یہ چلی جو دریا مین — دیکھہ کر اسکو پیچ و تاب ہوا
چور تہا نشۂ جوانی مین — شام تہی مست نیمخواب ہوا
طرفۃ العین مین وہ کود پڑا — ایک عالم کو اضطراب ہوا
ہائے تقدیر سے لڑی تدبیر — ملک الموت کامیاب ہوا
تہی قضا اوس کے سر پہ آن کہڑی — ایک لمحہ مین انقلاب ہوا
اوس کی صورت نہ پہر نظر آئی — اوس کا جینا خیال و خواب ہوا
سال بسط تنزّل ازواج — کہو ہاتف وہ غرق آب ہوا
۱۳۲۲

(تشریح)

حروف اصلی	و	ه	غ	ر	ق	—	ب	ه	و	—	میزان
اعداد	٦	٥	١٠٠٠	٢٠٠	١٠٠	١	٢	٥	٦	١	١٣٢٦
حروف بعد بسط تنزل ازواج	د	ه	غ	ر	ق	—	ب	ه	د	—	میزان
اعداد	٤	٥	١٠٠٠	٢٠٠	١٠٠	١	٢	٥	٤	١	١٣٢٢

(ف) بسط کی سترہوین قسم ۔ بسط تواخی ۔ ہے صاحب مفتاح الاستخراج نے اسکا ذکر کیا ہے اور صاحب کتاب المداخل نے اس کو بسط تشابہ اور بسط تزوج بہی کہا ہے ۔ یہ اوس عمل کا نام ہے کہ ایک حرف کو اوس کے مشابہ اور مشارک دوسرے حرف سے بدل کرین ۔ جیسے ب کو ت یا ث سے یا ت کو ب یا ث سے یا ث کو ب یا ت سے اور یہ حروف باہم تواخی رکہتے ہین یعنی اخوت علی ہٰذا

ج ح خ مین بھی اخوّت ہے اسی طرح د ذ ۔ ر ز ۔ س ش ۔ ص ض ۔ ط ظ ع غ ۔ مین ۔ بعض صاحبان تحقیق نے ۔ ف ق ۔ مین بھی اخوّت قائم کی ہی لیکن اکثر اس کے خلاف ہین اور آخرینا کا مذہب عام ہے اور ہم بھی اسی سے متفق ہین ۔

پس مادّۂ تاریخ مین ب کے عوض ت کے اعداد لینا اور ت کے عوض ب کے یا ث کے عوض ت کے اعداد محسوب کرنا یا ج کے عوض ح کے اور ح کے عوض ج کے یا خ کے عوض ح کے ۔ اسی طرح د کے عوض ذ کے عدد شمار کرنا ۔ یا ذ کے عوض د کے (وغیرہ) بسط تواخی یا تشابہ یا تزوّج کہلائے گا ۔

مثلاً اگر لفظ حامد مین بسط تواخی کرین تو ح کے عوض ج محسوب ہوگا اور الف اور م بحال خود رہین گے اور د کے عوض ذ لی جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۷۴۴ ہو جائین گے ۔

بعض اہل تحقیق نے لکھاہے کہ ب ت ث اور ج ح خ مین مؤرّخ کو اختیار ہے کہ ان تینون حروف سے ایک حرف کے عوض باقی ماندہ دو حروف سے جس حرف کو چاہین بدلین ۔ ہم یہ کہتے ہین کہ ان بزرگون نے اسپر غور نہین فرمایا کہ اس آزادی کی وجہ سے یہ بہت بڑا نقص تاریخ مین پیدا ہو جاویگا کہ جبتک مؤرّخ اپنے مادّہ کے ساتھ اپنے طرز عمل کی صراحت نہ کرے گا دوسرا شخص اوس مادّہ کے صحیح اعداد پر قادر نہ ہوسکیگا ۔ اہل احتیاط کا وہی مذہب ہے جس کی صراحت ہم نے ابتدا مین بیان کردی ۔ ہماری راے مین مؤرّخ اوس کی پابندی کرے تو صرف اس کا اشارہ کہ یہ تاریخ صنعت بسط تواخی مین ہے کافی ہے ۔ اور ہم اسی کے پیرو ہین ۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معدن الجواہر نے آخرالذکر مذہب کی
پیروی کی ہے اسی لئے آپ نے لفظ حامہ کے بسط تواخی مین ح کے عوض
خ محسوب فرمائی ہے اور ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ جیساکہ اوپر ذکر ہوا
تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

ابن اخی ملاً احمد		مات شاباً واسفا	
بسط تواخ فی عامہ		رضی اللہ عنہ الملاً	

حروف اصلی	ا	ص	ی	ـ	ل	ل	ہ	ع
نتیجہ بسط تواخی	۱۰	ص	ی	ـ	ل	ل	ہ	غ
اعداد	۸	۹۰	۱۰	۱	۳۰	۳۰	۵	۱۰۰۰

حروف اصلی	ن	ـ	ل	م	ل	ـ	میزان
نتیجہ بسط تواخی	ن	ـ	ل	م	ل	ـ	
اعداد	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۳۰	۱	۱۳۲۵

(ص) بسط تجمّع۔ بسط کی اٹھارہوین قسم ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین
کہ ایک حرف طالب کو مطلوب کے ساتھ جمع کرنے کا نام بسط تجمّع ہے۔ مثلاً اگر ہم چاہین
کہ لفظ حامد کا بسط تجمّع لفظ جعفر کے ساتھ کرین تو حامد کے حروف ایک سطر مین
لکھین اور اس کے ذیل مین جعفر کے حروف جیسے ح ا م د / ج ع ف ر پھر ح

عدد (۸) کو عدد ج (۳) کے ساتھ جمع کریں تو ۱۱ ہوئے جس کا استنطاق ای ہے
اور پھر الف کے عدد (۱) کو عدد عین ۷۰ کے ساتھ ملا دیں اس کا مجموعہ ۷۱ ہوا
اور اس کا حاصل استنطاق اع ہے پھر م کے عدد ۴۰ کو عدد ق ۸۰ سے
ملا دیں تو جملہ ۱۲۰ ہوا اور اس کا استنطاق ک ق ہے۔ اسی طرح د کے عدد ۴
کو ر کے عدد ۲۰۰ کے ساتھ جمع کریں تو ۲۰۴ ہوئے جس کا استنطاق د ر ہے۔
پس حروف مستنطقہ (ا۔ ی۔ ا۔ ع۔ ک۔ ق۔ د۔ ر۔) کے مجموعی عدد
۴۰۶ محسوب ہوں گے۔

ہم کہتے ہیں کہ حامد کے اعداد کو جو ۵۳ ہیں جعفر کے اعداد ۳۵۳ کے ساتھ
جمع کرنے سے اس کی میزان بھی ۴۰۶ ہوتی ہے پھر اس صنعت میں کونسی جدت
اور کیا لطف ہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ لائق مؤلف موصوف سے اس مقام پر بھی استنطاق
میں تسامح ہوا ہے جیسا کہ صنعت الف کے ذیل میں ہم نے بیان کیا ہے۔
اگر ہماری تحقیق کے مطابق عمل کیا جاوے تو ۱۱ کا استنطاق ۱۔۱ ہوگا اور ۷۱
کا استنطاق ا ز۔ اور ۱۲۰ کا استنطاق ک ا۔ اور ۲۰۴ کا استنطاق دک
پس حامد اور جعفر کے بسط تجمّع سے ان دو لفظوں کے مجموعی اعداد (۴۰۶)
صرف ۵۵ رہجاویں گے اس لئے کہ حروف ا۔ا۔ا۔ ز۔ ک۔ ا۔ د۔ ک کے
اعداد کا مجموعہ ۵۵ ہے۔

ہماری رائے میں یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اگر ایک مورّخ کسی شادی
کی تاریخ لکھے اور ہر ایک شعر میں اس کی پابندی کرے کہ مصرع اول میں دولہا کا

بیان ہوا و مصرع ثانی میں دولہن کا بیان اور ساتھ ہی اس کا بھی پابند ہو کہ دونون مصرعون کے حروف کو تعداداً مساوی رکھے اور پھر ایک مصرع کو دوسرے کے ساتھ بسط تجمّع کرے اور حاصل استنطاق سے سنہ مطلوب برآمد ہو تو ایسی تاریخ نہایت تعریف کے قابل ہوگی۔

تاریخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے جو مثیلاً ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

شد مبارک اقتران النیرین	۱۲۷۶	شوہر نجم النسا شد شمس دین
سالش از بسطِ تجمّع برکشود		مصرع اوّل بوصلِ آخرین

بسط تجمّع مصرع اوّل و دوم شعر اوّل

حروف مصرع اول	ش	د	م	ب	ا	ر	ک	ا	ق	ت	ر
حروف مصرع ثانی	ش	و	ه	ر	ن	ج	م	ا	ل	ن	س
مجموعہ اعداد	۶۰۰	۱۰	۴۵	۲۰۲	۵۱	۲۰۳	۶۰	۲	۱۳۰	۴۵۰	۲۶۰
استنطاق	خ	ی	ه د	ب ک	ا د	ج ک	س	ب	ل ا	ن د	س ب
اعداد حاصلہ	۶۰۰	۱۰	۹	۲۲	۶	۲۳	۶۰	۲	۳۱	۵۴	۶۲

حروف مصرع اول	ا	ن	ا	ل	ن	ی	ر	ی	ن	میزان
حروف مصرع ثانی	ا	ش	د	ش	م	س	د	ی	ن	
مجموعہ اعداد	۲	۳۵۰	۵	۳۳۰	۹۰	۷۰	۲۰۴	۲۰	۱۰۰	
استنطاق	ب	ن ج	ه	ل ج	ص	ع	د ک	ک	ق	
اعداد حاصلہ	۲	۵۳	۵	۳۳	۹۰	۷۰	۲۴	۲۰	۱۰۰	۱۲۷۶

اس صنعت کے متعلق اس قدر صراحت کی جاتی ہے کہ مصرع اول کے حروف مصرع دوم کے ساتہ یا شعر اول کے حروف شعر دوم کے ساتہ یا ایک ہی مصرع مین ایک لفظ دوسرے لفظ کے ساتہ بشرطیکہ مساوی الحروف ہو جمع ہوسکتا ہے

نیز یہ بہی ممکن ہے کہ پہلے مصرع کو تیسرے مصرع کے ساتہ اور دوسرے مصرع کو چوتہے مصرع کے ساتہ جمع کرین بشرطیکہ وہ دونون مساوی الحروف ہون - بہرحال جس طرز پر بسط تجمع ہوا ہو اوس کی صراحت شعر آخرین مین کردینا چاہیئے -

---

(ق) بسط کی انتیسوین قسم بسط تضاعف ہے - صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ بسط تضاعف سے مراد ہر حرف کے اعداد کو دوچند کرکے اوس سے بقاعدہ استنطاق حروف کا حاصل کرنا ہے - مثلاً ہم لفظ حامد کا بسط تضاعف کرنا چاہتے ہین تو (ح) کے عدد ۸ کو ۱۶ کیا اور (الف) کے عدد کا مضاعف ۲ لیا اور عدد (م) کا مضاعف ۸۰ اور عدد (د) کا مضاعف ۸ - پہر استنطاقی عمل کیا تو ۱۶ سے و - ا - اور ۲ سے ب اور ۸۰ سے ف اور ۸ سے ح حاصل ہوا - اور ظاہر ہے کہ و - ا - ب - ف - ح - کے مجموعی اعداد ۹۷ ہوئے - درحالیکہ لفظ حامد کے اصلی اعداد ۵۳ تہے -

صاحب معدن الجواہر سے اس صنعت کے استنطاق مین بہی تسامح ہوا ہے

اب ہم ذیل مین ایک تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکہی گئی ہے

سلامت علی خان ہوئے منتظم		مضاعف سے زائد اضافہ ہوا
بڑے نیک دل ہین بڑے نیکذات		خدا اور دے اِنکو اچّھا ہوا

مقدر میں ان کے ترقی ہے اور		ابہی کیا ہوا ہے ابہی کیا ہوا
ولا ہم نے بسط تضاعف سے یون		کہا سال رتبہ دو بالا ہوا ۱۳۰۸

حروف اصلی	ا	ا	ا	ه	ـ	ـه	ا	—	ح	—	ـه	ـه	—	[illegible]
اعداد	٦٠	٦٠	٦	٥	٦	٤	٦	—	٦	—	٥	٤	—	
تضاعف	٦٠	٦٠	٦	٦	٢	١٢	٦	٦	٦	٦	٦	٦	٦	
استنطاق	ا	ع	ـ	ه	ع	ا	ـ	ا	ح	ا	ه	ا	ا	
اعداد حاصلہ	٦٠	٦٠	٦	٦	٢	٦	٦	٤	٦	٦	٦	٦	٦	١٢٦٢

(ر) بسط کی بیسویں قسم بسط تضاعف ہے۔ ہر ایک حرف کے عدد کو بشرطیکہ وہ قابل تنصیف ہو۔ نصف کرکے استنطاق کرنے کا نام بسط تضاعف ہے۔ حروف مستنطقہ کے اعداد کا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا۔ صاحب معدن الجواہر نے اسکا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ کیا ہے۔

جن اعداد کی تنصیف بدون کسرات نہ ہوسکے وہ بحال خود رکھے جاوینگے

کسی استاد نے کسی بزرگ کی رحلت کی تاریخ اسی صنعت میں آیہ قرآنی ان المتقین فی ظلل وعیون سے حاصل کی ہے جن کی رحلت سنہ ۱۲۶۲ھ میں واقع ہوئی تھی۔ محققین فن نے ضمناً اس کا ذکر کیا ہے۔

نقشۂ ذیل سے حساب عمل بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔

حروف اصلی	ا	ن	ا	ل	م	ت	ق	ی	ن	ف
اعداد	۱	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۴۰۰	۱۰۰	۱۰	۵۰	۸۰
تنصیف	۱	۲۵	۱	۱۵	۲۰	۲۰۰	۵۰	۵	۲۵	۴۰
استنطاق	ا	کہ	ا	یہ	ک	ر	ن	ہ	کہ	م
اعداد حروف مستنطقہ	۱	۷	۱	۶	۲۰	۲۰۰	۵۰	۵	۷	۴۰

حروف اصلی	ی	ظ	ل	ل	و	ع	ی	و	ن	
اعداد	۱۰	۹۰۰	۳۰	۳۰	۶	۷۰	۱۰	۶	۵۰	
تنصیف	۵	۴۵۰	۱۵	۱۵	۳	۳۵	۵	۳	۲۵	
استنطاق	ہ	تن	یہ	یہ	ج	لہ	ہ	ج	کہ	
اعداد حروف مستنطقہ	۵	۵۴	۶	۶	۳	۸	۵	۳	۷	۳۲۳

(ش) صاحب مخمس تسلیم نے صنعت ناضیہ یعنی (بسط تناصف) کا ذکر نہین فرمایا ہے بلکہ بسط تنصیف کی تعریف کی ہے اور یہ ایک خاص قسم ہے جو بسط تناصف کے سوا ہے لہذا ہم اس کو اقسام بسط سے اکیسوین قسم قرار دیتے ہین آپ فرماتے ہین کہ بسط تنصیف مین اعداد قابل تنصیف کو اوس وقت تک نصف کرتے چلے جاوین جب تک کہ تنصیف ناممکن ہو پس آخر پر جو عدد ناقابل تنصیف باقی رہ جائے گا وہی حساب مین محسوب ہوگا ہم کہتے ہین کہ اعداد غیر قابل تنصیف

بحال خود رہین گے ۔

مثلاً ہم نے لفظ (سعید) کا بسط تنصیف کیا تو س کے عدد ۶۰ لئے جسکی تنصیف ۳۰ ہے اور پھر اس کی تنصیف ۱۵ ہے چون کہ ۱۵ کی تنصیف بلا کسر کے نہین ہوسکتی لہذا ہم نے س کا عدد (۱۵) قرار دیا۔

پھر ع لیا تو اس کے عدد ۷۰ ہین جس کی تنصیف ۳۵ ہے اور ۳۵ ناقابل تنصیف ہے لہذا ع کے اعداد ۳۵ قرار پائے ۔

پھر ہم نے ی لی جس کے عدد ۱۰ ہین ۔ ۱۰ کی تنصیف (۵) ہوئی اور (۵) ناقابل تنصیف ہین لہذا ی کے عدد (۵) قائم ہوئے ۔

پھر د لی جس کے عدد ۴ ہین اور ۴ کی تنصیف کی تو ۲ رہے پھر ۲ کی تنصیف کی تو (۱) رہا اور ایک ناقابل تنصیف ہے لہذا د کا عدد ایک قرار پایا ۔

اس عمل سے لفظ سعید کے اصل عدد جو ۱۴۴ تھے (۵۶) رہ گئے ۔

صاحب مخص تسلیم نے اس کی تفہیم اچھی طرح سے نہین کی ہے ۔ اور ہمنے اور کتابون کے مقابلہ کے بعد نتیجہ مستخرجہ کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے ۔

اب ہم اس صنعت کے لحاظ سے مناسب خیال کرتے ہین کہ اعداد جمل کی ایک خاص جنتری اسی موقع پر ہدیۂ ناظرین کرین جس سے حساب اعداد مین بڑی سہولت حاصل ہوگی ۔

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ا	ناقابل تنصیف	ا

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ب	۲ بعد تنصیف ۱ -	۱
ج	۳ ناقابل تنصیف	۳
د	۴ - ۲ - ۱ -	۱
ہ	۵ ناقابل تنصیف	۵
و	۶ - ۳ -	۳
ز	۷ ناقابل تنصیف	۷
ح	۸ - ۴ - ۲ - ۱ -	۱
ط	۹ ناقابل تنصیف	۹
ی	۱۰ - ۵ -	۵
ک	۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ل	۳۰ - ۱۵ -	۱۵
م	۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ن	۵۰ - ۲۵ -	۲۵
س	۶۰ - ۳۰ - ۱۵ -	۱۵
ع	۷۰ - ۳۵ -	۳۵
ف	۸۰ - ۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ص	۹۰ - ۴۵ -	۴۵
ق	۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ر	۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ش	۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ت	۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ث	۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵ -	۱۲۵
خ	۶۰۰ - ۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ذ	۷۰۰ - ۳۵۰ - ۱۷۵	۱۷۵
ض	۸۰۰ - ۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ظ	۹۰۰ - ۴۵۰ - ۲۲۵ -	۲۲۵
غ	۱۰۰۰ - ۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵

متاخرین سے کسی طبّاع شاعر نے ایک ظالم کی وفات کی تاریخ
اسی صنعت میں لکھی ہے ڈھونڈا

تا روز جزا فتنہ گرے رفت بخواب	او رست زخلق و رست خلقے زعذاب
بسط تنصیف سال رحلت گردید	بگذشت زخلق ظالم خانہ خراب

(**ت**) بسط کی بائیسویں قسم بسط تضارب ہے۔ صاحب معدن الجواہر
فرماتے ہیں کہ ایک لفظ (جس کو طالب کہتے ہیں) کے ایک حرف کو دوسرے
لفظ (جس کا نام مطلوب ہے) کے ایک حرف میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے
بقاعدہ استنطاق نیا حرف پیدا کرنے کا نام (بسط تضارب) ہے مثلاً ہم کسی
شادی کی تاریخ کے لئے خالد کو دولہا فرض کریں۔ اور ہندہ کو اس کی دلہن

تو خالد اصطلاح جمل مین طالب ہوگا اور ہندہ مطلوب ۔ اوران کے حروف مع
اعداد حسب ذیل ہون گے خ/۶۰۰ ا/۱ ل/۳۰ د/۴ × ہ/۵ ن/۵۰ د/۴ ہ/۵

پس (خ) کے عدد کو عدد (ہ) مین ضرب دینے سے	۳۰۰۰	حاصل ہوے
اور (ا) کے عدد کو عدد (ن) مین ضرب دینے سے	۵۰	"
اور عدد (ل) کو عدد (د) مین ضرب دینے سے	۱۲۰	"
اور عدد (د) کو عدد (ہ) مین ضرب دینے سے	۲۰	"

اب ہم نے بقاعدہ استنطاق ۳۰۰۰ سے ایک صفر چھوڑ کر ۳۰۰ سے
(ش) حاصل کیا اور ۵۰ سے (ن) اور ۱۲۰ سے (ک ۔ ا) اور ۲۰ سے (ک)
پس ش ن ک ا ک کے مجموعی عدد ۳۹۱ ہین اور یہی گویا سنہ مطلوب ہے
تاریخ ذیل ایک واقعہ قتل کے متعلق اسی صنعت مین لکھی گئی ہے ۔

واصل معشوق عاشق ہوگیا بعد از قصاص | قاتل و مقتول کو یک جا کیا تلوار نے
سال سمت ہند نے بسط تضارب سے کیا | جان ہی کر قتل شیرین کو کیا سردار نے

(تشریح)

حروف مقتول (شیرین)	ش	ی	ر	ی	ن
اعداد	۳۰۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۵۰
حروف قاتل (سردار)	س	ر	د	ا	ر
اعداد	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰
حاصل ضرب اعداد	۱۸۰۰۰	۲۰۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰۰۰
استنطاق	ض ۔ ا	ر	ض	ی	ق
اعداد حروف مستنطقہ	۸۰۱	۲۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰

میزان اعداد حروف مستنطقہ ۱۹۱۱ سمت

(ث) بسط کی تیئیسوین قسم بسط تکسّر ہے۔ کسور صحیحہ حروف لفظ مطلوب سے بقاعدہ استنطاق نئے حروف کے حاصل کرنے کو بسط تکسّر کہتے ہین۔

واضح ہو کہ کسور ۹ ہین

۱/۲　۱/۳　۱/۴　۱/۵　۱/۶　۱/۷　۱/۸　۱/۹　۱/۱۰

لفظ مطلوب سے ہر ایک حرف کے عدد مین جو کسر جتنی بار کامل تقسیم باقی ہو یعنی طرح ہوتی ہو اس کو لکھہ لین۔ پہر اون کسرات سے بقاعدہ استنطاق نئے حروف حاصل کرین اور جب یہی عمل کل حروف لفظ مطلوب کی نسبت کامل ہوجائے تو حروف مستنطقہ کے اعداد کو جمع کر لین وہی نتیجہ ہوگا بسط تکسّر کا۔ جن حروف کے اعداد مین یہ قاعدہ جاری نہ ہوتا ہو وہ بحال خود رہینگے بعض محققین نے کہا ہے کہ ان حروف کا ترک کرنا اولے ہے۔ لیکن غلبہ صورت اول پر ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ حامد کا بسط تکسّر کرین تو پہلے ہم نے ح کو لیا اور دیکھا کہ اس کا عدد ۸ ہے اور ۸ کا ۱/۲ = ۴ اور ۱/۴ = ۲ اور ۱/۸ = ۱ پس ۴ کا استنطاق د ہوا اور ۲ کا ب اور ۱ کا الف۔

پہر الف کو لیا جس کا عدد ۱ ہے۔ یہ کسی کسر پر تقسیم نہین پاتا لہذا اسکو بحال خود رکہا اور اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پہر م کو لیا جس کے عدد ۴۰ ہین اس کا ۱/۲ = ۲۰ کے اور ۱/۴ = ۱۰ اور ۱/۵ = ۸ — اور ۱/۸ = ۵ — اور ۱/۱۰ = ۴ — پس ۲۰ سے ک حاصل ہوا۔ ۱۰ سے ی اور ۸ سے ح اور ۵ سے ہ اور ۴ سے (د)

پہر د کو لیا جس کا عدد ۴ ہے اس کا ۱/۲ = ۲ — اور ۱/۴ = ۱ —

پس (۲) سے ب حاصل ہوئی اور (۱) سے الف ۔

اب ہم نے حروف مستنطقہ د ۔ ب ۔ ا ۔ ا ۔ ک ۔ ی ۔ ح ۔ ہ
د ۔ ب ۔ ا ۔ کو جمع کرکے ان کے اعداد مجموعی (۵۸) حاصل کئے ۔ یہی ہے (حامد) کا بسط مکسّر ۔

کسی چھپے رستم کی ایک تاریخ ہمارے گوش زد ہوئی ہے جس مین اس نے اسی صنعت کا استعمال کیا ہے ۔ اگرچہ اسنے ہجو کی ہے لیکن ہم اپنے کام سے کام رکھتے ہین اور اس تاریخ کو تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

اے یار سیاہ کس ندانست	این حال کہ بغتةً بمیری
مالت برود بدست اغیار	زان کہ تو گوئیا فقیری
بود آن کہ مدام فاقہ بدست	نو دولت شد بعہد پیری
کیا شان خدا ہے ایک دم مین	دولت سے بدل گئی فقیری
ہے بسط تکسّر اس کی تاریخ	میراث مین مل گئی امیری

(**نوٹ**) معزز ناظرین ہم کو معاف فرماوین کہ ہم نے بضمن نظائر حتی الامکان تواریخ ہجو سے احتراز کیا ہے لیکن جب صنعت مطلوبہ مین کوئی اور تاریخ ہم کو نہ ملی تو ناگزیر ایسی تاریخون کو پیش کیا ہے جیسی یہ تاریخ ہے اور مورّخ کے نام کو دانستہ ترک کیا ہے ۔

(تشریح)

حروف	اعداد ابجد	۱-۲	۱-۳	۱-۴	۱-۵	۱-۶	۱-۷	۱-۸	۱-۹	۱-۱۰	مجموعہ
مجموعہ	۰	۴۰۵	۱۰	۲۴۰	۲۲۲	۵	۰	۴۰	۰	۱۲۱	۱۲۲۳
ی	۱۰	۵	۰	۰	۲	۰	۰	۰	۰	۱	۸
ر	۲۰۰	۱۰۰	۰	۵۰	۲۰	۰	۰	۲۵	۰	۲۰	۲۲۵
ی	۱۰	۵	۰	۰	۲	۰	۰	۰	۰	۱	۸
ل	۳۰	۳	۰	۱۰	۸	۰	۰	۵	۰	۲	۲۸
ا	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
ی	۱۰	۵	۰	۰	۲	۰	۰	۰	۰	۱	۸
ک	۲۰	۱۰	۰	۵	۴	۰	۰	۰	۰	۲	۲۱
م	۲۰	۱۵	۱۰	۰	۱	۵	۰	۰	۰	۲	۲۹
ل	۳۰	۳	۰	۱۰	۸	۰	۰	۵	۰	۲	۲۸
ن	۵۰	۱۵	۰	۰	۱۰	۰	۰	۰	۰	۵	۳۰
ی	۱۰	۵	۰	۰	۲	۰	۰	۰	۰	۱	۸
ل	۳۰	۳	۰	۱۰	۸	۰	۰	۵	۰	۲	۲۸
ث	۵۰۰	۱۵۰	۰	۱۲۵	۱۰۰	۰	۰	۰	۰	۵۰	۵۲۵
ا	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
ر	۲۰۰	۱۰۰	۰	۵۰	۲۰	۰	۰	۲۵	۰	۲۰	۲۲۵
ی	۱۰	۵	۰	۰	۲	۰	۰	۰	۰	۱	۸
ل	۳۰	۳	۰	۱۰	۸	۰	۰	۵	۰	۲	۲۸

تاریخ متذکرۂ بالا مین مورخ نے لفظ ملکئی مین صرف ایک یا محسوب کی ہے یہ اسکا تسامح اور قواعد جمل سے ناواقفیت ہے ۔

دو الف کے اعداد کو اس نے محسوب نہین کیا ہے ۔ یہ عمل درست ہے اس لیے کہ عدد الف کسرات پر تقسیم نہین ہوتا اور قاعدۂ متذکرۂ بالا نے اس کی اجازت دی ہے کہ ایسے حروف کے عدد خواہ محسوب کرین یا نہ کرین مورّخ کو اختیار ہے ۔

ہماری ذاتی راے یہ ہے کہ جب بسط تکسّر مین صرف کسرات سے ہی کام لیا جا‌ے تو ان حروف کو داخل حساب نہ کرنا چاہیئے جن کے اعداد کی تقسیم کسرات پر نہین ہوتی اور ایسا حرف صرف الف ہے ۔ لائق مورّخ نے جو عمل کیا ہے وہ درست ہے ۔

(خ) بسط کی چوبیسوین قسم بسط تقوّی ہے ۔ بقول صاحب معدن الجواہر اسکی تین قسم ہین ۔ (۱) ضرب باطن در باطن (۲) ضرب ظاہر در ظاہر ۔ (۳) ضرب باطن در ظاہر ۔ اب ہم قسم اول کی حقیقت عرض کرتے ہین جس کو اہل جمل نے بسط تضارب باطن سے بھی موسوم کیا ہے ۔ پس ہمارے سلسلۂ شمار صنائع بسط مین چوبیسوان نمبر اسیکا ہے ۔ متقدمین محقّق نے قسم اول و دوم کا ذکر کیا ہے اور قسم سوم غالباً متاخرین کی ایجاد ہے ۔

ایک حرف کے عدد کو اوسی عدد مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدۂ استنطاق دوسرے حرف یا حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب باطن ۔ یا بسط تقوّی نمبر (۱) ہے ۔ اصطلاح جمل مین باطن ۔ عدد حرف کا نام ہے ۔ اور ظاہر مرتبۂ حرف کو کہتے ہین ۔

صاحب معدن الجواہر نے مراتب حروف کو بلحاظ سلسلۂ حروف تہجی قائم کیا ہے یعنی ابجد آدم پر آپ نے سلسلۂ مراتب کو مبنی فرمایا ہے ہمکو اس سے اختلاف ہے ۔ ہماری رائے مین مراتب حروف کا نمبر سلسلۂ ابجد نوحی پر ہونا چاہیئے ۔

الحاصل صنعت ضرب باطن در باطن کے سمجھانے کے لئے لفظ حامد کو ہم پیش کرتے ہین جس کا بسط تقوّی نمبر (۱) ہم کو مقصود ہے ۔

حرف اول (ح) کے عدد (۸) ہین جب ہم نے (۸) کو (۸) مین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۶۴) ہوا جس کا استنطاق ۔ د ۔ و ۔ ہے ۔

پھر (الف) کے عدد (۱) کو (۱) مین ضرب دیا تو وہی ایک حاصل قرار پایا جس کا حرف مستنطقہ وہی الف ہے ۔

پھر (میم) کے عدد (۴۰) کو (۴۰) ہین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۱۶۰۰) ہوا جس کے استنطاق سے حروف خ ۔ ا ۔ حاصل ہوئے ۔

پھر (د) کے عدد (۴) کو (۴) مین ضرب دیا تو ۱۶ ہوئے جس کا استنطاق و ۔ ا ۔ ہے ۔

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ د ۔ و ۔ ا ۔ خ ۔ ا ۔ و ۔ ا کے اعداد کو جمع کیا تو اعداد ۶۱۹ حاصل ہوئے ۔ پس اس صنعت کی وجہ سے حامد کے اعداد جو ۵۳ تھے ۶۱۹ ہو گئے ۔

تاریخ ذیل کسی مؤرّخ نے اسی صنعت مین لکھی ہے جو تمثیلاً پیش کی جاتی ہے ۔

بیاہ کر لائے مہارانی کو	شنیو پرشاد ہین قسمت کے دہنی
دانت اوس کے ہین مصفّا گوہر	لبِ جان بخش عقیقِ یمنی
جسم ہے حسن کے سانچہ مین ڈہلا	اور ٹہک پڑتی ہے نازک بدنی
مال و دولت کی ہے دیبی دُلہن	شان و شوکت سے ہر وہ مستغنی
ضرب باطن سے ہوا سال عیان	داہ وا آج بنے کی ہے بنی ۱۸۵۶ع

(التشریح)

حروف	و	ا	ہ	و	ا	ا	ج	ب	ن
اعداد	۶	۱	۵	۶	۱	۱	۳	۲	۵۰
حاصل ضرب	۳۶	۱	۲۵	۳۶	۱	۱	۹	۴	۲۵۰۰
حروف مستنطقہ	وج	ا	ہب	وج	ا	ا	ط	د	ثب
اعداد	۹	۱	۷	۹	۱	۱	۹	۴	۵۰۲

حروف	ی	ک	ی	ہ	ے	ب	ن	ی	میزان
اعداد	۱۰	۳۰	۱۰	۵	۱۰	۲	۵۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۲۵	۱۰۰	۴	۲۵۰۰	۱۰۰	
حروف مستنطقہ	ق	ت	ق	ہب	ق	د	ثب	ق	
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۷	۱۰۰	۴	۵۰۲	۱۰۰	۱۸۵۶

(ف) بسط تقوّی کی دوسری قسم ۔ ضرب ظاہر در ظاہر ہے اور یہ بسط کی پچیسوین

قسم ہے۔ حروف مادہ کے اعداد مرتبہ کو انہیں اعداد میں ضرب دینے کا نام ضرب ظاہر در ظاہر یا بسط تضارب ظاہر ہے۔ ہم بضمن تعریف صنعت ماضیہ بیان کر آئے ہیں کہ اصطلاح جمل میں مرتبہ حروف کو ظاہر کہتے ہیں۔

صاحب ملخص تسلیم نے فرمایا ہے کہ درجہ حروف کو اوسی درجہ میں ضرب دینے کا نام بسط ظاہر در ظاہر ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے مرتبہ کو درجہ کہا ہے۔ مدارج حروف آحاد۔ عشرات۔ مآت۔ اور آلوف کو کہتے ہیں اور مراتب حروف سے ہر ایک درجہ کے حروف کا سلسلہ وار مرتبہ مراد ہے۔ نقشہ ذیل میں ہم نے مراتب حروف کا اظہار نمبر وار کیا ہے تاکہ اس صنعت کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

درجہ										
درجہ آحاد	نام حرف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	نمبر مرتبہ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	عدد حرف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
درجہ عشرات	نام حرف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	نمبر مرتبہ	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸
	عدد حرف	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
درجہ مآت	نام حرف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	نمبر مرتبہ	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷
	عدد حرف	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
درجہ الوف	نام حرف	غ								
	نمبر مرتبہ	۲۸								
	عدد حرف	۱۰۰۰								

بعض اہل جمل نے اسی صنعت کو بسط ضرب مراتب کہا ہے ۔

نقشۂ بالا کے خانہ ہائے مدارج کے ذیل مین مراتب کا جو نمبر ہر حرف کے ساتھ ہے اوسکی ضرب اوسی عدد مین دیجاتی ہے ۔ مثلاً اگر ہم لفظ حامد مین یہ صنعت جاری کرنا چاہین تو ح کے نمبر مرتبۂ ۸ کو ۸ مین ضرب دین گے اور حاصل ضرب ۶۴ سے بروے استنطاق حروف د ۔ و ۔ حاصل کرین گے ۔

پھر الف کے عدد مرتبۂ (۱) کو (۱) مین ضرب دیکر حاصل ضرب (۱) سے الف حاصل کرین گے ۔

اسی طرح م کے نمبر مرتبۂ ۱۳ کو ۱۳ مین ضرب دینے سے اعداد ۱۶۹ حاصل ہون گے جن سے حروف مستنطقہ ط و ا لئے جائین گے ۔

علی ہذا د کے عدد مرتبہ ۴ کو ۴ مین ضرب دیکر حاصل ضرب ۱۶ سے پھر حروف و ا ۔ کا استنطاق کرین گے ۔

بالآخر حروف مستنطقہ د ۔ و ۔ ا ۔ ط ۔ ا ۔ و ۔ ا ۔ کے اعداد مجموعی ۲۸ ۔ لفظ حامد کے اعداد قرار پائین گے ۔

ہماری راے مین اس صنعت کا تعلق جمل سے نہین ہے بلکہ من وجہٍ اسکو بذیل جمل بیان کیا گیا ہے تاکہ صنعت بسط کے اقسام مروّجہ مکمّل ہون ۔

کسی طبّاع مورّخ نے تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی ہے جس کو ہم تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

ہوئے گھائل رضاخان ایک دم مین	نثار دم کبھی حق کی رضا مین
اوسی دم چلدیے ملکِ فنا سے	ہوئے ممتاز اقلیم بقا مین

شہید خنجر ظالم ہین مظلوم	ملی خلد برین اس کی جزا مین
ہوا سال شہادت ضرب ظاہر	چلو قربان ہوئے راہ خدا مین ۱۲۴۰

(التشریح)

حروف	ج	ل	و	ق	ر	ب	ا	ن	ہ	و	ی
نمبر مراتب	۳	۱۲	۶	۱۹	۲۰	۲	۱	۱۴	۵	۶	۱۰
حاصل ضرب	۹	۱۴۴	۳۶	۳۶۱	۴۰۰	۴	۱	۱۹۶	۲۵	۳۶	۱۰۰
استنطاق	ط	قمد	لو	شسا	ت	د	ا	قصو	کہ	لو	ق
اعداد	۹	۹	۹	۱۰	۴۰۰	۴	۱	۱۶	۷	۹	۱۰۰

حروف	ی	ر	ا	ہ	خ	د	ا	م	ی	ن	
نمبر مراتب	۱۰	۲۰	۱	۵	۲۴	۴	۱	۱۳	۱۰	۱۴	میزان
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱	۲۵	۵۷۶	۱۶	۱	۱۶۹	۱۰۰	۱۹۶	
استنطاق	ق	ت	ا	کہ	ضعو	یو	ا	قسط	ق	قصو	
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱	۷	۱۸	۷	۱	۱۶	۱۰۰	۱۶	۱۲۴۰

(ض) صنعت بسط کی چھبیسوین قسم اور بسط مقوّی کی تیسری قسم بسط تضارب باطن در ظاہر ہے جس سے عدد حرف کو نمبر مرتبہ حرف مین ضرب دینا مقصود ہے بعض متاخرین نے اپنی روشن خیالی سے یہ تیسری قسم پیدا کی ہے جس کا ذکر متقدمین نے

نہین کیا - البتہ صاحب معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے اس کا ذکر فرمایا ہے -
صاحب ملخص تسلیم نے اس کی تعریف مین بہی مرتبہ کو درجہ سے تعبیر کیا ہے -
اور ہماری راے مین یہ صرف تسامح ہے -

حاصل یہ ہے کہ عدد حرف کو نمبر مرتبہ مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ
استنطاق حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب ظاہر در باطن یا باطن
در ظاہر ہے -

مثلاً لفظ حامد سے ح کو لو جس کا عدد ۸ ہے اور نمبر مرتبہ بہی ۸ ہے
پس ۸ کو ۸ مین ضرب دو - حاصل ضرب ۶۴ سے حروف د - و - کا
استنطاق کرو -

پہر الف کو لو جس کا عدد ایک ہے اور نمبر مرتبہ بہی (۱) - اور حاصل
ضرب بہی (۱) پس اس کا استنطاق وہی الف ہوا -

پہر م کو لو جس کا عدد ۴۰ ہے اور نمبر مرتبہ ۱۳ - پس ۴۰ کو ۱۳ مین
ضرب دینے سے حاصل ضرب ۵۲۰ ہوا اور اسکا استنطاق - ک ہ -

پہر د کو لو جس کا عدد ۴ ہے اور نمبر مرتبہ بہی ۴ ہے - پس ۴ کو
۴ مین ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے اور اس کے استنطاق سے حروف
و ا - ہاتہ آئے -

اب کل حروف مستنطقہ د - و - ا - ک - ہ - و - ا - سے اعداد
مجموعی ۳۴ حاصل ہوئے اور یہی اعداد لفظ حامد کے داخل حساب تاریخ ہوگئے
رند ناکپوری نے اسی صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے جس کو ہم ذیل مین

ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

اُدھر دل لگی مین اشارہ ہوا
ارے ہاتہ لگنا بہانہ ہوا
سدہاری وہ دنیا سے اک آن مین
کھلا کچھہ نہ اسکی حقیقت کا راز
جو کی فکر تاریخ ۔ ظاہر کے ساتہ

اِدھر آنکھہ مین تیرگی چھاگئی
فرلیسون کی یان عقل چکراگئی
کسیسے کہا کچھہ نہ کچھہ کھا گئی
غرض اپنے عاشق کو پٹواگئی
ہوی ضرب باطن قضا آگئی
۱۹۹۵سمت

(تشریح)

حروف	ق	ص	ا	ا	گ	ی	ی	[illegible]
عدد حروف	۱۰۰	۸۰۰	۱	۱	۳۰	۱۰	۱۰	
نمبر مراتب	۱۹	۲۶	۱	۱	۱۱	۱۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۹۰۰	۲۰۸۰۰	۱	۱	۳۳۰	۱۰۰	۱۰۰	
استنطاق	ظ ۔ ا	ض ک	ا	ا	ک ب	ق	ق	
اعداد	۹۰۱	۸۲۰	۱	۱	۲۲	۱۰۰	۱۰۰	۱۹۴۵

(ظ) صنعت بسط کی ستائیسوین قسم (بسط تمازج) ہے ۔ صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر نہایت اجمال کے ساتہ فرمایا ہے ۔ آپ فرماتے ہین کہ طالب کے حروف کو مطلوب کے حروف کے ساتہ امتزاج دینے کا نام بسط تمازج ہے ۔ ہم کہتے ہین کہ صرف اس قدر تعریف سے واضع کا مقصد مشتاقان فن کی سمجھہ مین نہین آسکتا یہ صنعت دراصل دو حروف یا دو الفاظ یا دو نام یا دو فقرون یا دو مصرعون یا دو اشعار مین ہوسکتی ہے بشرطیکہ دونون کے حروف تعداد امساوی ہون

ایک کا نام طالب ہوگا اور دوسرے کا نام مطلوب ۔

پس ہم کو چاہیئے کہ طالب کے پہلے حرف کے عدد کو مطلوب کے پہلے حرف کے عدد کے ساتھ بقاعدۂ ترتیب مقطّعات جمع کرین اور آخر پر اون اعداد مجموعہ کی میزان دیدین تو حاصل جمع سنۂ مطلوب ہوگا ۔

مثلاً ہم چاہتے ہین کہ ایک شادی کی تاریخ اس صنعت مین لکھین دولہا کا نام حامد ہے اسی کو اصطلاح جمل مین طالب کہین گے اور دلہن کا نام ہندہ جس کا اصطلاحی اسم مطلوب ہے ۔پس طالب کے حرف اول ح کے ۸ عدد کو مطلوب کے حرف اول ہ کے ۵ عدد کے ساتھ ہم نے بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کیا تو ۵۸ ہوئے اسی طرح ہم ہر ایک حرف طالب و مطلوب کی نسبت عمل کرین گے اور میزان کل سے سنۂ مطلوب حاصل ہوگا ۔ ملاحظہ ہو نقشۂ ذیل جس مین حامد و ہندہ کا تمازج ہے ۔

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تمازج اعداد بترتیب مقطّعات
ح	۸	ہ	۵	۸ ۵
ا	۱	ن	۵۰	۱ ۰ ۵
م	۴۰	د	۴	۰ ۴ ۴۰
د	۴	ہ	۵	۴ ۵
میزان کل یعنی سنۂ مطلوب				۳ ۵ ۰ ۱

خانہ ۵ کے اعداد کا مجموعہ (۱۰۵۳) سنۂ مطلوب ہے جو صنعت بسط تمازج سے حاصل ہوا ۔

تاریخ ذیل جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے -

ہمارے دوست دیبی داس یکتا		ہوئے جس دم گیا بائی سے منسوب
صفا سے کہدیا اہل جمل نے		ہین راجہ طالب اور رانی ہین مطلوب
بحسن صنعت بسط تمارخ	۱۹۱۱	کہا سمّت کا سنہ بندہ نے کیا خوب

(تشریح)

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تمارخ اعداد بترتیب مقطعات
د	۴	گ	۲۰	۴ ۰ ۲
ی	۱۰	ج	۳	۰ ۱ ۳
ب	۲	ا	۱	۲ ۱
ی	۱۰	ب	۲	۰ ۱ ۲
د	۴	ا	۱	۴ ۱
ا	۱	ی	۱۰	۱ ۰ ۱
س	۶۰	ی	۱۰	۰ ۶ ۰ ۱
میزان کل				۱ ۱ ۹ ۱ سمّت

(ع) بسط کی اٹھائیسوین قسم (بسط مداخل اربعہ) ہے -

صاحب ملخص تسلیم نے بحوالہ مطلع العلوم و مجمع الفنون اس کا ذکر کیا ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کو لکھا ہے -

اس صنعت کا طریقۂ عمل یہ ہے کہ مادۂ تاریخ کے ہر ایک لفظ مین ادغامی عمل کرین - اس خاص غرض سے صاحبان جمل نے اعداد حروف کے چار قسم

قرار دیئے ہیں ۔ (۱) کبیر (۲) وسیط (۳) صغیر (۴) اصغر

(۱) عدد کبیر وہ عدد ہے جو حروف لفظ سے بقاعدہ جمل حاصل ہو ۔

(۲) وسیط وہ عدد ہے جو کبیر کے ایک مرتبۂ احاد کو دوسرے مرتبۂ عشرات میں ادغام کرنے کے بعد باقی رہ جائے ۔

(۳) صغیر وہ عدد ہے کہ وسیط سے بھی اس کا ایک مرتبہ بوجہ ادغام گھٹ جائے

(۴) اصغر وہ عدد ہے جو اوسی ادغام کے باعث وسیط سے بھی کم مرتبہ ہو

پس ان ہر چہار درجوں میں بقاعدۂ استنطاق حروف کو پیدا کرنا چاہیئے اور آخر پر اس مجموعہ حروف سے اعداد جمل حاصل کرنا چاہیئے ۔

واضح ہو کہ اگر اعداد لفظ مطلوب کے مراتب چار یعنی آحاد و عشرات و آت والوف یا اس سے زائد ہوں تو ۳ بار یکے بعد دیگرے عمل ادغام ہو سکے گا ۔ اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف ۳ ہوں یعنی آحاد و عشرات و آت تو عمل ادغام بھی صرف دوبار ہو گا ۔ اسیطرح اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف دو ہوں یعنی آحاد وعشرات تو اون میں عمل ادغام بھی صرف ایک دفعہ ہو گا ۔ لیکن کل حالتوں میں یہ صنعت بسط مداخل اربعہ سے موسوم ہو گی اس لئے کہ بشرط گنجایش چار درجہ تک اس میں استنطاق کا عمل کیا جاتا ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس صنعت کے قاعدہ کو تو بیان فرما دیا ہے لیکن غالباً خود اس کو سمجھا نہیں یہی وجہ ہے کہ تمثیل کے عمل میں غلطی کی ہے اور صاحب معدن الجواہر نے مؤلف موصوف کے بیان کی نقل فرما دی ہے ۔

اب ہم مشتاقان فنّ جمل کے سمجھانے کے لئے ۳ نظیرین پیش کرتے ہیں

(۱) لفظ وزیرِاعظم جس کے اعداد مجموعی ۱۲۳۴ ہین۔ (۲) لفظ معدلت
جس کے اعداد ۵۴۴ ہین اور (۳) لفظ حامد جس کے اعداد ۵۳ ہین
(**تمثیل اول**) وزیراعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کا نام عدد کبیر ہے۔
ہم نے بقاعدۂ بالا اس عدد کا استنطاق کیا تو حروف د ج ب ا حاصل ہوئے
پھر ہم نے ۱۲۳۴ مین مرتبۂ آحاد کے عدد ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۱۲۷
ہوگئے یہ عدد وسیط ہے جس سے بقاعدہ استنطاق ز ب ا حاصل کیا
پھر ۱۲۷ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے مین ادغام کیا تو ۱۹ ہوے اور یہ عدد صغیر
ہے جس سے حروف مستنطقہ ط۔ا حاصل کئے۔ پھر ۱۹ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے
مین ادغام کیا تو ۱۰ ہوگئے اور یہ عدد اصغر ہے اور اس کا استنطاق کیا تو
ی حاصل ہوئی۔ پس لفظ وزیراعظم کے بسط مداخل اربعہ سے حروف د ج
ب ا ز ب ا ط ا ی ۔ حاصل ہوئے جن کے اعداد کا مجموعہ ۴۰ ہے
اور یہی عدد شامل حساب مادّہ تاریخ ہوگا۔
(**تمثیل دوم**) لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ ہین اور یہ عدد کبیر ہے۔
اب ہم نے اس کا استنطاق کیا تو حروف د د ہ حاصل ہوئے۔ پھر ہم نے
آحاد کے ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۵۸ ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس سے
حروف مستنطقہ ح ہ حاصل ہوئے۔ پھر ہم نے ۵۸ کے آحاد کو عشرات مین
ادغام کیا تو ۱۳ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس کے حروف مستنطقہ ج ا
ہین۔ (واضح ہو کہ لفظ معدلت کے اعداد مرتبہ مآت سے زائد نہین ہین) اس کا
عدد اصغر ۴ ہے اور حرف د ۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو د د ہ ح

ہ ج ا ۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۴۳ ہین ۔ اور یہی اعداد شامل حساب
مادّہ تاریخ ہون گے ۔

(**تمثیل سوم**) لفظ حامد کا عدد کبیر ۵۳ ہے اور اس کے حروف مستنطقہ
ج ہ ۔ جب ہم نے ۵۳ کے آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو (۸) حاصل ہوئے
اور یہی عدد وسیط ہے جس کا حرف مستنطقہ ح ہے ۔ بدین وجہ کہ لفظ حامد کے
اعداد مراتب عشرات سے زیادہ نہ تھے لہذا ان سے عدد صغیر و اصغر حاصل
نہ ہو سکا ۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ہ ح کے مجموعی اعداد
۱۶ ہوئے اور یہی داخل حساب مادّہ تاریخ ہون گے ۔

اس صنعت سے یہ حاصل ہوا کہ وزیر اعظم کے اعداد ۱۳۳۴ کے عوض
مادّہ تاریخ مین صرف ۴۰ محسوب ہوئے ۔ اور اسی طرح لفظ معدلت کے اعداد
۵۴۴ کی جگہ بوجہ صنعت صرف بقدر ۴۳ داخل حساب مادّہ تاریخ ہوئے اور
لفظ حامد کے ۵۴ عدد کے عوض حساب مادّہ مین بوجہ صنعت صرف ۱۶ الئے گئے

افسوس ہے کہ مطلع العلوم کا کوئی نسخہ ہم کو نہ ملا ورنہ ہم اوس سے معلوم
کرتے کہ اس صنعت کی تعریف اوس نے کس طریقہ پر کی ہے ۔

ہم اس موقع پر صاحب مخص تسلیم کی عبارت کو لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہین
تا کہ اگر ہم سے عملاً کچھہ غلطی ہوئی ہو تو ذی علم افراد اوس کی تصحیح فرما سکین ہمنے اوکی
عبارت پر جدولی علامت کی ہے اور جا بجا فارسی زبان مین اوس پر جرح بھی ۔

آپ فرماتے ہین کہ ہر لفظ یا عبارتے را کہ خواہند بحساب ابجد عدد بر آرند
واز عدد حروف حاصل کنند ۔ و عدد حروف بر چہار گونہ است کبیر ۔

وسیط ـ صغیر ـ اصغر ـ کبیر آن که عدد اصلی الفاظ یا عبارت باشد ہر قدر که بود و عدد وسیط آن ست که یک مرتبه آن را از طرف آحاد کم کنند ـ و عدد صغیر آن ست که از وسیط یک مرتبه کم کنند ـ و عدد اصغر آن ست که از ان ہم یک مرتبه کم کنند ـ مثلاً لفظ سعید ـ یک صد و چہل و چہار عدد ست حروف آن دم ق ـ این کبیر باشد و درین عدد سه مرتبه واقع شده یکے آحاد که چار ست و دوم مرتبهٔ عشرات که چہل ست ـ و سوم مرتبه مآت که صد ست ـ چون این عدد را وسیط کنیم یک مرتبهٔ آحاد را در مرتبهٔ عشرات ادغام نمائیم بدین صورت یک صد و ہشت شد ـ بنده گوید که ہجده شد یا بر مرتبهٔ آحاد اگر صفر را باقی داریم یک صد و ہشتاد شد و حروف آن (ح ق) و چون خواہیم که این را صغیر کنیم صفر را که حافظ مرتبهٔ عشرات ست در آحاد که ہشت ست ادغام نمودیم ہجده شد بنده عرض مے کنم که صفر را در ہشت ادغام باید کرد نه ہشت را در صفر بائی حال ہجده چه طور شد ہمان یک صد و ہشتاد ماند و ہجده در آن صورت باشد که حافظ مرتبه را محو کنیم برخلاف عمل ادغام اوّل بدین صورت حروف آن ح ی ـ و چون خواہیم که این را اصغر کنیم آحاد را در عشرات ادغام نمودیم پس نه شد بدین صورت (۹) و حرف آن ط ـ بنده گوید که در ادغام اوّل صفر را به حفاظت مرتبه قائم داشتن و در ادغامات مابعد برخلاف آن مراتب را کم کردن چه معنی دارد پس مجموع حروف که از بسط مداخل اربعهٔ لفظ سعید حاصل شد این ست د م ق ح ق ه ق ه ی ط انتہیٰ کلامه من میگویم که نه چنین باشد بلکه د م ق ح ق ح ی ط باشد ـ برا عنوان مصنف مذکور

واضح ہوکہ استنطاقِ حروف مین جو اختلاف کہ ہم کو صاحب تلخص تسلیم اور صاحب معدن الجواہر کے ساتہ ہے اوسکو ہم نے گزشتہ حصہ مین بضمن صنعت (الف) بیان کردیا ہے۔ لائق مؤلف کی فارسی عبارت مذکورۂ بالاسے یہ معلوم ہوتا کر کہ آپ نے سمجہہ کر نہین لکہا ہے۔ پس جو کچہہ ہم نے سمجہا ہے وہ اوپر عرض کرچکے ہین اور بطور تمثیل ایک لطیف تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو ہماری طبعزاد ہے۔

کاندر دکن بمسجدِ عالی ملقّب ست		از چار طاق یافت بنا خانۂ خدا
گر حاصلش بصنع تناصف مرتّب ست		تاریخ از مداخل اربع شود عیان

اس تاریخ مین دو صنعتون سے کام لیا گیا ہے (۱) صنعت مداخل اربعہ۔ (۲) صنعت تناصفِ مرتّب۔ اور بدین لحاظ اس کو مجمع الصنائع بہی کہہ سکتے ہین

واضح ہوکہ مسجد عالی کے اعداد مجموعی ۲۱۸ ہین جن کے حروف مستنطقہ (ح ا ب) ہین۔

جب آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو ۲۹ ہوئے جس سے بقاعدۂ استنطاق حروف (ط ب) حاصل ہوئے۔

پہر ۹ کو ۲ مین ادغام کیا تو ۱۱ ہوئے جس کے حروف مستنطقہ (ا-ا) ہین۔

پہر ا کو ا مین ادغام کیا تو ۲ ہوگئے جس کا حرف بقاعدۂ مذکور (ب) ہے

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ (ح-ا-ب-ط-ب-ا-ا-ب) کے اعداد کو جمع کیا تو (۲۶) ہوئے اور یہی صنعت مداخل اربعہ کا حاصل ہے۔ پہر اسکی تنصیف بقاعدہ ترتیب کی تو ۱۳۲۶ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

بحمد للہ صنائع تاریخ کا بیان ختم ہو چکا۔ عجب اتفاق کی بات ہے کہ جس طرح ابجد کے ۲۸ حرف ہین۔ اسی طرح بسط کی ۲۸ صنعت ہین جن کی تعریف ہم نے حصہ گزشتہ مین عرض کی۔

دوسری فصل ترقیم کے متعلق

عجم اور ہند کا طریقہ — جمل کی نمایت دوم ترقیم ہے یعنی حروف کا کام اعداد سے لینا اور یہ تاریخ کا عکس ہے۔ اس لئے کہ تاریخ مین اعداد کا کام حروف سے لیتے ہین اور ترقیم مین حروف کا کام اعداد سے۔ سنسکرت نے اس سے بہت کچھہ کام لیا ہے اور اس خاص مقصد کے لئے اعداد حروف کے سوا اون کے پاس الفاظ خاص کے بھی اعداد ہین یعنی متعدد الفاظ ایسے ہین جن کا عدد صرف (۱) ہے اسی طرح بہت سے الفاظ خاص کا عدد صرف ۲ ہے۔ یہی سلسلہ (۱۰) تک چلا گیا ہے۔ عربون نے زمانہ سلف مین اس طریقہ کو جاری رکھا ہو لیکن فی زماننا اس کا رواج خال خال ہے۔ عجم مین بھی اس کا رواج بہت کم ہے ایک قدیم شعر فارسی ہے جس کو عوام نے شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے منسوب کیا ہے صرف اس قدر پتا چلتا ہے کہ عجم مین بزمانہ سابق اس کا عمل تھا۔ یہی کیفیت ہندوستان کی ہے۔ ہم نے اپنی اوائل عمر مین تو ہندسون مین مراسلت ہوتی ہوئی دیکھی ہے لیکن اب یہ طرز قریب قریب متروک ہے۔ اور اسکا یادگار کسی قدر زبان سنسکرت مین باقی رہگیا ہے۔ اور کچھہ عجب نہین کہ اختصار و اخفا ہی کے لئے واضع جمل نے اس کو وضع کیا ہو۔

برہمنون کے ایک پنڈت جی (جگت پرشاد و دیا بھوشن ترکہ سرومنی) نے

ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین متعدّد تصانیف اسی طریقہ پر ہندسون مین ہین
اور بہ نسبت حروف کے بہت اختصار کے ساتہ کام لیا گیا ہے متعدد حروف کے
ایک لفظ کے لئے جب کہ ایک خاص عدد ہے تو عرض مطلب مین نہایت اختصار کے
ساتہ کام لیا جاتا ہے۔ اور عام نگاہون سے ایک حد تک اخفا بھی ملحوظ رکہا گیا ہے
آپ ہی کا قول ہے کہ بزرگون کے قیمتی نصائح اور بعض خاص فنون کی کتابین صرف
ہندسون مین لکہی گئی ہین ۔ (انتہی)

سردست ہندوستان مین اس طریقہ کتابت کی بو باس اوسی شعر سعدیؒ
کی بدولت رہ گئی ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا جس کے ذریعہ سے کتابت بذریعہ
اعداد مین ایک خاص خوبی یہ پیدا ہوئی ہے کہ ہر حرف کے ہندسہ کے بعد خط فاصل
کی ضرورت باقی نہین رہی ۔ اور وہ شعر یہ ہے (ﮧ) احد بخط نرسد لیک میرسد
عشرات ؛ ز مآت بگزرد از خط الوف کج سو راست ؛

یعنی ہر ایک سطر کی جگہ ایک خط جدولی کہینچا جاتا ہے اور اس خط پر ہندسون
مین عرض مطلب ہوتا ہے ۔ آحاد یعنی اکائیان تو خط سے کسی قدر بلند رہتی
ہین ۔ اور عشرات یعنی دہائیان خط سے ملجاتی ہین ۔ اور مآت یعنی سیکڑے خط
سے گزر جاتے ہین ۔ اور الف یعنی ہزار خط سے متجاوز ہو کر سیدہی جانب مائل
ہوتا ہے ۔ اس طریقہ سے جگہ بہت کم صرف ہوتی ہے اس لئے کہ عشرات اور
مآت اور الوف مین صفر حذف کر دیئے جاتے ہین ۔ اور ایک عدد سے دوسرے
عدد کے درمیان کسی حدّ فاصل کی ضرورت نہین ہوتی ہم نے ذیل مین الفاظ
غرائب الجمل کو جو اس کتاب کا نام ہے اسی طریقہ پر لکہا ہے تاکہ ناظرین کو مثال کا

کام دیوے (ا ۲ ا ۱ ۲ ۱ ۳ ۳ ۴ ۳) بعض طلبا عمان ہند نے اسی مقصد کو ایک دوسرے طریقہ پر حاصل کیا ہے یعنی وہ اعداد مطلوب کو بدون جدول مسلسل لکھتے ہین اور عشرات ومآت والوف مین صفر کو ترک کرکے زیر وزبر اور پیش سے کام لیتے ہین یعنی ہندسۂ آحاد تو بحال خود رہتا ہے لیکن عشرات پر بترک صفر ایک اشارہ زبر کا لکھدیا جاتا ہے۔ اسی طرح مآت پر اشارہ زیر کا اور الف پر اشارہ پیش۔ ملاحظہ ہو تمثیل ذیل جس مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ اُ ۲ِ ا اَ ۲ ا ۳َ ۳ ۴َ ۳َ۔ ہماری راے مین طریقۂ اوّل الذکر اس سے بہتر اور آسان ہے اس لئے کہ اُس مین اعراب مفروضہ کی پابندی نہین ہے۔

بعض نے عشرات کے نیچے ایک صفر۔ اور مآت کے نیچے اور اوپر دو صفر اور الف کے نیچے اور اوپر اور سیدہی جانب تین صفر لکھنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ اس طریقہ مین گویا عشرات ومآت والف کا اصلی صفر قائم رکھی گئی ہین مگر اون کے اصلی مقام کو بدلا گیا ہے تاکہ جگہ کم صرف ہو اور ناواقفین قاعدہ کو دہوکا ہو۔ تمثیل ذیل مین ہم نے غرائب الجمل کو اسی قاعدہ پر لکھا ہے۔ اُ۰ ۲ ا ا ۲ ا ۳ ۳ ۴ ۳۔ ہماری راے مین اس طریقہ مین بہی صفرون کا گورکھ دہندا ہے۔ طریقۂ اوّل الذکر ہی اس سے افضل ہے۔

ہم کو بہت افسوس ہے کہ ان ہر دو طریقہ ہاے مابعد الذکر کی نسبت بہی ہمکو یہ نہ معلوم ہوسکا کہ ان کا موجد کون ہے۔ بعض قدما کا قول ہے کہ طریقۂ دوم امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ اس قول کی تصدیق قابل وثوق ذرائع سے نہ ہوسکی۔

طریقۂ آخر الذکر کی نسبت تو کچھہ بھی پتا نہین چلا۔

سنسکرت کا عمل | سنسکرت کے ایک عالم نے کہا کہ ہم معمولی طور پر اعداد حروف کے ذریعہ سے جو مخفی تحریرات کرتے ہین اون مین آحاد کے سیدھی جانب ایک صفر دیتے ہین اور عشرات کو دو صفر نیچے اوپر۔ اور مآت کو بھی ایک صفر مگر داہین جانب اور الف کو بدون صفر لکھتے ہین یہ ایک استاد کی ایجاد ہے جو پانچھزار برس قبل گزرا ہے اور اہل تاریخ نے زبان سنسکرت مین اس کی صراحت کی ہے۔ افسوس ہے کہ وہ نہ کتاب کا نام بتا سکے اور نہ موجد کا نام۔ ہم نے ذیل مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ سے بطور تمثیل لکھا ہے ۲۱ ۱۰۰ اُ ۲۰ ۱۰ ۱۰ ۳۰ ۳ٖ ۳ٖ۔ انہین بزرگ نے کہا کہ سنسکرت مین ہزار کے بعد لاکہہ کا عدد ایک خاص حرف کے لئے معیّن ہے۔ اور کروڑ کے لئے بھی ایک خاص حرف ہے اور یہ سلسلہ ختم حروف تہجّی تک بڑہتا چلا گیا ہے (جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی فصل اول مین بضمن حروف جمل بیان کیا ہے) پس لاکہ کے لئے ہندسہ کے ذیل مین ایک زیر کی علامت لکھی جاتی ہے۔ اور کروڑ کے لئے زبر۔ اور اس سے بلند درجہ کے لئے زیر و زبر کے ساتہ پھر صفر دیا جاتا ہے۔ اور اس کا تفصیلی بیان سنسکرت کے متعدّد کتب مین ہے۔

ہماری اس قدر تحقیق سے یہ بات تو متحقّق ہو چکی کہ فنّ جمل زبان سنسکرت مین بہ نسبت زبان عربی کے زیادہ وسعت کے ساتہ ہے۔ اور غایت جمل یعنی تاریخ و ترقیم دونون کے پاس متّحد ہے۔

پنڈت وٹھلاچاری نے جو علم سنسکرت کے ایک بڑے عالم ہین ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین بعض کتابین ایسی ہین جن کی کتابت اسی طریقۂ ترقیم مین ہے

لیکن ترقیم مین آحاد وعشرات و مآت و الوف کے لئے کونسا خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے اوس سے مخلوق لاعلم ہے۔ اسی وجہ سے اون کے مطالب کو مالا ینحل سمجھا گیا ہر ان کی نسبت صرف یہ عقدہ چلا آتا ہے کہ یہ کتب علوم روحانیہ سے متعلق ہین۔ بعض پرانے کتب خانون اور خاص خاص خاندانون مین ان کے کچھہ کچھہ اوراق ہین اکثر تاڑ کے پتّون پر نہرن سے کندہ ہین اور بطور تبرّک پوجا مین رکھہ جاتے ہین ورنہ ہم کہتے ہین کہ یہ ساری تباہی کہ جس کی وجہ سے علمی ذخیرے پوجا کے تبرّکات بن چکے ہین ہماری غفلتون کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہم اس کتاب کے ذریعہ سے اس فن کی اس قدر خدمت نہ کرتے تو آیندہ صدی تک فن جمل کے بہت سے مطالب صفحۂ روزگار سے غالباً مٹ جاتے۔ من اللّٰہ التّوفیق۔

ہم نے طریقۂ ترقیم کو ایک خاص فصل مین صرف تکمیل مطالب کتاب کے لئے لکھدیا۔ آج کل تاریخ کا رواج بہ نسبت ترقیم کے زیادہ ہے۔ الحمد للّٰہ ہماری کتاب ختم ہوچکی۔ اب ہم خاتمہ کا آغاز کرتے ہین۔

خاتمہ کتاب

خاتمہ کا پہلا حصّہ تاریخ سنین کے بیان مین

بیان عام

ہندوستان مین بلحاظ اقوام مختلف جو سنین رائج ہین قریب قریب اون تمام سنین مین تاریخین لکھی جاتی ہین اور ممکن ہے کہ دوسرے ممالک اور اقالیم مین خاص

سنین کا رواج ہو ۔ بناءً علیہ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ہم اس خاتمہ مین اون سنین مختلفہ کی مختصر سی تاریخ ہدیۂ ناظرین کرین ۔ اسی موقع پر یہ بات قابل بیان ہے کہ موّرخ کو مادۂ تاریخ کے بیان کرنے کے قبل خواہ وہ منظوم ہو یا منثور اس امر کا ظاہر کر دینا بہت ضروری ہے کہ ہمارا یہ مادّہ فلان سنہ کو ظاہر کرتا ہے ۔ اگرچہ مادّۂ تاریخ کے اعداد کا مجموعہ بھی ایک حد تک سنہ کی خبر دیتا ہے لیکن زمانے کے گزر جانے کے بعد مجموعۂ اعداد سے اسکی اطلاع ناظرین کو صحت کے ساتھ ملنا بغیر صراحت کے سخت دشوار ہے ۔ فرض کرو کہ ایک مادّۂ تاریخ ہمارے روبرو ہے جس سے (۹۰۰) عدد حاصل ہوتے ہین تو ہم اس بات پر یقین نہین کر سکتے کہ یہ ۹۰۰ھ سنہ ہجری ہے یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ اگرچہ ہمکو نفس واقعہ کی مطابقت کسی تاریخی کتاب یا اور کسی ذریعہ سے ہونے کے بعد ہم اوس مطابقت کے ذریعہ سے اوس مادّہ کی نسبت یہ علم حاصل کر سکتے ہین کہ یہ سنہ ہجری یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ ہے ۔ لیکن اس در دسری کا متحمّل ہر شخص نہین ہو سکتا ۔ پس ہر مورخ کے لیئے مناسب یہی ہے کہ اپنے مادّۂ تاریخ کے ساتھ اس امر کی بھی صراحت کر دیا کرے کہ اس مادّہ سے فلان سنہ حاصل ہوتا ہے ۔

بعض اہل جمل کی یہ راے ہے کہ مادّۂ تاریخ سنہ ہجری کے لیئے اس صراحت کی ضرورت نہین ہے ۔ متقدمین چون کہ اکثر سنہ ہجری ہی مین تاریخ لکھنے کے پابند رہے ہین لہذا اونھون نے اپنے قطعات تاریخ مین اس صراحت کی پابندی نہین کی ہے ۔ اور متاخرین سے جن محتاط موّرخین نے غیر ہجری

سنہ مین تاریخ لکھی ہے اونھون نے صراحت کو لازم گردانا ہے۔ بہرحال ہماری رائے مین صراحت اولےٰ ہے۔

ذیل مین ہم نے جن سنین کا ذکر کیا ہے اون کی صحّت مطابقت کے لئے افسوس ہے کہ ہمارے پاس کوئی تقویمی ذخیرہ نہ تھا بناءً علیہ ہم نے صرف حسابی عمل سے کام لیا ہے اور حتی الوسع کبیسہ کے فرق کو وضع کرتے گئے ہین لیکن باوجود اس کے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معزز ناظرین ہمکو معاف فرمائین جس قدر سنین کا ذکر ذیل مین ہوا ہے اون سے بعض سنین ایسے بھی ہین جنکا رواج ہند مین بہت کم ہے یا مطلق نہین ہے ہم نے اون کو ترک کر دینے سے زیادہ مناسب سمجھا کہ اجمالاً اون کا بھی ذکر کر دین تاکہ طبّاع مورّخین کو اپنی کسی تاریخ کے مرصّع کرنے مین اس خاتمہ سے مدد ملے۔

(۱) سنہ آدمی

سنہ آدمی سے ابتداے آفرینش آدم علیہ السلام کا سنہ مراد ہے۔ صاحب غیاث اللغات نے بحساب شمسی ۵۸۰۰ کو ۱۲۴۲ ہجری کا مطابق قرار دیا ہے پس اسی حساب سے ۱۳۲۵ ہجری کے آخر پر بعد وضع تفاوت ہلالی و شمسی سنہ آدمی ۷۲۵۱ ہونا چاہیئے۔

بادی النظر مین ناظرین کتاب خیال فرمائین گے کہ ہند کو اس سنہ سے کیا غرض اس لئے کہ کسی قوم مین یہ سنہ رائج نہین ہے۔ لیکن جب صنعت ترصیع مین تاریخ لکھی جائے تو اور سنین کے ساتھ سنۂ آدمی پیدا کرنا بھی خوبی سے خالی نہین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کا ذکر کر دیا۔ یا فرض کرو

کسی ایسے مادّۂ تاریخ سے جو سنین مروّجہ مین سے کسی ایک سنہ مین لکھا گیا ہے صنائع کے ذریعہ سے سنہ آدمی بھی حاصل ہوا تو بے شک اوس تاریخ کی منزلت دو بالا ہو سکتی ہے ۔ یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ ایسے کثیرالاعداد سنہ مین مادۂ تاریخ حاصل ہونا مشکل ہے صنائع تاریخ کا میدان بہت وسیع ہے ۔ ایک روشن خیال مورّخ بہت کچھہ کر سکتا ہے ۔

(۲) سنہ براہیمی

سنۂ براہیمی وہ سنہ ہی جو ابراہیم علیہ السلام کی نبوّت سے قائم ہوا ہے ۔ صاحب غیاث اللغات نے اس کو ۱۲۴۲ ہجری کا مقابل ۲۱۰۴ براہیمی قرار دیا ہے ۔ اور یہ شمسی حساب سے ہی ۔ پس کسراتِ ذہ روزہ کے وضع کرنے کے بعد ۱۳۲۵ ہجری مین یہ ۴۲۹۱ سنہ قائم ہوتا ہے ۔

برہمنون کی تقاریب مین اگر سنۂ مروّجہ کی تاریخ کے ساتہ سنۂ براہیمی کا بھی کوئی مصرع ہو یا اسی تاریخ مین کسی صنعت کے ذریعہ سے سنۂ براہیمی حاصل ہو تو یہ بات بہت پرمذاق ہوگی ۔ امّت ابراہیمی سے دنیا خالی نہین ہے پس برہمنون کا سنہ بکرماجیت اور سالباہن کے سنہ سی کام لینا اور براہیمی سنہ سے قطع نظر کرنا چہ معنی دارد ۔ ہم نے انہین تمام لحاظات سی سنۂ براہیمی کو بھی اس بیان مین جگہ دی ہے ۔

(۳) سنۂ داوٗدی

بقول صاحب غیاث اللغات ۱۲۴۲ ہجری مین سنۂ داوٗدی ۲۴۲۵ تہا اور اسی حساب سے ۱۳۲۵ ہجری مین اس کی مطابقت ۳۶۲۳ ہوتی ہی ۔ ہم اس

سنہ کو خاص مواقع پر کام مین لا سکتے ہین اور اپنی تاریخ کا حسن دوبالا کر سکتے ہین
اس سنہ کی ابتدا داؤد علیہ السلام کی پیدائش سے شمسی سالون کے حساب پر ہوئی
دنیا کسی ایسی قوم سے خالی نہ ہوگی جس کو داؤد علیہ السلام سے خصوصیت کا دعویٰ ہو

(۴) سنۂ موسوی

سنۂ موسوی کی حرمت کرنے والی قوم ہندوستان مین موجود ہے یعنی یہود اپنے پیمبر
موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کی بہت تعظیم کرتے ہین اور یہ سنہ اوسی کا
یادگار ہے۔ بقول صاحب غیاث اللغات سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین سنہ موسوی ۳۲۱۲
تھا۔ پس سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین بعد وضع کسرات ۳۲۱۸ ہونا چاہیئے۔ لیکن یہودیون
کے پاس ۳۰ ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری کو سنہ ۳۲۱۱ موسوی ہے۔

(۵) سنۂ عیسوی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے اسکو سنہ انگریزی سے موسوم کیا ہے اور اسکے مہینے حسب ذیل بارہ ہین
(۱) جنوری (۳۱) یوم کا (۲) فبروری (۲۸) یوم کا (۳) مارچ (۳۱) یوم کا
(۴) اپریل (۳۰) یوم کا (۵) مئی (۳۱) یوم کا (۶) جون (۳۰) یوم کا
(۷) جولائی (۳۱) یوم کا (۸) اگسٹ (۳۱) یوم کا (۹) سپٹمبر (۳۰) یوم کا
(۱۰) اکٹوبر (۳۱) یوم کا (۱۱) نومبر (۳۰) یوم کا (۱۲) ڈسمبر (۳۱) یوم کا
فبروری کا مہینہ ۳ سال تک ۲۸ دن کا محسوب ہوتا ہے اور چوتھے سال ۲۹ یوم کا
اس سنہ کا مبدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہے۔ اسی وجہ سے
اس کو عیسوی سنہ بھی کہتے ہین۔ اس کتاب کے سال تالیف مین ۲۹ ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵
ہجری مطابق ہے ۳ فبروری سنہ ۱۹۰۸ عیسوی کا۔

سنہ عیسوی کے مہینوں میں کبیسہ کا قاعدہ ایک مشہور نظم میں بیان ہوا ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ۔ ہ

جنوری فبروری و مارچ و اپریل و مئی ‌ ‌ ‌ جون و جولائی اگسٹ و نیز سپٹمبر بدان

اکٹوبر نومبر ہم ڈسمبر آخرین ‌ ‌ ‌ از شہور سال انگریزی بسان رومیان

پس بود اپریل و جون و نیز سپٹمبر دگر ‌ ‌ ‌ شد نومبر این ہمہ سی روزہ باشد درمیان

فروری دو کم بود لیکن بسال چارمین ‌ ‌ ‌ یک برین افزا کبیسہ است ورنہ گردد عیان

ہفت باقی سی و یک وزیست گر قسمت کنی ‌ ‌ ‌ سالہای عیسوی بر چار تا ای مہربان

بر نیاید کسر اگر سال کبیسہ شد ہمین ‌ ‌ ‌ ور بر آید پس بترک کسر کن تقسیم آن

گر یکے ماند ز سال بے کبیسہ اول ست ‌ ‌ ‌ در دو دوم در سہ سوم سال باشد بیگمان

مؤرخین ہند نے اکثر تاریخیں اس سنہ میں لکہی ہیں اور کرسچینوں میں عموماً یہی سنہ مروج ہے ۔ بدین وجہ کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہے عموماً سرکاری اور تجارتی کاروبار اسی سنہ میں ہوتا ہے ۔

(۶) سنہ محمدی کا بیان

سنۂ محمدی سے وہ سنہ مراد ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت باکرامت سے آغاز ہوا ہے اور وہ تالیف کتاب ہذا کے وقت ۱۳۲۵ ہجری کے مقابل ۱۱ سال کے تفاوت کے ساتھ ۱۳۳۶ ہ ہے ۔ مولوی نظام الدین حسن نیتنوی سابق رکن مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد بن محمد حسن خان مغفور صدرالصدور اودہ نے اپنی تقویم میں لکہا ہے کہ سال محمدی کا آغاز ۲۰ مارچ ۶۱۱ء عیسوی روز جمعہ سے بعد ختم یوم ہے ۔ کیونکہ اس سال پیغمبر برحق علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا روز پیدائش ۲۰ ماہ اپریل روز دوشنبہ بتاریخ ۲ ثور ہے اور معدل النہار سے فصول کا حساب آسان ہوتا ہے۔ سال محمدی کے مہینے یعنی شہور محمدی منطقۃ البروج کے ناموں سے موسوم ہیں۔ معمولی سال ۳۶۵ روز کا۔ اور سال کبیسہ ۳۶۶ کا تقویم غریغوری سے مطابق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس میں آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے اس سال کو ولادت محمدی کا سنہ خیال فرمایا اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ ہجرت کے وقت عمر شریف ۵۱ سال کی تھی۔ اور نبوت کے وقت چالیسواں سال تھا پس سنہ ہجری اور محمدی کا ۱۱ سال فرق خود اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ یہ سنہ نبوت باکرامت کا ہے نہ ولادت کا۔ اور اگر سال محمدی کو سال ولادت ہی تسلیم کریں تو آج وہ بمقابلہ ہجری ۵۱ سال کے تفاوت کے ساتھ ۱۳۷۶ھ ہوگا۔ پس یا تو ۱۳۳۶ کو سال نبوی کہا جائے یا سال محمدی کو ۱۳۷۶ھ مانا جائے۔

پس اس تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک سنہ اور ہاتھ آگیا اللّٰہم زد فزد۔

مولانا نے سنہ محمدی کے ۱۲ مہینوں کا نام حسب ذیل لکھا ہے۔

(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ
(۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ مہینے جو عربوں میں زمانۂ جہالت یعنی قبل ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رائج ہیں وہی ہیں جن کا ذکر ہم نے سنہ ہجری کے ذیل میں کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں بھی

انہین سے کام لیا گیا۔ پس ہمکو سنہ ولادت یا سنہ نبوّت کے لئے انہین مہینون سے کام لینا چاہیئے۔

(۷) سنہ ہجری کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ سنہ ہجری کے مشہور قمری مہینون کا نام یہ ہے

(۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) جمادی الاولی (۶) جمادی الثانیہ (۷) رجب (۸) شعبان (۹) رمضان (۱۰) شوال (۱۱) ذیقعدہ (۱۲) ذی الحجہ

رویت ہلال کے دوسرے دن سے مہینہ کا آغاز ہوتا ہے اسی کو غرّہ کہتے ہین اور بروز رویت۔ ماہِ گزشتہ کا اختتام جس کو سلخ کہتے ہین۔ اور اوسطاً چھہ مہینے ۳۰ دن کے ہوتے ہین۔ اور چھہ مہینے ۲۹ دن کے۔ بلالحاظ ترتیب یعنی کوئی مہینہ ۳۰ دن کا۔ اور کوئی ۲۹ دن کا۔ سنہ ہجری کے مجموعی ایام ۳۵۴ دن ہین۔

اس سنہ کی ابتدا زمانہ ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے ہوئی جب کہ آپ نے مکّہ معظمہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینۂ منوّرہ کا ارادہ فرمایا۔ اسی وجہ سے اس سنہ کو سنہ ہجریہ کہتے ہین اور یہ سنہ بروقت تالیف کتاب ہذا (۱۳۲۵) ہے۔

آپ ہی نے بحوالہ صاحب عجائب البلدان فرمایا ہے کہ زمانۂ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ مین ابی موسی اشعری حاکم یمن نے آپ کو لکھا کہ دارالخلافت کے مکاتیب مین تاریخ نہین ہوا کرتی جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ وہ کب لکھے گئے ہین مناسب یہ ہے کہ اونپر تاریخ لکھی جایا کرے۔ پس خلیفہ نے اصحاب سے استشارہ فرمایا۔ بعض کی راے یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

مبارک سے تاریخ کی بنیاد قائم کی جائے اس لئے کہ یہ واقعہ عظیم ہے بعضون نے
یہ رائے دی کہ رسول مقبول کی بعثت سے اس کا آغاز ہو۔ جب آرا مین اختلاف
ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رائے طلب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ہجرت
مقدسہ سے اس کا آغاز ہونا مناسب ہے۔ کل صحابہ نے اس رائے کو پسند
فرمایا اور اتفاق اسی پر ہوا۔

محقّقین نے لکہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۷ صفر کو
مکۂ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینۂ مطہّرہ مین داخل ہوئے
اور سنہ ہجری کا قرارداد سنہ ۱۷ ہجری مین بزمانہ خلافت دوم ہوا۔ بدین وجہ کہ ہجرت
کا ارادہ آغاز محرم سے تہا۔ پہلا مہینہ محرم قرار پایا۔ یا اس مہینہ کی حرمت کی وجہ
سے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

بعض اہل جمل نے ماہ اول سے محرم کا ارادہ کیا ہے۔ اور ماہ دوم سے صفر۔
ماہ سوم سے ربیع الاول۔ ماہ چہارم سے ربیع الآخر۔ ماہ پنجم سے جمادی الاولیٰ
ماہ ششم یا نصف سال سے جمادی الاخریٰ۔ ماہ ہفتم سے رجب ماہ ہشتم یا ماہ شب برات سے
شعبان ماہ نہم یا ماہ صیام سے رمضان۔ اور ماہ دہم سے شوال۔ اور ماہ یازدہم سے
ذی القعدہ۔ اور ماہ دوازدہم یا آخر سال سے ذی الحجّہ۔ یہ اشارات قسم صوری
ومعنوی مین کام دیتے ہین۔ جیسا کہ کسی استاد نے صنعت ترصیع حرفی مین کسی واقعۂ

۱۰۲۸ ہجری کا مادّہ صوری ومعنوی لکہا ہے (ع) دوشنبہ سوّم ماہ چہارم

حروف اصلی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ـ	[illegible]	[illegible]	ـ	ا	[illegible]	[illegible]
ترصیع حرفی	ہ	ز	ت	س	ج	و	ع	ز	ن	ن	ب	و	د	و	ب	ش	ن	
اعداد	۵	۷	۴۰۰	۶۰	۳	۶	۷۰	۷	۵۰	۵۰	۲	۶	۴	۶	۲	۳۰۰	۵۰	۱۰۲۸

(۸) سنہ مہدوی

جناب میرزا محمد جعفر اوج تخلّص خلف الصدق جناب دبیر مغفور نے اپنی بے بہا تالیف ارمغان مین فرمایا ہے کہ سنہ مہدوی سے ولادت باسعادت حضرت صاحب الزمان ادام اللہ ظلہ العالی کا زمانہ مراد ہے۔ فرماتے ہین کہ ولادت آنحضرت کی ۲۵۵ھ مین مذکور ہے۔ اور بقول دیگر ۲۵۸ھ ہجری مین۔

چنانچہ روایت اولیٰ کے حساب سے فی الحال سنہ مہدوی ۱۰۳۷ ہے اور روایت ثانی سے ۱۰۳۴۔ پھر آپ ارشاد فرماتے ہین کہ یا سنہ مہدوی سے مراد آنحضرت کی ابتداے غیبت کا زمانہ ہے۔ اس مین بھی دو قول ہین۔ ایک ۲۶۰ھ ہجری اور دوسری روایت سے ۲۶۵ھ ہجری پس بنا بر قول اول فی الحال (یعنی بروقت تالیف کتاب ارمغان) سنہ مہدوی ۱۰۳۲ ہے اور بربنلے قول ثانی ۱۰۲۷ واضح ہو کہ سنہ ولادت ۱۵ شعبان المعظم روز یکشنبہ سے شروع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ولادت کے دس دن بعد سے یہ سنہ معیّن ہوا۔ (انتہیٰ)

کتاب ارمغان کی تالیف ۱۲۹۲ھ ہجری مین ہے جس پر اس وقت یعنی ۱۳۲۵ھ ہجری مین ۳۳ سال گزر چکے ہین پس سنہ مہدوی ازروے ولادت بقول اوّل اس وقت ۱۰۷۰ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۷ اور سال آغاز زمانۂ غیاب بقول اوّل ۱۰۶۵ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۰ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

لائق مؤلف موصوف فرماتے ہین کہ سنہ ہجری مسلمانون کے لئے ہے اور سنہ مہدوی مؤمنین کے لئے اور سنہ عیسوی عیسائیون کے لئے اور سنہ بکرماجیت اہل ہنود کے لئے۔ ہم نے مسلمانون اور مومنون کا فرق اچھی طرح پر

نہین سمجھا ـ لغت عرب مین مومن کے معنی دل سے تصدیق کرنے والے کے ہین اور مسلم بمعنی اسلام قبول کرنے والا ـ پس مسلم کا اطلاق مومن اور منافق دونون پر ہو سکتا ہے ـ اور جب مومنین کے لئے مہدوی سنہ مخصوص کر دیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سنہ ہجری منافقین اسلام کے لئے رہگیا ـ اور پھر یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ سنہ ہجری بقول صاحب غیاث اللغات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا مجوزہ ہے ـ اور اسکی صراحت نہین کی کہ امیر المومنین نے اس سنہ کو مومنین کے لئے تجویز کیا یا غیر مومنین کے لئے ـ اس خلجان نے ہمکو غیاث اللغات کے دیکھنے پر مجبور کیا ـ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ با صحاب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مشورہ نمودند بعضی گفتند کہ بناے تاریخ بر وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باید نہاد کہ واقعۂ عظیم ست خلیفہ را (بوجود) پسند نیامد بعضے گفتند کہ بناے کار بر مبعث آن سرور موجودات باید ساخت ـ این معنی ہم (بوجوہ) نہ پسندیدند پس این عقدۂ لانحل را بعلی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرستادند آن حضرت اشارت بہ ہجرت فرمودند پس بنا بر اشارت آنحضرت مبداء تاریخ از ہجرت نمودند چہ ہجرت ابتداے ظفر و نصرت و قوت اسلام بود الخ ـ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسی لفظ آخرہ اسلام کی وجہ سے جو صاحب غیاث کی آخر عبارت مین ہے ـ مرزا صاحب نے سنہ ہجری کو مسلمین سے مخصوص فرمایا ـ یہان تک پہونچ کر ہم نے خیال کیا کہ جناب مرزا صاحب کا مقصد مومنین سے غالباً امامیہ مذہب والے ہون جیسا کہ صاحب فرہنگ آصفیہ نے لفظ مومن کے تیسرے معنی (اہل تشیع) لکھے ہین بے شک یہ بات دل کو لگتی ہوئی ہے ـ لیکن خود غیاث اللغات یا اور کسی کتاب سے اس کا پتہ نہین چلتا کہ حضرت

امیر المؤمنین علیہ السلام نے مؤمنین کے لئے سنہ مہدوی کی تخصیص کی بشارت دی ہے لیکہ
ہم برابر دیکھ رہے ہین کہ تیسرے معنی کے مؤمنین بھی سنہ ہجری ہی سے کام لیتے ہین
اس لئے کہ وہ اون کے نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہجری سنہ ہے اور نہ ہم نے
کسی مؤمن مورّخ کی تاریخ سنہ مہدوی مین لکھی ہوئی پائی جہان تک ہم نے غور کیا ہے
معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنہ ہجری ہر ایک مسلم کا سنہ ہے خواہ وہ اہل التسنن سے ہو
یا اہل تشیع سے کیون کہ دونون مسلمین مین داخل ہین اور کچھ عجب نہین کہ خارجی اس
سنہ کو نہ مانتے ہون۔ اگرچہ رسول برحقؐ کے تعلق کی وجہ سے کوئی وجہ ان کے نہ ماننے
کی نہین ہے لیکن کیا عجب ہے کہ بدایت سنہ کی تاریخ کے لحاظ سے اونھون نے اپنے
لئے کوئی فرضی سنہ مقرر کر لیا ہو جیسا کہ سرتاج مؤمنین اوج لکھنوی نے مہدوی
سنہ کی تخصیص فرمائی ہے مگر ہم نے خارجیون کے لئے کسی خاص سنہ کا نام اب تک
نہین سنا اور نہ اہل تشیّع کی تخصیص سنہ مہدوی سے اب تک ہمکو معلوم تھی۔
اسی کتاب کی برکت ہے کہ اس بیان مین ہماری بصیرت بڑھی۔

(۹) سنہ ترکی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات سنہ ترکی کو ایغوز اور غازلم کہتے ہین۔ اور اس کے
مہینون کے نام حسب ذیل ہین۔ (۱) آرام آی۔ (۲) اے کندی آی
(۳) اوجونج آی۔ (۴) ترتنج آی۔ (۵) آمیشنج آی۔ (۶) التنج آی۔
(۷) اینج آی۔ (۸) سکزنج آی۔ (۹) توقزنج آی۔ (۱۰) اوتونج آی۔
(۱۱) اذیرنج آی۔ (۱۲) اون ایکنج آی۔

آپ فرماتے ہین کہ ترکون کا سال مثل ہندیون کے قمری ہے یعنی رویت ہلال پر

کبھی تیسا مہینہ اور کبھی اونتیسا ہر تیسرے برس پر کبیسہ کا ایک مہینہ بڑہا کر سال سوم کو ۱۳ مہینہ کا کردیتے ہین اور اوس تیرہوین مہینہ کا نام سوا آی رکھدیتے ہین اور ابتداے سال شمس وقمر کے اجتماع سے (برج دلومین) محسوب ہوتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز بادشاہ غازلم کی سلطنت سے ہے۔ سنہ ۱۲۴۳ ہجری مین یہ سنہ ۱۳۰ کے مطابق تہا اوسی حساب سے اس وقت آخر ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین سنہ ترکی کی مطابقت ۲۰۳ ہے۔ اسوقت ممالک ترکی مین سنہ ہجری نبوی رائج ہی

(۱۰) سنہ فصلی کا بیان

جس سنہ کا عنوان ہم نے سنہ فصلی رکھا ہے۔ اہل ہند اسی کو سنہ فارسی کہتے ہین ہیاں دکن مین سال تالیف کتاب ہذا کا فصلی سنہ ۱۳۱۷ ہے جو مطابق ہے سنہ ۱۳۲۵ ہجری کا۔ اور یہی سنہ ۱۳۱۷ فصلی ہندوستان مین سنہ فارسی کے نام سے رائج ہے مہینوں کے نام دونون جگہ متحد ہین۔ یعنی (۱) آذر ۲۹ یوم (۲) دی ۲۹ یوم۔ (۳) بہمن ۳۰ یوم (۴) اسفندار ۳۰ یوم (۵) فروردی ۳۱ یوم (۶) اردی بہشت ۳۱ یوم (۷) خورداد ۳۲ یوم (۸) تیر ۳۱ یوم (۹) امرداد ۳۱ یوم (۱۰) شہریور ۳۱ یوم (۱۱) مہر ۳۰ یوم (۱۲) آبان ۳۰ یوم۔ کسی استاد نے انکے شمار ایام کے لئے ایک شعر نظم کیا ہے

لل کط وکط لل شہور کوتہ است	لا ولا لب لا ولا لا شش مہ است

آغاز سال دونون جگہ ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اختتام ماہ آبان پر۔ لیکن تاریخون مین کچھ خفیف سا اختلاف ہے یعنی دکن مین تاریخ ۲۹ ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۳ فبروری سنہ ۱۹۰۸ عیسوی موافق ہے یکم فروردی سنہ ۱۳۱۷ فصلی کے اور اہل ہند نے اپنی جنتریون مین آخر سنہ ۱۳۲۵ ہجری کی مطابقت ۳ فروردی سنہ ۱۳۱۷

فارسی سے کی ہے۔

الحاصل خواہ اس کو سنہ فصلی کہو یا فارسی دونون کا نتیجہ ایک ہے۔
صاحب غیاث اللغات نے اسی کو سنہ فارسی او رنیز یزدجردی لکھا ہے اور اس کا آغاز ماہ فروردین سے اور اختتام ماہ اسفندار پر قرار دیا ہے اور یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ یہ سال تعداد ایام مین سنہ رومی کے ساتھ مساوی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز یزدجرد کی بادشاہی سے ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ سنہ تالیف غیاث اللغات کے وقت یعنی سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین مطابق ہے سنہ ۱۱۹۶ فصلی کا یعنی سنہ ہجری اور فارسی مین ۴۶ سال کا تفاوت ہے حالانکہ اس وقت ہجری و فصلی یا ہجری و فارسی مین صرف ۸ سال کا فرق ہے یعنی فصلی یا فارسی کا سنہ ۱۳۱۷ ہے اور ہجری سنہ ۱۳۲۵۔
اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دکھنیون اور ہندیون نے سلطنت یزدجرد سے اس کی ابتدا نہین مانی ہے اور نہ معلوم اون کا مبدا کیا ہے۔ صاحب غیاث یہ بھی فرماتے ہین کہ اہل فارس سال فارسی کو نوروز سے شروع کرتے ہین پس ہماری رای مین سنہ ۱۳۱۷ کو فصلی ہی سے موسوم رہنے دینا چاہیئے اور سنہ فارسی سے اس کو نہ ملانا چاہیئے۔ واضح ہو کہ دکن مین ماہ ہاے متذکرہ بالا کو جو اسی سنہ فصلی کے مہینے ہین ماہ الٰہی کہتے ہین۔

اہل ہند نے فصلی کے نام سے اپنی جنتریون مین ایک جدا سنہ قائم کیا ہے جو دکن کے مروجہ سنہ فصلی سے دو سال کم ہے اور اس کے ساتھ ہندی مہینون کا استعمال کیا ہے۔ ہم اس کی حقیقت سے واقف نہین ہین اور اس موقع پر صرف اس قدر صراحت کر دیتے ہین کہ اگرچہ حیدرآباد مین اس وقت سنہ ۱۳۱۷ فصلی رائج ہے تو

ہندوستان ہیں فصلی ہی کے نام سے ۱۳۱۵ فصلی کا رواج ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے سنہ فصلی کی نسبت لکھا ہے۔ کہ فصلی ایجاد جلال الدین اکبر بادشاہ است دران وقت شمار ہجری نہ صد و ہفتاد و یک بود تفاوت گرشد و آیندہ خواہد شد وجہش این کہ سال قمری کوتاہ باشد از سال شمسی بدہ روز و پنجاہ گھڑی و نہ پل و سال شمسی دراز باشد از سال قمری ہفت گھڑی کم از یازدہ روز۔ ہمین زیادت یک ماہ را ہندیان (لوند) گویند بعد انقضائے مدت صد سال شمسی زیادت سہ سال و چند روز بر صد سال ہجری یعنی قمری بظہور آید وابتدایش از چیت۔

اس بیان سے لائق مؤلف کا غالباً یہ مقصد ہوگا کہ وہ اوس وقت یعنی اپنی کتاب کی تالیف کے وقت اس سنہ کے اعداد کو بیان کرنا نہیں چاہتے تھے اس لیے کہ وہ حسابی مشکلات اس کے مانع تھے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جب اس سنہ کا آغاز ۹۷۱ھ ہجری سے ہے تو پہر ۱۳۲۵ ہجری مین از روے حساب اس کی مطابقت ۳۵۴ قرار پاتی ہے فی سال ۱۰ روز (مع کسرات متذکرۂ بالا) وضع کرین تو (۳۵۴) سال کے لیے (۱۱۸) مہینے یعنی (۹ سال ۱۰ مہینے) قابل وضعات قرار پاتے ہین اور اس وضعات کے بعد اس وقت فصلی ۱۳۴۲ سنہ ہونا چاہیے درحالے کہ اس وقت ہندوستان کا سنہ فصلی ۱۳۱۵ ہے اور دکن کا فصلی سنہ ۱۳۱۷۔ ہمارا فہم اس سنہ فصلی کے سمجھنے سے قاصر ہے جس کا ذکر آپ نے فرمایا ہے اگر آپ کا مقصد الٰہی سنہ سے ہے جس کو صاحب غیاث نے اکبر سے منسوب کیا ہے تو اس کے لیے ملاحظہ ہو بیان مابعد۔

(۱۱) سنہ الٰہی کا بیان

صاحب غیاث فرماتے ہین کہ سنہ الٰہی کی ابتدا جلوس جلال الدین اکبر بادشاہ سے ہے جو ۳ / ربیع الآخر ۹۶۳ھ مین واقع ہوا۔ اس سنہ کے مہینے وہی ہین جنکو سنہ فصلی کے ذیل مین ہم نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہین کہ تالیف غیاث اللغات کے وقت سنہ ہجری ۱۲۴۲ ہے اور سنہ الٰہی ۲۷۱ ـ اس حساب سے تالیف کتاب ہذا یعنی ۱۳۲۵ ہجری مین سنہ الٰہی بعد وضع کسرات دہ روزہ ۳۵۲ ہونا چاہیئے۔

(۱۲) سنہ جلالی کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ اس سنہ کا آغاز جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے عہد سلطنت سے ہے اسی لئے اس کو سنہ ملک شاہی بھی کہتے ہین۔ اس کے مہینے وہی ہین جو فصلی سنہ کے ذیل مین بیان ہوئے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہر مہینہ کو ۳۰ روز کا مہینہ قرار دیتے ہین اور خمسۂ مسترقہ کو ماہ اسفندار پر بڑھا دیتے ہین اور ہر سال چارم مین کسرات کا ایک دن اسی اسفندار پر بڑھا کر ۳۶ دن کا حساب شمار کرتے ہین۔ اس سنہ کے مجموعی ایام ۳۶۵ ہین۔

آپ نے فرمایا ہے کہ سال تالیف غیاث اللغات یعنی ۱۲۴۲ھ ہجری مین سنہ جلالی ۷۴۹ تھا۔ اس حساب سے ۲۹ / ذی حجہ ۱۳۲۵ھ ہجری مین بعد وضع کسرات پنج روزہ تقریباً سنہ جلالی ۸۳۱ ہونا چاہیئے۔

(۱۳) سنہ بنگلہ کا بیان

سنۂ بنگلہ بنگالیون مین مروّج ہے۔ صاحب ملخّص تسلیم نے اس کے متعلق صرف اس قدر لکھا ہے کہ در بعضی کتب چون آئین اکبری وغیرہ بشرح وبسط مدوّن ہست

ما ہو دید ۔ ہم عرض کرتے ہین کہ ہم نے تاریخگویون کی امداد اور مشتاقان فن جمل کی بصیرت بڑہانے کے لئے جب کہ سنین مختلفہ کے بیان کا ایک خاص حصّہ رکھا ہے تو ایسا اجمال کبھی جائز نہین ہے جس سے کم سے کم اس قدر بھی معلوم نہ ہو کہ تالیف کتاب کے وقت اس سنہ کے اعداد کس قدر ہین ۔

سنہ بنگلہ بنگالیون کا سنہ ہے اور اس وقت یعنی سنہ ۱۳۲۵ ہجری کا مطابق سنہ ۱۳۱۴ بنگالی ہے ۔ بعض تواریخ بنگال سے اس کی حقیقت صرف اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانے مین جب توڈرمل نے بنگال کا بند و بست کیا تو اوس وقت سنہ ہجری کو جو قمری مہینون پر مبنی تہا فصلی کر دیا اور زمانۂ آیندہ مین اس کو شہور قمری سے غیر متعلق کرکے ہندی مہینون سے اس کا حساب رکہا تاکہ کاشتکار کو مالگذاری کے اغراض مین سہولت حاصل ہو ۔ اس سنہ کی بنیاد اسی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ درحقیقت توڈرملی سنہ ہے جو صرف بنگال مین رائج ہے اور اس وقت سنہ ہجری کے ساتہ سنہ بنگلہ مین ۱۱ سال کا جو تفاوت ہے وہ زمانہ مابعد کے قمری مہینون کی وجہ سے سالانہ کسرات دہ روزہ کا نتیجہ ہے ۔

حیدرآباد کے سنۂ فصلی کے ساتہ اس مین دو برس کا فرق بہی اعتباری ہے اور درحقیقت دونون کا مقصد ایک ہے یعنی ممکن ہے کہ حیدرآباد مین بہی کسی نہ کسی سنہ مین ایسا ہی عمل ہوا ہو ۔

بنگال کے سوا ممالک مغربی و شمالی وغیرہ مین سنۂ فصلی ۱۳۱۵ مروج ہے اس کی بنیاد بہی غالبًا ایسی ہی ہو ۔ بنگالی اور ہندوستانی دکن کے سنۂ فصلی کو سنہ فارسی کہتے ہین ۔ اور سنۂ فارسی درحقیقت سنۂ یزدجردی ہے جس کا بیان

اس کے بعد آتا ہے ۔

(۱۴) سنۂ فارسی و یزدجردی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے سنۂ فارسی کی تاریخ جس قدر لکھی ہے ہم نے اسکا ترجمہ سنہ فصلی کے ذیل مین ہدیۂ ناظرین کیا ہے ۔ مگر اس وجہ سے کہ ہماری رائے مین دکن اور ہند کے رواج کے لحاظ سے ہمنے اس کو سنۂ فصلی ہی سے موسوم رکھا ہے لہذا ہم سنۂ فارسی کی نسبت اس موقع پر صرف اس قدر عرض کرتے ہین کہ بقول صاحب غیاث سنۂ فارسی یا سنہ یزدجردی سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین ۱۱۹۶ تہا تو اس حساب سے اسوقت بعد وضع کسرات دہ روزہ یہ سنہ ۱۲۷۷ ہونا چاہیئے ۔ فی زمانا پارسیون کے پاس مروج ہے اور سنہ ۱۳۲۵ ہجری سنہ ۱۲۷۷ کا مطابق ۔ اس کے مہینے وہی ہین جو سنۂ فصلی کے ذیل مین بیان ہوئے ۔

(۱۵) سنۂ ساکہا و سنبت کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے فرمایا ہے کہ سال ہندی جس کا نام سنبت ہے ۱۲ مہینوں کا سال ہے جن کے نام یہ ہین (۱) چیت (۲) بیساکہہ (۳) جیٹھہ (۴) اساڑہ (۵) ساون (۶) بہادون (۷) کنوار (۸) کاتک (۹) اگہن (۱۰) پوس (۱۱) ماگہہ (۱۲) پہاگن ۔ یہ سنہ منسوب ہے راجہ بکرماجیت سے ۔

منقول ہے کہ جب راجہ سالباہن کو بکرماجیت پر غلبہ ہوا تو وسنے اپنے غلبہ کا سنہ رائج کیا ۔ اور اس کا نام ساکہار کہا ۔ پس ان دونون سنون کے لئے وہی مہینے رائج ہین جو اوپر بیان ہوئے ۔ پس اس وقت یعنی ختم تالیف کتاب ہذا کے وقت ۔ ۲۹ ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مطابق ہے سنہ ۱۸۲۹ ساکہا کے جس کو اہل ہند و دکن

ساکی اور شاکہی بھی کہتے ہین - اور اوسی تاریخ ہجری کا سنہ سمت ۱۹۶۴ جس کو بکرمی کہتے ہین -

ہندوستان مین پروسٹھ کے نام سے اسی سنہ کا رواج ہر جو سمّت کر سوا ہے

(۱۶) سنہ رومی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات رومیون کے مہینون کے نام حسب ذیل ہین اور انہین کو شمسی مہینے بھی کہتے ہین - (۱) تشرین اول سی ویک روزہ (۲) تشرین آخر سی روزہ (۳) کانون اول سی ویک روزہ (۴) کانون آخر سی ویک روزہ (۵) شباط ۲۸ روزہ (۶) اذار سی ویک روزہ (۷) نیسان سی روزہ (۸) ایار سی ویک روزہ (۹) حزیران سی روزہ (۱۰) تموز سی ویک روزہ (۱۱) آب سی ویک روزہ (۱۲) ایلول سی روزہ - ان بارہ مہینون کے مجموعی ایام ۳۶۵ ¼ ہین - ماہ شباط ہر چوتھے سال ۲۹ دن کا محسوب ہوتا ہے -

اس سنہ کی ابتدا عہد سکندر سے بیان ہوئی ہے اور ۱۳۲۴ ہجری کا مطابق ۲۲۱۸ رومی کہا گیا ہے - اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری مین بعد وضع کسر ۲۲۱۹ شمسی یا رومی سال ہونا چاہیئے -

(۱۷) سنہ نوروز کا بیان

بقول صاحب مخزن الحکمت - نوروز سے مراد ہر نئے شمسی سال کا پہلا دن ہے ایک محقق کا قول ہے کہ نوروز کا آغاز اوس وقت ہوتا ہے جب کہ بقول عالمان علم ہیئت آفتاب عالمتاب جو جہان کو اپنی روشنی سے روشن رکھتا ہے برج حوت سے گزر کر برج حمل مین جو اس کی خوشحالی اور شادمانی کا مقام ہے داخل ہوتا ہے اور دنیا کو ایک الٰہی

رونق دیتاہے اور سردی کے لٹے ہوے اور موسم خزان کے ستم رسیدونکو خلعتہاے
نوروز و قباہاے سبز و فیروزی پہنا کر تلافی مافات کرتا ہے ۔

نوروز فصل بہار کا روز اول ہے اور ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن لیل و نہار
کے زنگی و فرنگی بالکل مساوات پر باہم ملتے ہین یعنی شب و روز برابر ہو جاتے ہین
اور نئے سال شمسی کا دورہ شروع ہوتا ہے ۔

یون تو دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف اقوام مین ہر نئے شمسی یا قمری سال کے اول
روز کم و بیش خوشی منائی جانے کی رسم کے لحاظ سے بہت سے نوروزون کا ذکر کرنا
پڑے گا مگر ان سب کو نظر انداز کر کے صرف نوروز مشرقی اور نوروز مغربی کا ہی
حال ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے ۔

سنۂ عیسوی کے مطابق نوروز مشرقی ۲۱ مارچ کو واقع ہوتا ہے اور نوروز
مغربی یکم جنوری کو لیکن علم ہیئت کی رو سے نوروز مشرقی ہی حقیقی نوروز ہے
کیونکہ یہ فصل بہار کی ابتدا اور شب و روز کا اعتدال قائم کرتا ہے ۔

نوروز مشرقی کا بانی بادشاہ جمشید ہے جس نے ملک ایران مین شمسی سال کو
رواج دیا ۔ اسنے ایک نہایت عالی شان شہر کی بنیاد ڈالی جسکا نام تخت جمشید رکھا اور
جس دن خورشید خاور پہلے خانۂ بہار یعنی برج حمل مین داخل ہوا جمشید نے اس شہر کے شاہی
محل خاص مین بیٹھکر جشن نوروز منایا اور رعایا کو زر و سیم کی بخشش سے خوشحال بنایا
اور حکم دیا کہ تمام رعایا ہر سال اسی دن نوروز منایا کرے ۔

ہندوستان کی تقویم مین آخر ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری کو ماہ دلو ۱۸۲۹ نوروز
کی ۱۵ تاریخ ہے ۔

خاتمہ کا دوسرا حصہ

متقدمین و متاخرین و معاصرین کے کلام کے متعلق

بیان عام

معزز ناظرین کتاب اس بیان کو عوگیر کی بھرتی نہ خیال کریں جن حضرات کو فن جمل سے دلچسپی ہے اون کو اس کتاب کی سیر کرنے کے بعد اس بیان کا ملاحظہ کرنا نہایت فائدہ بخش ہوگا ۔ ہر ایک تاریخ نئے اسلوب اور نئے ڈھنگ پر ہوتی ہے ۔ صرف میلادی کی تاریخوں میں ملاحظہ فرمائیے کہ مؤرخین نے ولادت کے مضمون کو کس قدر مختلف پہلوؤں سے ادا کیا ہے یہی کیفیت تواریخ وفات و تعمیر و تالیف وغیرہ کی ہے جن کے ملاحظہ سے شائقین جمل کو ایک خاص قسم کی بصیرت حاصل ہوگی ۔ وہ مادۂ تاریخ کے مختلف رنگوں سے اچھی طرح پر واقف ہو جائیں گے ۔ ہم نے اس حصۂ کتاب میں بقدر امکان متقدمین اور متاخرین کا تاریخی کلام بھی جمع کیا ہے اور بالآخر معاصرین کے نتیجۂ فکر سے اوس کی تکمیل کی ہے اور بلحاظ نوعیت ۲۰ حروف پر اس کو تقسیم کیا ہے ۔

(الف) قصائد نعتیۂ تاریخی۔ (ب) تواریخ ولادت ۔
(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی (د) تواریخ ختنان ۔
(ہ) تواریخ شادی عروسی (و) تواریخ سالگرہ و جوبلی ۔
(ز) تواریخ غسل صحت (ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی ۔
(ط) تواریخ فتوح (ی) تواریخ وزارت ۔
(ک) تواریخ خطابات (ل) تواریخ تقرر خدمات و جانشینی ۔
(م) تواریخ خیر مقدم (ن) تواریخ شکار ۔

(س) تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب (ع) تواریخ بنا و تعمیر۔
(ف) تواریخ سزا (ص) تواریخ فراغ حج۔
(ق) تواریخ رہائی (ر) تواریخ وفات۔

معاصرین میں ہم نے اپنے استادان جمل قدر بلگرامی۔ کامل لکھنوی۔ داغ دہلوی۔ راقم مدراسی۔ ذکاے نیلوری۔ معنی حیدرآبادی کے سوا بعض مشاہیر ہند کا تاریخی کلام بھی اسی حصہ میں داخل کیا ہے۔ جیسے امیر مینائی۔ عبدالجلیل بلگرامی۔ آزاد بلگرامی۔ غالب دہلوی۔ ذکی مرادآبادی۔ ان بزرگون کے سوا بعض غیر مشاہیر کے عمدہ کلام کو بھی جن کی تاریخین قابل تعریف تھین۔ اور بندۂ ہیچدان کا تاریخی کلام بھی اسی حصۂ آخر مین داخل ہے۔

افسوس ہے کہ استادان فن سے زمانہ خالی ہے اور بہت بڑا ستم یہ ہے کہ اس فن مین اون کے جانشینون کے خانہ مین صفر ہے۔ محققین نے باقر گیلانی۔ اور محتشم کاشی۔ اور سنجر طہرانی کو امام الجمل فی المتاخرین کہا ہے اور انصاف اس کا متقاضی ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے بزرگون سے قدر بلگرامی اور ذکی مرادآبادی اور معنی حیدرآبادی کو اس لقب سے یاد کرین۔

متقدمین کے تاریخی کلام کا نقش صفحۂ روزگار پر بہت کم ہے اور جسقدر ہے اوس کے بڑے حصہ کو ہم نے جا بجا۔ موقع موقع سے اس کتاب مین بطریق استناد عرض کیا ہے۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ ہم متقدمین کے کلام مین وہ لطف اور خوبیان نہین پاتے جن سے متاخرین کا کلام لبریز ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فی نفسہ اونکو اس کا مذاق نہ تھا یا اون کا قابل قدر کلام ہمکو دستیاب نہین ہوا۔ ہمارا خیال یہ ہے

کہ متقدمین کو اس فن کی جانب بہت کم رغبت تھی اور محاسن تاریخ کے وہ مطلق پابند نہ تھے جیسں طرح وہ لوگ غزل ۔ قصیدے ۔ مثنوی وغیرہ مین استاد مانے گئے ہین ۔ اسی طرح اس فن کے استاد کہلانے کے مستحق بعض متاخرین اور معاصرین کے وہ افراد ہین جن کا تذکرہ اوپر ہوا ۔ پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم بعض متاخرین اور معاصرین کو اس خاص فن مین متقدمین پر ترجیح نہ دین ۔ علم کسی کی میراث نہین ہے مَن جَدَّ وَجَدَ ۔

جن متقدمین و متاخرین کے کلام پر ہمنے کہین کہین بطور (افادہ) اعتراض کیا ہے اور شائقین فن کو اس لغزش سے بچنے کی نصیحت کی ہے وہ بے محل نہین ہے انوری اگرچہ استاد سخن بلکہ پیمبر سخن گزرا ہے لیکن فن جمل مین اوس کی لغزش یا اوسکا تسامح کبھی ہمارے لئے سند کا کام نہین دے سکتا اور کبھی وہ اپنے خطاب یا لقب کی وجہ سے معاف نہین کیا جا سکتا ۔ اس باب مین جس قدر تاریخی کلام ہر اوس پر بھی ہمنے تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور جا بجا مختلف نوٹس کئے ہین جن سے ہمکو نکتہ چینی اور حرف گیری مقصد نہین ہے بلکہ طالبین فن کو غلطی سے بچانا مقصود ہے ۔ ہم امید کرتے ہین کہ انصاف پسند اہل تحقیق ہمارے اس عمل کو نیک نیتی پر محمول کرین گے ۔

بعض تاریخی قصیدون اور مرثیون اور نوحون مین ہم نے اشعار بالائی کو اس لئے نقل کیا ہے کہ مادۂ تاریخ کا لطف بغیر اون اشعار کے ظاہر نہین ہو سکتا اگر ہم اختصار کو مدنظر رکھتے اور اشعار بالائی کو ترک کرتے یا اون کے انتخاب سے کام لیتے تو اس کتاب کی ضخامت سے دس بیس ورق تو بے شک گھٹ جاتے

لیکن یہ بحث اوس نقصان کی تلافی نہ کر سکتی جو مذاق مین پیدا ہو جاتا ۔

(الف) قصائد نعتیہ تاریخی

قصیدۂ نعتیہ طبعزاد جناب باقر گیلانی مغفور بہ صنعت ترصیع و ازدواج و مجمع الصنائع - جس کا ہر ہر مصرع حامل تاریخ ہے اور اشعار نمبر ۹ تا ۱۷ مین یہ لطف زائد ہے کہ ہر مصرع مین حروف مہملہ و منقوطہ عدداً و تعداداً مساوی ہین - اور کسی ایک مصرع کے حروف معجمہ اور کسی ایک مصرع کے حروف مہملہ کو جمع کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے - اور اس طرز عمل سے بہت سے مادّے حاصل ہوتے ہین -

وہو ہذا

اساس عالم مجد آفتاب ہر دو جہان	۱	ملک پناہ رسل تاج انبیا سلطان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
شفیع کون و مکان احمد رسول اللہ	۲	پناہ ناموران اشفع زمین و زمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
سواد عین ہدایت امیر ملک و ملل	۳	بزرگ کل رسل رہنمائے کون و مکان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
خلاصۂ دو جہان ماہ ساطع لولاک	۴	شہ جہان و فلک قدر و صاحب احسان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
سمائے حلم و سخا و مہ جلال و کمال	۵	پناہ تاجوران کاسمان ندیدہ چنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ اہل نبوت بہار علو	۶	گل مراد ملل آبروئے گلشن جان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

			نمبر			
مطاع دین و جہان تاج صاحب معراج			۷	سپہر مجد۔ محمد شفیع عالمیان		
۱۰۶۸				۱۰۶۸		
کمال زہد و ورع آبروے موجودات			۸	جہان جود و حیا مصطفےٰ رفیع الشان		
۱۰۶۸				۱۰۶۸		
امام کل رسل تکیۂ زمین و زمان			۹	نبیؐ تاج امم زیب عصر ماہ مہان		
۵۳۴ منقوطہ	۱۰۶۸ ہجری	۵۳۴ معطلہ		۵۳۴ منقوطہ	۱۰۶۸ ہجری	۵۳۴ معطلہ
معز زین رسل ماہ و کام وحی توان			۱۰	قویؐ و زین ہمہ مکہ غر و عرش مکان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
نبیؐ و تاج ملک مہر علم و زیب مہان			۱۱	بزرگ عالمیان عز کعبہ تاج جہان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
پناہ ملک رسالت کمال فہم و ادب			۱۲	نصیر ملک بقا اوج علم زیب شہان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
سحاب طبع محمد قوام امن و شرف			۱۳	سراج اہل عطا عزت زمین و زمان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
مطاع کل عرب تاج دین گزیدہ نسب			۱۴	مہ سحاب کرم و آفتاب عدل و امان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
پناہ فتح و ورع ماہ و صاحب لولاک			۱۵	حیات و عز رسل ماہ زہد دین سلطان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴
سحاب لطف ابد مہر عدل و عشق کن ماہ			۱۶	علو جاہ و عمل زیب دین سپہر توان		
۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴		۵۳۴	۱۰۶۸	۵۳۴

مصرع	نمبر	مصرع
پناہ حلم و شرف کام ملک مطلب حق	۱۷	حبیب زین امم کوہ علم و تاج سران
۵۳۴ منقوط · ۱۰۶۸ · ۵۳۴ معطلہ		۵۳۴ منقوط · ۱۰۶۸ · ۵۳۴ معطلہ

مطلع ثانی

مصرع	نمبر	مصرع
سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	۱۸	شہاب عدل و اہل کام و مطلب فرقان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
عزیز کون و مکان ماہ کل و سدرہ نشین	۱۹	اساس عز و عطا زین دین مہر نشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبی زیب رسل مجد رشد طٰہٰ لقب	۲۰	شہاب عدل و یقین بدر حلم معجزہ کان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مہ زبرج عطا یوح مکہ منبع کنت	۲۱	سحاب دین ہدی مجد علم و راست بیان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
امین اہل زمین بدر جاہ شاہ براق	۲۲	ماٰب داور یکتا ئے نائب رحمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ تاجوران کوہ داد کرسی زیب	۲۳	رسول داد دہ و بدر آفتاب آوان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ملیک زیب و ملک ملک مجد پر تو حق	۲۴	نبی زین بشر مہ لوا و مہر جنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ماٰب و عز نبیین مطاع و تاج رسل	۲۵	سحاب دین و کرم زیب مجد ملک ستان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

	سرو امام رسل بوستان لطف ابد	۲۶	سحاب داد و یقین بحر علم عالی شان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	نبی ماہ شرف مصطفیٰ سحاب عطا	۲۷	شہاب عدل و امان عہد کن ازل فرمان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	حیات ندی و ہنر باب حکم و صلی علیہ	۲۸	عزیز جملہ شہان ابر علم و قبلۂ جان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	بہار جاہ و نبیؐ شفیع روے زمین	۲۹	سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	بزرگ کون و مکان مجتبیٰ سمای عطا	۳۰	مدار و ماہ ادب آفتاب دادگران	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	ماہ کلّ رسل گلستان انس و ادب	۳۱	نبیؐ ماہ زمین ابر علم و شمس جنان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	

(نوٹ) الف ممدودہ اس قصیدہ مین متعدد مقامات پر مستعمل ہے اور اس کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے اور قاعدہ مندرجۂ کتاب ہذا کی سند ہے۔

شعر پنجم مین لفظ سما کے بعد بقاعدۂ فارسی (یا) حساب مین محسوب ہوئی ہے اور ہمزہ بعد الف کے قاعدہ مین جو اصول بیان ہوئے ہین اون کی سند ہے۔

(ب) تواریخ ولادت

تاریخ ولادت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ طبع زاد جناب خواجہ جلال طہرانی مغفور

	سال تاریخ ہمایونش نوشت		زادک اللہ تعالےٰ قدرًا ۹۱۳ھ	

من برم یک الفش از تاریخ	تا کشم میل بچشم بدرا

(نوٹ) مصرع تاریخی کے اعداد (۹۱۴) ہین مؤرخ نے الف کے ایک عدد کا تخرجہ کیا ہے

تاریخ ولادت شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ طبع زاد یکے از استادان عجم ـ از تخلص تسلیم

شاہ روے زمین شاہ جہان	لمعۂ آفتاب عالمگیر
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس تاریخ مین بھی الف ممدودہ کا عدد (۱) محسوب ہوا ہے مطابق قاعدہ ہے

ایضاً از جناب کلیم ہمدانی

بیدالحمد کہ از پرتو خورشید عدم	سایۂ مرحمتے بر سر عالم آمد
نیرے از فلک بادشہی کرد طلوع	شاہ شاہان جہان قبلۂ عالم آمد
	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) مادۂ تاریخ مین لفظ آمد شریک نہین ہے ـ مضمون مصرع اسکا متقاضی ہے کہ سالم مصرع مین تاریخ ہو ـ نیز تاریخی اشارہ بھی نہین ہے ـ

قصیدۂ جناب سنجر طہرانی مغفور بتقریب تولد صاحب قران ثانی شاہ جہان بادشاہ بصنعت ترصیع

خدا وجود و بقا داد ہ عالم امکان	براے شاہ جہان بادشاہ کل جہان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ز لطف یزدان و زعدل و جود ہفت اقلیم	بود با فسر و باگاہ زاین سلیمان شان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
زجود شاہ جہان بادشاہ ملک آرا ے	پدید آر در شاہوار صد عمان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

زجام قوّت او باد با حیات ابد	مدام بادۂ الطاف و قدرتِ یزدان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
نشاط و شادی کام طرب بداد آلہ	بباد شاہ جہان مہرجاہ کام رسان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بداد وجود و باحسان شہنشہِ آفاق	علیم و عالی و دانا نواز و ملک ستان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بود چو گوہر ازان صاحب قران کہ بدو	نبود چون آن صاحبقران ہیچ قران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بدہر ثانی او این پناہ ملک بود	کہ صد قران زید این ہمال ازا قران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار سال چو از ہجرت آمدہ بوجود	شہنشہے کہ بود زندگیؔ عالمیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار قرن بماناد آن کہ مردہ ازو	بود بدور جہان صد ہزار جان شادان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بمدح شاہ جہان طبع این دوازدہ بیت	زقسمت ازل آورد از دلم بزبان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ازان دوازدہ ہر مصرعے بکار نگاہ	کند تولّد شاہ جہان پناہ بیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس قصیدہ مین جہان کہین الف ممدودہ مستعمل ہے اُس کا عدد ایک لیا گیا ہے اور قاعدہ متذکرۂ کتاب کی سند ہے۔

اور جہان کہین کاف منفصلہ لکہا گیا ہے اوس کے عدد ہاے مختفی کے ساتہ ۲۵ محسوب ہوئے ہین اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

اور جہان کہین باے عربی کا استعمال ہے وہ متّصل لکہی گئی ہے اور اوس کے عدد ۲ لئے گئے ہین اور یہ بہی قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

تاریخ جشن تولد سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی مغفور بصنعت ترصیع

زین جشن زمانہ کامرانی دارد	تا در عنوان رشادمانی دارد
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ
افزود گل نشاط واکنون دہر	زینہا ہر سوے گلفشانی دارد
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ

(نوٹ) اس رباعی کے ہر ایک مصرع مین تاریخ ہے مصرع اوّل کے حروف معجمہ کو مصرع ثانی کے حروف معجمہ کے ساتہ جمع کرین تو اون کے مجموعی اعداد مین بہی تاریخ ہے اگر مصرع اول شعر اول کے حروف مہملہ کے اعداد مصرع دوم کے اعداد حروف مہملہ کے ساتہ جمع ہون تو تاریخ نکلتی ہے۔ اور یہی صنعت بیت دوم مین بہی ہے۔

تاریخ میلاد میر غلام نبی بن سید محمد باقر طبعزاد جناب میر عبد الجلیل بلگرامی مغفور

نور چشم میر باقر گفت با من	چون گل خورشید در عالم دمیدم
سال تاریخ تولد خود بگفتم	نور چشم باقر عبد الحمیدم ۱۱۱۱ھ

(نوٹ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ یہ مادّہ خود مولود نے عالم رویا مین مورّخ سے کہا یجوز للشاعر ما لا یجوز لغیرہ کا مصداق پورا

ہوا۔ (مؤلف)

تاریخ ولادت دختر طبع زاد جناب مومن مغفور

دخت روشن واں ہوئی پیدا	کیا ہی چمکا ہے اختر مومن
نال کٹنے کے ساتھ ہاتف نے	کہی تاریخ دختر مومن ۱۲۵۹

(نوٹ) (دختر مومن) کے عدد (۱۳۴۰) ہیں جن میں سے لفظ (نال) کے عدد (۸۱) کا تخرجہ ہوا ہے۔ اور سنہ (۱۲۵۹) حاصل کیا گیا ہے۔

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

بسید محمد رضا خان من	خدا داد پورے با قبال جفت
نشاندم زہے نخل تاریخ او	گل نو رسید از نہال شگفت ۱۲

تاریخ میلاد صاحبزادہ مرزا عباس بیگ دہلوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس	پسرے نام خدا یافتہ عالی نسبی
نازکی ناز فروشی صنمی عشوہ گری	گلرخی گلبدنی سرو قدی غنچہ لبی
لب لعلین مینی خال سیا جشن حبشی	موی مشکین ختنی چہرۂ صافش حلبی
بشگفان غنچۂ تاریخ ولادت ای قدر	بر دمید این گل [illegible] عباس ز نخل عجبی ۱۲

تاریخ میلاد سید مصطفیٰ بن ابن علی برادر مؤرخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور بہ صنعت ترصیع

گر دیدہ ولادت سعادت آمیز	از عیش پسر شدہ جہانے لبریز
۱۲۷۷ھ	۱۲۷۷ھ
از قدر شود مادۂ ہر مصرع	این نجم جمالست صباحت انگیز
۱۲۷۷ھ	۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت اطفال توام بخانۂ ڈپٹی مرزا خداداد بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

ساتہ دو طفل خدا داد ندون پیدا ہوئے — ایک لڑکی ایک لڑکا حوروش رضوان شیم
اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونون آبدار — اک کلی سے نکلے دو غنچے وہ دونون تازہ دم
عیسوی سال ولادت قدر یون لکھدیئے — مشتری و ماہ نکلے برج سے توام بہم

تاریخ میلاد صاحبزادۂ نواب سر آسمان جاہ مغفور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا — یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہے برج اقبال روشن — یہ ہے روشنی بخش کون ومکان کا
یہ بحر کرم کا دُرِ بے بہا ہے — یہ ہے پہول امید کے گلستان کا
کِھلا غنچۂ آرزوے خلائق — کُھلا عقدۂ بخت پیر وجوان کا
ملے اس کو عمر ابد یا الٰہی — یہ لوٹے مزا عشرتِ جاودان کا
پھلے پہولے یہ نونہال امارت — ترو تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا
جب اے داغ ہاتف سے تاریخ پوچھی — ندا آئی خورشید ہے آسمان کا

تاریخ ولادت شاہزادۂ بلند اقبال سرکار نظام دام ظلہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شاہزادی کی ولادت کا ہمایون سال ہے — یا فروغ دیدہ لکھون یا چراغ دودمان
۱۳۰۹ھ ۱۳۰۹ھ
مجہہ سے ہاتف نے کہا اے داغ یہ تاریخ لکھ — چاند سا بیٹا مبارک اے شہ کیوان مکان
۱۳۰۹ھ

تاریخ ولادت فرزند ڈپٹی علی حسن خان طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور مرحوم

ہردم ہون ترقیان خدا دن وہ دکہائے — مان باپ کا دل بڑہ کے یہ فرزند بڑہائے
اس طفل جوان بخت کا ہے سال امیر — اقبال کے ساتہ عمر روز افزون پائے

تاریخ ولادت فرزند آنریبل راجہ پرکاش لال بہادر مدار المہام ریاست ٹونک طبعزاد ایضاً

ہو فرزند پیدا خانۂ فرزندی شان میں — مبارک ہو کہ ہمین دولت کی مورت راج جوگ آیا
امیر اچھی ولادت کی ہے یہ تاریخ سمت مین — بکرماجیت کے گہر ایک صورت راج جوگ آیا

۱۹۵۲ سمت

تاریخ ولادت فرزند نواب مزمل اللہ خان بہادر رئیس بھیکم پور طبعزاد ایضاً

ہو مبارک ولادت فرزند — جس سے روشن ہوا یہ گھر سارا
نور کی ہے امیر یہ تاریخ — دل کی ٹھنڈک ہے آنکھوں کا تارا

۱۳۱۳

تاریخ ولادت صاحبزادی مرزا ہبود علی طبعزاد مؤلف حقیر کتاب ہذا بصنعت ترصیع

در سرائے آن محبّ مہر دوست — نو گلے از باغ لطف کبریاست
۱۲۹۱ فصلی — ۱۹۳۹ سمت
خامۂ ما اے ولاسالش نوشت — بنت ہبود علی میرزا است
۱۸۸۲ عیسوی — ۱۲۹۹ ہجری

تاریخ ولادت برخوردار غازی الدین احمد فرزند مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

خداوندا بشکر نعمت نتوان سخن گفتن — بکام خود رسد از لطف عامت آرزومندے
بجوش اعتراف مرحمت گوید ولاسالش — خدائے بے نیازم داد طالع مند فرزندے

۱۲۹۹

تاریخ میلاد نظام النسا بیگم صاحبہ صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام دام دولتہٗ طبعزاد مؤلف

خوشا صبحی کہ در عہد بہار از فضل یزدانی — شود دستانسرا بلبل بجوش تہنیت خوانی
ہمایون روزگارے کا ختر برج مراد ما — بگردون حصول مدعا دارد درخشانی
زہے فضلے کہ محبوب علیخان بہادر را — رسید از مین طالع وقت جشن مملکت رانی
تعالی اللہ چہ ہنگامے کہ در مشکوی شاہ ما — مہ تابان تولد گشتہ با سیمائے نورانی
رخش چون نیر انور قد از شمشاد زیباتر — دہانش حقۂ گوہر لبش لعل بدخشانی

به پیش فرّ و اقبالش چه دارا و چه اسکندر | بجنب طالعش شرمنده شد بخت سلیمانی
ز میلادش بهر سو غلغل شادیست در عالم | بهر یک کوچه می بینم رنگ جشن قاآنی
بشکل مهر زربخشی کند شاه جوان دولت | ز ابر دست جود او شود پیهم درافشانی
به یغمای بساط خوان نعمتهای الوانش | رعایا راست در درگاه آصف حکم مهمانی
دعاگویان دولت را رسد منت مسرّت | ز رحم شه رها گشتند محبوسان زندانی
صدای تهنیت از هر در و دیوار می آید | وزد باد طرب در گلشن سرکار دیوانی
ولا ای شهسوار ساحت مدح شه والا | بده شبدیز طبع خویشتن را رنگ جولانی
بآب زر رقم کن مصرع سال ولادت را | همایون بادشه را نو بر گلزار سلطانی

تاریخ میلاد صاحبزادگان بلند اقبال سرکار نظام ادام الله اقبالهم طبعزاد مؤلف کتاب

نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخان کو | کیے حق نے عطا دو دُرّۃ التاج شہنشاہی
سرور و راحت جان نور عینین شہ ذیشان | یہ وہ نعمت ہے جس سے بامرادوں کو ہے آگاہی
ملی ہے نعمت عظمیٰ میرے آقائے نعمت کو | غلاموں کی خوشی ہے اپنی دولت کی بہی خواہی
ولی عہد خلافت کے ہیں دونوں قوت بازو | ہمیشہ انکی قسمت میں ہو تائید الٰہی
ولا گلدستۂ سال ولادت نذر دو شہ کو | گرامی ہیں یہ دونوں نونہال گلشن شاہی ۱۳۲۵ھ

تاریخ میلاد نبیرۂ با وقار سرکار عالی تبار حضرت بندگانعالی مد ظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب

حق نے جب بیٹا ولی عہد ریاست کو دیا | ہو گئی مسرور اعلیحضرت ظل اللہی
عیسوی تاریخ اسکی عرض کی میں نے ولا | آپ کو پوتا مبارک ہو حضور آصفی ۱۳۲۵ھ

ولہ ایضاً

سپہر تمکنت شاہ دکن آقائے نعمت کو | دیا اللہ نے اپنے کرم سے چاند سا پوتا

اسی سے جان میں جان آگئی ارباب دولت کی
بڑا ہنسمکھ ہے چہرہ حسن صورت اسکو کہتے ہیں
ولا سال ولادت بارگاہ شاہ آصف میں
برالفت میں جب شہ نے لیا ہاتف نے فرمایا
ادب سے عیسوی تاریخ اسکی عرض کی میں نے

کہیں گر خضر اسے آب بقا کا پہوٹا سوتا
کبہی بہولے سے بہی ننہا سا شہزادہ نہیں روتا
کہو سرکار کو ہووے مبارک چاند سا پوتا
۱۳۲۵ھ
مبارک شاہ آصف جاہ کو ہو گود میں پوتا
۱۳۲۵ھ
جہان پرور مبارک ہو مرے سرکار کو پوتا
۱۹۰۷ع

(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی

تاریخ تسمیہ خوانی فرمانروائے دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب مولوی محمد عبد القادر طاہر

در تقریب بسم اللہ — عالم شاد و خرم ماند
سال ہمایون گفت خرد — اقرار باسم ربک خواند
۱۲۸۸

تاریخ تسمیہ خوانی میر ابرار حسین طبعزاد جناب تسلیم سہسوانی

خواند بسم اللہ چو ابرار حسین — سرو قد خواست دل لبسم اللہ
کرد تسلیم بتاریخ رقم — شادی مشتمل بسم اللہ
۱۲۹۲

تاریخ تسمیہ خوانی شہزادۂ والا تبار ولی عہد ریاست دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شہزادہ ہوا ہے زیب مکتب — سبحان نہ ہوتا نی ولی عہد
سورۂ اقرا کی آج سن لی — سلطان نے زبانی ولی عہد
اللہ کرے کہ شاہ دیکہے — پیری و جوانی ولی عہد
اس رسم کی داغ توہی تاریخ — لکہہ تسمیہ خوانی ولی عہد
۱۳

تاریخ تسمیہ خوانی نور الحق ابن لطف حسن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

نور الحق ابن لطف حسن چار سالہ شد	الشکر والثنا لرب الذی خلق
سال سعید تسمیہ اش زد رقم ولا	اقرأ باسم ربک فرمود نورحق ۱۳۱۲ھ

(د) تواریخ تقریب ختان

تاریخ ختان سید مصطفیٰ برادر زادہ مورخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چون ختنۂ مصطفیٰ شد از چالاکی	گلچین شدہ حجام بفرخ ناکی
ما سال ختان او نوشتیم ای قدر	شد سنت مصطفیٰ ادا در پاکی ۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان صاحبزادۂ یکے از اعزائے لکھنو طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر اوج تخلص

منت خدای را کہ درین ختنہ ہائے سعد	گل گل حدیقۂ دل تلمیذ ما شگفت
تاریخ طبع اوج سخنور بقالب صاف	حجام گل گرفت زشمع ہلال گفت ۱۲۸۵ھ

تاریخ ختان میان الطاف احمد ابن مولوی نعمت اللہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

لو مبارک ہو میاں الطاف کی ختنہ کی رسم	جس کی خاطر دہوم سے کنبہ کی بھائی ہوئی
رسم گلپوشی کا جلسہ ہم بہی لین گے عنقریب	خاطر احباب یہ تقریب ہر مانی ہوئی
عرض کردو ای ولا سال بیان واقعی	نورعین نعمت اللہ کی مسلمانی ہوئی ۱۳۰۴ھ

(ہ) تواریخ شادی کدخدائی

قصیدۂ تاریخی طولی شاہزادہ داراشکوہ بصنائع مختلفہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی

۱	بحمدللہ کہ شد دیگر بسعی نائب سلطان	رواج التیام افزون حد وصل آبادان	۱
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	

صلای امن در دادند بهر طوی شاهزاده
۱۰۴۳

درین دولت که بازآ جاودان باد از وجود او
۱۰۴۳

تعالی الله زهی گردون مآب هادی کامل
۱۰۴۳

زهی شاهانکو آئین که مانده پای اقبالش
۱۰۴۳

یم از صیت عطای او کند از مفلسی ناله
۱۰۴۳

یقین دانم که قصد او کند حل همه مشکل
۱۰۴۳

نوید جشن شهزاده وصل آمد بحمدالله
۱۰۴۳

برود در سایهٔ شاه جهان طالب لقای او
۱۰۴۳

لوای جود او سرجا بمقصد سایه افگن شد
۱۰۴۳

وجود جاه او بادا صفای حکم رقیمیت
۱۰۴۳

قبول یکدلی یابی ازین جشن عماد ارکان
۱۰۴۳

مزین شد دلم گل گل ز لطف داور سبحان
۱۰۴۳

دلیل و موبد و دانا بعهد دانش و عرفان
۱۰۴۳

یمین عهد را بازو یسار جود را سامان
۱۰۴۳

دُر از قید توام او بهم اندر صدف نالان
۱۰۴۳

مدیح جود او دارد دلا هر مشکلی آسان
۱۰۴۳

قرین فر که ایزد باد عهد حاجب دوران
۱۰۴۳

زمین شادی جهان جاوید عدل امن محیط ایمان
۱۰۴۳

امل آنجا رسد کامل کشاده دل بکف دامان
۱۰۴۳

زهی بزم او سازد دل پژمرده را شادان
۱۰۴۳

حسود بدگوی او را نحوست مائل طالع	مرید کلک و با دا سعادت از بن دندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
مراد و مقصد مادح شہاب الدین و الدنیا	ہمہ زیب و ہمہ برنا ہمہ ہمت ہمہ احسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
حصول سروی قائم بآن طوبی لقا ایدون	رواج عدل باقی باد زین جشن نکو بنیان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
محبت بین کہ دارد بر دوام جود کد او	بود پیش کف نامی وی سنگ و گہر یکسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
لوا را جیش و قائد جہان را دادوانجم	ابد با جود او ہمدم ستم را عدل او زندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
شہے گر نار لطف وی کند چون شاہدی دائم	مسیح آید چو بیماران بعطار از پی درمان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
الٰہی تا ابد بادا لوای جیش وی برپا	قیام ملک و ہمرنگ باد لطف را سامان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
ہمیشہ فر با اقبال او با وقع و با آئین	ہمیشہ حاسد احوال و بیچارو سرگردان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
بصد تزیین بلوح محمل ثناؒ	رقم دیدم قران مہر با ماہ
۱۰۴۳	۱۰۴۳

(نوٹ) اس قصیدۂ تاریخی کو باعتبار صنائع مختلفہ مجمع الصنائع کہنا چاہیئے
(۱) ہر ایک مصرع سے مادۂ تاریخ حاصل ہوتا ہے ۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے ۔

(۲) ہر ایک مصرع کے اعداد حروف مہملہ کو دوسرے مصرع کے اعداد معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بصنعت اعجام تاریخ نکلتی ہے۔
(۳) اسی طرح ایک شعر کے دونوں مصرعوں سے حروف مہملہ کے اعداد کی میزان دینے سے سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔
(۴) ہر ایک مصرع کے حرف اول کو بصنعت توشیح جمع کریں تو ایک تاریخی شعر حاصل ہوتا ہے جو آخر قصیدہ پر لکھا گیا ہے۔ اس شعر میں بھی صنائع ترصیع و اعجام وہمال موجود ہیں۔
(افادہ) (۱) شعر سوم کے پہلے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔ اسی طرح شعر پنجم کے پہلے مصرع میں۔ اور باقی تمام قصیدہ میں (کہ) کے عدد حسب مذہب اول ۲۵ محسوب ہوئے ہیں۔ ایک قصیدہ میں ایک ہی مؤرخ کی دو عملی قابل غور ہے۔ ہماری رائے میں مؤرخ کا تسامح ہے۔
(۲) شعر ہشتم کے دوسرے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔

سہرا تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادہ ڈپٹی مرزا عباس بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

رشک شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	آئینہ مُنہ سند بخت سکندر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
حلقۂ شوق ہے یہ ہاتھ میں کنگنا دلخواہ	دامن حسن ہے فیّاض کے سر پر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
جس نے دیکھا نہ ہو خورشید زمین کر زمین	دیکھے ان کا رخ نایاب ہٹا کر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷

مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے	کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طناز فلک	سب جبین صبح ہے منہہ چاند ہی اختر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
تازہ الفت کا بہت دام تو پہیلا یا ہے	صید اخلاص کرے سہر کے پہاور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
سب کے تار نگہ شوق ہین پلٹے معکوس	ہے سجا رخ پہ یہ سہر کے برابر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس	دامن ظل علمدار دلاور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا	کہین اس زور کا ای قدر سخنور سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء

تاریخ کد خدائی نواب اصغر علیخان لکھنوی طبعزاد ایضاً

سلونواب اصغر خانصاحب	تمہارا گہر بسا شادی مبارک
کہا یہ قدر نے مصراع تاریخ	نشاط خانہ آبادی مبارک ۱۲۹۷ھ

ایضاً ولہ

ننّن صاحب بعقد مہد آرا شد	وین عقدہ بشہر فتحپور شد واشد
اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ	با زہرہ قران مشتری آنجا شد ۱۸۸۰ء

تاریخ کدخدائی دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر وزیر سلطنت اوده طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نواب باحشم شرف الدولہ ذی ہمم	جنگی بہادری پہ ہی شمشیر تک گواہ

اچھّے کے اچھّے ہوتے ہین سچ ہے جہان مین	وہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ
ہین رنگ و بوئے باغ شرف دختر و پسر	دونون دُر یگانہ دریاے عزّ و جاہ
دونون کی شادیان ہوئین ایوان زیبائی زیب	گلشن کا رنگ جشن سے محفل پر اشتباہ
تاریخ خامۂ دو زبان نے لکھی امیر	یہ مہ قرین زہرہ و زہرہ قرین ماہ ۱۲۷۳

ایضاً

زمین و آسمان دونون ہین نازان	گہر دو پاے ہین درج شرف کے
یہ سال عقد ہے نورٌ علیٰ نور	قمر دو آئے ہین برج شرف مین ۱۳۱۱

(نوٹ) لفظ آئے مین مورخ نے ایک یا محسوب فرمائی ہے جس سے ہمکو اختلاف ہے (مؤلف)

تاریخ رسم عروسی صاحبزادہ مولوی عبد القادر طاہر سلّمہ فرزند مؤلف کتاب ہذا

خجستہ عہدی خجستہ فصلی خجستہ سالی خجستہ ماہی	خجستہ روزی خجستہ صبحی خجستہ شامی خجستہ آوان
چہ عہد عہدی کہ شد مکرم ز میمنت مبدئش عالم	چہ فصل فصلیکہ شد مسلّم بہار او جلوۂ گلستان
چہ سال سالیکہ ماہ و روزش مثال نوروز بفروزش	چہ ماہ ماہیکہ شمع روشن چراغ رویش کند فروزان
چہ روز روزیکہ شاد خاطر بپیش نوشتہ شود بزانش	بعارضش مہر ماہ نوری چو غنچہ آفتاب تابان
چہ صبح صبحی کہ در جوانی نسیم گلزار کامرانی	بشام محمود تا تو دانی بصد او گردد گل بدامان
چہ شام شامیکہ خوان نعمت بد شمن و دوست شد بقسمت	چہ شام گاہیکہ زیب زینت کند شب وصل ہجران
خجستہ جشنی بود قران عروس نوشاہ جسم جان را	خجستہ آنیکہ این آنرا قرین کند در حضور قرآن
چہ عہد محبوب و فصل مرغوب سال میمون ماہ ہمایون	چہ روز محمود و صبح مسعود و شام امید و آن ارمان
خجستہ تاریخ حسب حالش ز روز تاریخ و ماہ سالش	و لا رقم زد کہ روز آدینہ بست و پنجم ز ماہ شعبان ۱۳۲۲ھ

تاریخ رسم عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری معتمد پیشی سرکار نظام دام اقبالہ طبعزاد مؤلف کتاب

الی البشر للذی ترک المناہی خاشعا — لاشک من تبع الہدی بالطوع فہو مہذب
وقع النکاح بجلسۃ شرعیّۃ ارخ الولا — فلقد تزوج ابنت احمد حسین مطیب
۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

جشن دامادی مہر کرم است — بزم شادی شد از وجلوہ فروز
ہاتف سال عروسی ست ولا — نوشہ الطاف حسین ست امروز
۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

لو میاں آج چڑھی بیل منڈھے — آرزو پوری ہوئی کیجیو حسین
عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے — کتخدا ہوگئے الطاف حسین
۱۳۲۵ھ

سہرہ تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف

ندیدستی مگر در رسم ایران سہرہ برعارض — نقاب بینش نو دای سخندان سہرہ برعارض
ببستم گوہر مضمون بتار فکرت نازک — دہد تا جلوۂ لولوے غلطان سہرہ برعارض
اگر داری ہوای موشگافیہای مضمونش — توان دریافت از زلف پریشان سہرہ برعارض
سحرگاہان شود همچو عندلیب دل فدای او — کہ ہر تا بدار دگل بداماں سہرہ برعارض
بسج دارد عروس از فلک زرین نقابے را — کشد از پنجۂ خورشید تابان سہرہ برعارض
رگ گل سلک گوہر میکند از قطرۂ شبنم — عروس باغ دارد در گلستان سہرہ برعارض
زتار نغمۂ بلبل ز رگل گشتہ زربفتی — بوصلت کتخدائی راست سامان سہرہ برعارض
عروسی خانۂ فانوس دارد شمع محفل را — کہ دامادی پروانہ پنہان سہرہ برعارض
باب زر بود بر مصحف رو صد خط روشن — غلاف تار کش بر جلد قرآن سہرہ برعارض

بچشم آنکه خار آرزوی نشاندش دل
پسند مردم چشمش مژگان سهره بر عارض

چکد صد قطرهٔ شرم از رخش در رونمایی‌ها
ز سلک گوهرین کرد ابر نیسان سهره بر عارض

برحل خط فروزد مصحف رو جلوهٔ روشن
غلافی میکشد بالای فرقان سهره بر عارض

بتقریبی که باشد از رگ جان ساز و سامانش
منزه تا نگه با صد دل و جان سهره بر عارض

و لا از ماخذ این رسم هندستان خبر دارم
که دعوای تفوق میکنند زان سهره بر عارض

بمشکوی مهاراجه یمین السلطنه جشنی
که شد رونق فزا داماد دیوان سهره بر عارض

بیان واقعی هم صنعت اعجام شد سالش
ز هر دو مصرعم نوشاه ذیشان سهره بر عارض

مبارک عقد صاحبزادی شاد هست تاریخ
۱۳۲۶
همایون باد یارب دست سلطان سهره بر عارض
۱۳۲۶

ایضاً قصیدهٔ تاریخی وله

شاد شد دلها که تابان گوهر برج مراد
شد بآب و تاب و زیورکش دلبند شاد

چشم ما روشن که رخشان کوکب برج امل
در شبستان طرب براوج شادی جلوه داد

چند روزیکه خورشید درخشان امید
بر سپهر خاطر عالم بر آمد بامداد

ای خوشا فصلیکه اشک شادی اهل طرب
صبح عشرت در چمن زار تمنا آب داد

گل بدامن های عالم ریخت رنگ انبساط
تا نسیم جانفزای غنچهٔ دلها کشاد

شادی دامادی دخت یمین السلطنه
یافت از افضال خلاق دو عالم انعقاد

آن مهاراجه وزیر اعظم ملک دکن
آیهٔ رحمت لقب دارد بلطف و عدل و داد

اعتبارش همسر بخت سکندر طالعان
انکسارش حلقه در گوش شه آصف نژاد

جان نثار شاه شاگرد رشیدش در سخن
تابع هر لفظ و معنی پرور حسن رشاد

آنکه ذات او بقصر مملکت رکن رکین
وانکه رای مستقیم اوست دولت را عماد

آنکہ صلح کل بود وابستۂ حسن معاش
وانکہ از حسن عمل وابستۂ فکر معاد

فطرت دشمن نوازش دوستدار خاص و عام
نیّت اعدا گدازش قامع اصل عناد

دشمن از لطف عمیمش غرقۂ آب حیا
دوست از دست کریمش میکش جام وداد

اوست کز طرز عمل بہر رعایا معتمد
اوست کز حسن عمل شہ را بذاتش اعتماد

این بود مردی کہ با خویشان ندارد اختلاف
وین بود شخصے کہ با بیگانگانش اتحاد

باشد او را با امامان شریعت اعتراف
باشد او را با بزرگان طریقت اعتقاد

در طریقت مسلک او جادہ پیماے صفا
در شریعت رہنماے او طریق اجتہاد

اقتدارش قدردان پایۂ ارباب فضل
قدرتش جوہر شناس مایۂ اہل سواد

دارد او ذوق سخن آن مایہ در نطق عجم
کز کلامش میکند فکر نظامی استناد

مدحتش از حیطۂ فکر است بیرون اے ولا
حرف وصفش را بود صد معنیِ نو مستزاد

بر دعا ختم سخن اولے کہ پایان مشکل است
قول (خاموشی بود حدّ ثنا) دارم بیاد

زانکہ در فن جمل نازد ید طولاے من
: دعا ہر مصرع من طرح تاریخے نہاد

حق نگاہش دارد از ہول حوادث دائما
۱۳۱۷ فصلی

کو نگہدارد بوضع عافیت حق العباد
۱۹۶۵ سمت

باد عمر او بظلّ سدرۂ آصف دراز
۱۹۰۸ ع

عسکر اقبال روز افزون بود دولت زیاد
۱۳۱۵ بنگلہ

دوستانش را میسّر باد گنج بے شمار
۱۹۶۵ سمت

خاک در چشم رفاہ دشمنان بدنہاد
۱۹۶۵ سمت

یارب این جشن ہمایونش شود رنگ طرب
۱۸۳۰ شالیواہن

چشم او روشن بود دائم دل او شاد باد
۱۳۲۶ ہجری

(و) تواریخ سالگرہ وجوبلی

تاریخ سالگرہ ولیعہد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہزادی کی — رہے ہمیشہ الٰہی بہار سال گرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھہ تاریخ — زیادہ تا بابد ہو شمار سال گرہ
۱۳۰۵ھ

تاریخ سال گرہ حضور نظام دکن ادام اللہ دولتہ طبعزاد ایضاً

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہ والا کی — خجستہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ
یہ جشن وہ ہے کہ کہتی ہے ساری خلق اللہ — کھلے نصیبوں کی یارب ذوالجلال گرہ
ہزار دانۂ یاقوت کی بنے تسبیح — بڑھے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ
لکھا ہے داغ نے یہ اس کا مصرع تاریخ — ہزاروں سال مبارک یہ جشن سالگرہ
۱۳۰۶ھ

تاریخ سال گرہ چہل سالہ سرکار نظام دکن حضور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب

خوشا جشنے کہ عہد بہار از فضل یزدانی — گرہ بندان چل سال ست در ایوان سلطانی
رعایا راست در درگاہ آصف حکم مہانی — نوا سنجان باغ مدح محو تہنیت خوانی

مہ وناہید شد شمع شب افروز گلستانش
زمین تا آسمان محو تماشائے چراغانش

ہوا جویان دولت در ہوای سیر گلزارش — نوا سنجان مدحت چشم بر دست گہربارش
تمنائے مراتب در دل ارباب دربارش — بقدر ہمت خود فکر ہر کس در پئے کارش

دل یک عالمے شوق حصول مدعا دارد
دعا گویش سر نوک زبان ذوق دعا دارد

الٰہی تا بود دست و قلم از آستین پیدا — شود تا حرف مشکین بر بیاض کاغذین پیدا

خط تقدیر عالم را بود تا بر جبین پیدا
کند تا صنعت حکّاک نقشے بر نگین پیدا

کتابین چهرهٔ محبوب ما با خال و خط باشد
طراز نکتهٔ چین محکوک چون حرف غلط باشد

مداد این حرف بر کاغذ کند تا عنبر افشانی
بود تا حلیهٔ بین السطور صبح نورانی
ز شنجرفین قم آتش خورد تا لعل رمّانی
کشد تا پنجهٔ خورشید از جدول پشیمانی

الٰهی تا براوراق جهان نقشیست از صولت
بود شیرازه بند مملکت شاه جوان دولت

الٰهی تا بود نوک زبان را لذّت گفتن
سخن گفتن بود تا در مثال بکر جان سفتن
همی تا در نقاب لفظ معنی راست بنهفتن
الٰهی تا مضامین راست رنگ و بو ز بشگفتن

نگار لفظ را تا جان معنی در بدن باشد
نظام الملک آصف جاه محبوب دکن باشد

الٰهی تا بود مضمون رنگین در تهٔ فکرت
عروس نظم تا پنهانست در خلوتگه فطرت
بتابد تا بر اوج طبع نورانی مهٔ فکرت
الٰهی تا بود اقلیم معنی راشهٔ فکرت

زبان خسرو ما طوطی شکّر شکن باشد
کلام آصف ما آصف ملک سخن باشد

بسطح ارض تا نظم ممالک راست آئینے
نواسنجان مدحت راست تا مضمون رنگینے
ضوابط را بود تا در جهان ترتیب و تدوینے
زمین و آسمان را تا بود تحریک و تسکینے

الٰهی شاه معنی پرور ما در جهان باشد
زمین نظم را فکر بلندش آسمان باشد

بظلّ ایزدی طوبائے ذاتت پرثمر بادا ۔۔۔ ولی عہد تو برخوردار در ظلّ پدر بادا
بزیر سایہ ات نخل مرادش بارور بادا ۔۔۔ ز ابر قدرتت سیرابیش از آب زر بادا

ز مژگان آب دجاروبے کشم بر سطح بستانت
ضیائے چشم عالم باد قندیل گلستانت

گرہ بر گوش بدخواہان زند سیر فلک پیہم ۔۔۔ بکوتاہی گراید رشتۂ عمر عدو ہر دم
گرہ افتد بکار بد سگالانِ جفا توام ۔۔۔ گرہ از کار یارانش کشاید خالق عالم

و آنا سال گرہ بندان بود دلخواہ آصف را
ہمایون باد این جشن ہمایون شاہ آصف را
۱۳۲۲ھ

(ز) تواریخ غسل صحت

تاریخ غسل صحت مہاراجہ دگبجے سنگہ والی ریاست بلرام پور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

دگبجے سنگہ آنریبل کے سی ایس آئی خطاب ۔۔۔ آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد دورباش
چشمہا برداشت اندر صید شیران درکنام ۔۔۔ شد زبون چون مردمان چشم تن سرتاپایش
ہر یکے نخل دعا بنشاندش از بہر اثر ۔۔۔ ہر یکے دست و زبان برداشت از بہر عاش
غسل صحت کرد و آب رفتہ در جو آمدش ۔۔۔ عمر عیسیٰ مژدہ گوی آمد زلب ہای شفاش
قدر از دست دعا بنوشت سال عیسوی ۔۔۔ بہر پاس جسم باد آب غسل آب بقاش
۱۸۸۰ع

تاریخ صحّت نواب اعظم الدینخان مدار المہام ریاست رام پور طبعزاد جناب داغ دہلوی

کرم گستر داغ جنرل بہادر ۔۔۔ ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم ۔۔۔ مبارک ہر آئینہ صحّت مبارک
۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پر نور دکن دام اقبالہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

رہے شاہ دکن یارب سلامت | ضیا حاصل ہے جب تک مہر و مہ کو
لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت | مبارک دور صحت بادشہ کو

۱۳۰۹ھ

ایضاً ولہ

مرے حضور الٰہی جئیں ہزار برس | شفا سے جن کے سکون ہر دل زمانہ کو
لکھا ہے داغ نے یہ سال صحت سلطان | خدا نے دی ہے شفا عادل زمانہ کو

۱۳۰۹ھ

تاریخ جشن صحت نواب یوسف علیخان بہادر والی رام پور بروز عید طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مژدہ ای طالبان شاہد عیش | کہ ہوئی صبح عید شام امید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا | مرتبے میں ہوئی دوبالا عید
دہوم ہے ہر طرف مبارک ہو | وصل میں وصل اور دید میں دید
فکر تاریخ کی جو میں نے امیر | کیا ہی روح القدس نے کی تائید
ہوئی تاریخ جشن و عید بہم | جشن میں جشن اور عید میں عید

۱۲۸۱ھ

ایضاً ولہ

شرف وان مہر کو ہر یان عروج ماہ دولت ہے | عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے
کسے سال ہمایون ہاتہ آتا ہے امیر ایسا | ہہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے

۱۲۸۱ھ

تاریخ غسل صحت منشی امتیاز علیخان وزیر ریاست بہوپال طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

عمر خضر نصیب مرے دستگیر کو | چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا | اقبال شاہ سے ہوی صحت وزیر کو

۱۳۱۰ھ

تاریخ غسل صحت جناب مولوی حسن الزمان محمد دام فیوضہم طبعزاد مولوی محمد ابراہیم سعد تخلص حیدرآبادی

شکر حق بازیافت بینائی	چشم حق بین شیخ پاک نہاد
سال آن فی البدیہہ سعد بگفت	چشم ما روشن و دل ما شاد ۱۳۲۶

تاریخ غسل صحت حضرت اقدس و اعلیٰ حضور پر نور نظام دکن مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب ہٰذا

کل تیرے دشمنوں کی ناساز تھی طبیعت	حامی ترا خدا ہے ملک دکن کے والی
شکوے کو قوتین ہیں اور مصلح بدن ہیں	حکمت سے کب جدا ہے تقدیر لایزالی
منت منا رہے ہیں صدقے بھی آ رہے ہیں	اور مرکز دعا ہے درگاہ ذوالجلالی
خیراتیوں کی کثرت داد و دہش کی شہرت	سب کچھ تری عطا ہے وجہ فراغبالی
تیرے کرم کے صدقے تیری عطا کے قربان	جیبیں وہ بھر رہا ہے تھا جس کا ہاتھ خالی
خوشیوں کے ہیں ترانے صحت کے شادیانے	موجود جا بجا ہے رنگ خجستہ حالی
تاریخ غسل صحت لکھو والا عجلت	رد تیری ہر بلا ہے ای بندگا نعالی ۱۳۲۶

(ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی

تاریخ جلوس شاہ جہان بادشاہ طبعزاد جناب آقا امیر شوقی مغفور

بادشاہ جہان و شاہ جہان	خرم و شاد و کامران باشد
حکم او بر خلائق عالم	تا جہان باد در جہان باشد ۱۰۳۷ھ

(نوٹ) اس قطعہ تاریخ کے مصرع سوم مین کوئی اشارہ تاریخ کا نہین ہے۔
یہ طرز متاخرین کے پاس جائز۔ ہماری رائے مین اشارہ تاریخی ضرور ہے۔

انتخاب از قصیدہ تاریخی دوازدہ شعری ذکی مرادآبادی بتقریب جلوس نواب ناصرالدولہ والی حیدرآباد

جوہر ناطق منعم مشہور از حسن بیان			وجہ اشعارم ز دل بینند کنون کو قدردان		
۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲	۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲

نیستمنداز جوہراہل دول گہ بام قدر	یا ددارم ازدل اعجب نکتہ ہا کو قدردان
۶۲۲ ‏| ۱۲۴۴ھ ‏| ۶۲۲	۶۲۲ ‏| ۱۲۴۴ھ ‏| ۶۲۲
دیدہ ام من درجہان وقت بدازراہ ملال	ہرکہ می دارد سند سازد باوقات جہان
۶۲۲ ‏| ۱۲۴۴ھ ‏| ۶۲۲	۶۲۲ ‏| ۱۲۴۴ھ ‏| ۶۲۲
قلب اوراکم شناسد از مدار جہاے نطق	درک عاقل مید ہد از جوہر قابل نشان
۶۲۲ ‏| ۱۲۴۴ھ ‏| ۶۲۲	۶۲۲ ‏| ۱۲۴۴ھ ‏| ۶۲۲

(نوٹ) ہرایک مصرع مین حروف معجمہ کے اعداد ۶۲۲ ہین۔ اور حروف مہملہ کے اعداد ۶۲۲ اور دونون کا مجموعہ ۱۲۴۴۔ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اسمین صنعت ترصیع کے ساتھ صنعت ازدواج۔ اور مجمع الصنائع بھی ہے۔

ہمارے ایک مہربان نے براہ مہربانی اس قصیدہ کی نقل مرادآباد سی بھیجی تھی مگر اوس کے اکثر اشعار مین لفظی غلطیان بہت سی تھین اعداد پورے نہین ہوتے تھے لہذا ہم نے اون سے صرف ۴ اشعار کو منتخب کرلیا جن کے عدد صحیح تھے۔

تاریخ جلوس مسند نشینی نواب محمد مشتاق علیخان بہادر والی ریاست رامپور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت	بناہے غیرت فردوس مصطفے آباد
جہان جہان ہر خوشی عیش انبساط سرور	زبان زبان ہے اد انغمۂ مبارکباد
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہے بادۂ عشرت	نفس نفس سی یہ آواز ہے کہ آئی مراد
دہن دہن سی دعاے بقاے دولت وعمر	سخن سخن مین ہر شکر وسپاس حد سی زیاد
عروج ودولت واقبال وشان وشوکت سے	بنا ہے عالم بالا یہ عالم ایجاد
ہوا وسادہ نشین روز جمعہ کو نواب	نمازیون نے دعا دیکے دی مبارکباد

زہے طراوت آب و ہوائے گلشن دہر
قدم جما کے سنبھلتا ہے باغ مین شمشاد

وہ جوش رنگ ہی ہوا ب بیشتر بھی شہنات
جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصاد

مثال خاطر شگفتہ ہر گل امید
برنگ غنچہ شگفتہ ہر لب فریاد

سب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع
سب اتفاق سے ہین آب و خاک و آتش و باد

مزاج اہل زمانہ مین ہے وہ یکسوئی
مریض کے بھی مرض مین نہ جمع ہون اضداد

چڑھا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی
پکار اُٹھتے ہین نشئے مین ہر چہ بادا باد

قضا قضا کرے لیکے ہچکیان پیہم
کسی مریض کو بھولے سے بھی جو آئے یاد

شرار برق بھی دانتون مین ڈر سے انگلی
ہوائے عدل سے ہو صرصر خزان برباد

ترے سکون طبیعت قیام دولت سے
کہے نہ اب سے زمانے کو کوئی بے بنیاد

فروغ نیر اقبال سے عجب کیا ہے
پڑھے اگر خط تقدیر کور مادرزاد

ترے زمانے مین دل ہو گئے ہین آئینہ
ہوا تھا صاف سکندر کے عہد مین فولاد

گدا کو بھی وہ تحمل سے ہے عہد دولت مین
جو اس زمانے مین ہو خسروی کرے فرہاد

ترا اشارۂ ابرو کلید فتح امید
تری نگاہ دل آرزو ہے جان مراد

ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہین اعدا
مٹا ہے عہد مین تیرے وہ نام شور و فساد

اب اسکو سہو کہین ہم کہ حافظہ ٹھہرائین
ہمیشہ تجھکو رہا دیکھے بھول جانا یاد

بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز
یہ داغ مدح سرا ساکن جہان آباد

جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک
قتیل خنجر اعدا و کشتۂ حسّاد

اسے خدا نے باعزاز و آبرو رکھا
مدام شاد رہا یہ بفضل ربّ عباد

امیدوار ترحم سے ہے خواستگار کرم
نگاہ لطف رہے خلد آشیان سے یاد

دعائیں دیکے یہ لکھا ہے مصرع تاریخ — جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد ۱۳۰۴ھ

تاریخ فرمانفرمائی و سلطنت اعلیٰحضرت پرنور والی دکن دام اللہ اقبالہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میر محبوب علیخان شاہ والا منزلت — حکمران شد شاد از احسان خلاق زمن

۱۹۴۰ سمت — ۱۸۸۴ عیسوی

چار تا سالش نویسد پنجۂ کلک ولا — مملکت رانی ہمایون بادای شاہ دکن

۱۲۹۳ فصلی — ۱۳۰۱ ہجری

تاریخ دربار دہلی بتقریب تاجپوشی ملک معظم قیصر ہند طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

آباد بود تا بقیامت سر ہند — شاہ انگلنڈ و قیصر کشور ہند

ہاتف چو نقیب زد ندا سال جلوس — جشن دربار نامے قیصر ہند ۱۳۳۰ھ

تاریخ مسند نشینی مہاراجۂ میسور طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

زہے جشنے کہ اندر ملک میسور — سرور افزائے ہر پیر و جوان شد

خجستہ رسمے کہ در ایوان شاہی — مسرت بخش قلب راجگان شد

گورنر جنرل ہند از برایش — بکرّ و فرّ شاہی میہمان شد

مہاراجہ سریر آرائے راج است — بحمد اللہ کہ این دولت جوان شد

ولا سال ہمایونش چہ خوش گفت — مہاراجہ بدولت حکمران شد ۱۳۲۰

(ط) تواریخ فتوح

تاریخ فتح دہلی بدست بابر شاہ طبعزاد جناب مولانا حسامی مغفور

کشت در پانی پت ابراہیم شاہ — شاہ غازی بابر عالی نسب

وقت و روز و سال و تاریخ ظفر — صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

تاریخ فتح ستارہ گڈھ بصنعت مقطعہ ترتیبی طبعزاد جناب مولوی عبد الجلیل بلگرامی مغفور

چو سیلوا و سنبھا و را نا بہ گیتی — ز تیغ شہنشاہ گشتند پارہ
الف ہاے این ہر سہ را تا بیکجا — نوشتیم تاریخ فتح ستارہ
۱۱۱۱ھ

ایضاً ولہ

چو محی الدین محمد شاہ غازی — ستارہ فتح فرمود از اشارہ
رقم کردم بکلک فکر بینے — گزو شد چار تاریخ آشکارہ
بود ہر مصرعش تاریخ منقوط — ہمان عاطل بہم شد در شمارہ
محمد شہ اساس منتج راکند — بر آمد باطل از حصن ستارہ
۱۱۱۱ھ — ۱۱۱۱ھ

(نوٹ) شعر چہارم کے دونون مصرعے حامل تاریخ ہین۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے اور انہین دونون مصرعون کے حروف معجمہ سے تاریخ نکلتی ہے جس کا نام صنعت اعجام ہے۔ اور علی ہذا دونون مصرعون کے حروف مہملہ مین بھی تاریخ ہے بصنعت اہمال۔

(ی) تواریخ وزارت

قصیدۂ تاریخی وزارت نواب مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبعزاد جناب معنی مغفور حیدرآبادی

۱ — بحمد للہ از افضال عزیز واہب سبحان — بشد سالار والاشان باقبال عجب دیوان
۱۲۶۹ھ — ۱۲۶۹ھ

۲ — خہے سالار کز منسوبی اسم جزیل وی — مباہات بیک عالم کند سالاری دوران
۱۲۶۹ھ — ۱۲۶۹ھ

زگوهرباری دست عطای بامراد وی	۳	بجوش دل شده گریان بسی از بی مایگی نیسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زبرق دانش عالم فروز لمعه زیب او	۴	بگردد در حجاب ابر مهر نورده پنهان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
مدارا کرده با حجاب عالی منزلت الحق	۵	بشد دارا بآن درگاه اقصی جاه او دربان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
فدای وجه او جانم که در عز نثار او	۶	لآلی را حصول آب و جانی یافته مرجان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز نیر او فروده دیگر آبی جوهر منت	۷	زجود او گرفته حسن دیگر هیکل احسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
هدایت میدهد بس مفسدان جبر کاسب را	۸	شود در عهد او چون پیر صاحب سلسله زندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بگنج جود او چون لعلی از رنگ هوا رفته	۹	بحال بذل او گوهر بیامد از بن دندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
جهان آزاد گشت از بند رنجی بس بعهد او	۱۰	بطوق قمریان بس سرو از برگی زند سوهان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
درین قحط الرجال از قدر افزائی او قصدا	۱۱	بود هر حال اهل علم با قدر گران ارزان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز جود وی معین شد برات رزق عالم را	۱۲	باو گردید دیوانی باین رو در مه شعبان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
رمه در سر چراگه میچرد چالاک بی بیمی	۱۳	دهان گرگ بربسته زعدل عام وی چوپان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سجود آستان او ز دشواری حصول آید	۱۴	بپاے رفعت ایوان سر از جہدے نہد کیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ریاست اوّلاً بوده بدید مرگ بیمارے	۱۵	که در درمان وے در ماند دعویٰ ہمه دانان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
کنون از طبّ تدبیر بسیط آن فلاطون عقل	۱۶	بیک دارو ز صحّت آمده بر جسم وی صد جان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
چه دارد آبرو یابی ہوس از آتش دلہا	۱۷	بباد از خاکپاے موکب وی کحل چار ارکان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بود زین بوم نیکو بوم حیوانخانه ویرانی	۱۸	که بس این مملکت از سعی او شد جمله آبادان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز حیرانیّ دید او دہد پشتی بدیوارے	۱۹	به پیش لمعه نور روے او آئینه حیران
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بنزد عقل او سہل آمده دشوار از ہر فن	۲۰	به پیش طبع او از علم ہر مشکل بود آسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
سر اعدا بپاے وے بہر سو می فتد چون گوی	۲۱	میان جنگ آن شمشیر وی گویا زند چوگان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بر ایوان بلند وے که بعد لاتناہی شد	۲۲	ز اہل حکمت الحق نا مسلّم سلّمی برہان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
عجب نبود اگر معنی ہم از دولت برد زلّه	۲۳	جہانے آمده بر خوان جود وی کنون مہمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
الٰہی تا بود ساکن چو مرکز این زمین یکره	۲۴	بگرد او بود مانند پرکار آن فلک گردان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سکون این ریاست از وجود او ہمیشہ باد	۲۵	بیا دا دولت وجاہ ابد درگردوی قربان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

(نوٹ) استادی معنی مغفور نے (کہ) کے اعداد ۲۰ محسوب فرمائے ہین اور شعر (۱۹) مین لفظ آئینہ مین یائے اوّل کو ہمزہ قرار دیکر اس کا عدد (۱) لیا ہے۔ ہماری رائے مین یہ تسامح ہے۔ اور خلاف قاعدہ۔

تاریخ وزارت ایضاً طبعزاد جناب معنی مغفور حیدرآبادی

صد شکر ز تائید عمیم یزدان		دیوان دکن چو گشتہ سالارزمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زان سال نکو چنین نوشتہ معنی		سالارزمان بگشت نیکو دیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

(نوٹ) اس رباعی کے مصرع اول مین حضرت معنی نے لفظ تائید مین ہمزہ کا ایک عدد محسوب فرمایا ہے۔ یہ تسامح اور خلاف قاعدہ ہے۔

ولہ

چون بآن نواب والا منزلت سالارجنگ		طرفہ دیوانی نصیب از لطف رحمانی بشد
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
معنی از سال جلوس انبساط او نگاشت		جلوۂ سالار کل برصدر دیوانی بشد
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

ولہ

ہزار شکر کہ سالارجنگ نیک مآل		چو شد وزیر بے انباز از مکارم شان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

نمودہ فکر باین سال ہمینت معنی	نوشت قاعدہ از منطق محیط جہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
چہ از خطاب کلام عرب و نطق عجم	چہ از محاورۂ ترک و گرج و جملہ زبان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بگوے ہر چہ بخواہی ز حرفہائے جمیل	شمار کن عدد لاحقش و بعد از آن
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
میان دہ بزن و ہشت ہم در آن افزا	شدہ چو جمع بتقسیم پنج نہ ہمگان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بہ پنجگانہ چو کل منقسم تمام اشد	ببین کہ چیست بباقی عدد بفاش عیان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
دگر بچار صد و بست و سہ بزن زعمل	کہ تا عیان بشود سال او ز قصد نہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

(نوٹ) واجب الاحترام مورخ نے اس قطعۂ تاریخ مین بھی کاف کے عدد ۲۰ محسوب فرمائے ہین ـ اور یہ یا تو تسامح ہی یا مذہب دوم کی پیروی ـ

واضح ہو کہ اس تاریخ مین صنعت ترصیع کے سوا عاطمۃ الورود سے بھی کام لیا گیا ہے ـ

تاریخ وزارت نواب معتمد الدولہ وزیر غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو از جناب ناسخ مرحوم

تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر	شد اسکندر وزیر ارسطا طالیس ۱۲۴۳

تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

اعظم الدین خان بہادر کو	جاہ و منصب ملا بآسانی

یہ مدار المہام عالی جاہ	مستقل ہے بحکم سلطانی
کیون نہ ہوتا یہ فوج کا جنرل	ہے شجاعت مین رستم ثانی
عدل و انصاف و داد و فیض و کرم	عہد دولت مین با فراوانی
داغ آشفتہ ہوگیا مجبور	ہے یہ آزار دشمن جانی
تن ہے آلودۂ ہزار امراض	دل ہے مجموعۂ پریشانی
مانگتا ہے دعائین صحت کی	پہلو پہولو بفضل ربانی
اپنے جرنیل کو دیا عہدہ	ہے یہ نواب کی ہنر دانی
اس نیابت کی یہ کہی تاریخ	آصف اعظم جہانبانی ۱۳۰۱ھ

تاریخ وزارت نواب سرآسمانجاہ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبع زاد جناب داغ دہلوی مغفور

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن	پہر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لائق وصف و ثنا	بادشاہت کی بدل ہی تو وزارت بے نظیر
یہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن	شاہ عالمگیر دستور معظم شیرگیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد	اس سے جان آرام مین ہے اس سے دل راحت پذیر
یہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغ اُبہت	مالک اقبال روشن صاحب رائے منیر
یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریای نوال	کیون رہے ملک دکن مین نام کو بہی اب فقیر
داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکہہ	مہر و ماہ آسمان نور ہین شاہ و وزیر ۱۳۰۵

ایضاً وله

ملا آج نواب کو خاص خلعت	ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اس کی	وزیر شہنشاہ سرآسمان جاہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ سالار جنگ ثانی طبعزاد جناب طاہر نائطی

وزیر داد و ر مختار دوران	بہ گیتی تا ابد باشد با قبال
۱۹۴۰ سمت	۱۲۹۳ ف
چنان خامہ مبارک سنہ نوشتہ	جوان بختی جوان پایہ جوان سال
۱۸۸۴ ع	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ وزارت نواب عماد السلطنۃ سر سالار جنگ ثانی وزیر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ طبعزاد مؤلف

رفیق باوفا کو شہ نے تشریف وزارت دی	ہوئی حاصل بلندی پایۂ عزّو تفاخر کو
وِلاؔ جوش مسرت میں پئے تاریخ بول اوٹھا	کہ دیوانی ملی لائق علی خان بہادر کو

۱۳۰۱

تاریخ وزارت نواب سر وقار الامراء مغفور وزیر سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف کتاب ہٰذا

چون مہر کرم خلعت دستوری خود را	بخشید بہ بالا ے مہ برج امارت
برجستہ رقم زد سنہ اش معتماد	زیبد بوقار الامرا لبس وزارت

۱۳۱۱

تاریخ وزارت مہاراجہ یمین السلطنۃ سرکشن پرشاد بہادر شاد تخلص وزیر سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف

پیشکار دکن کشن پرشاد	شد وزیر حضور شاہ دکن
ای وِلاؔ سال سرفرازی اوست	دل ما شباد چشم ما روشن

۱۳۰۲

(ک) تواریخ خطابات

تاریخ خطاب سیجری بہ نواب افسر الملک بہادر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

قدر دان ہے قیصر ہندوستان	کر دیا سیجر زراہِ معدلت
ہو مبارک یہ خطاب سیجری	تجھکو اے نوّاب والا منزلت
اے بہادر پاک دل پاکیزہ خوی	مدح کے قابل ہے تیری ہر صفت

قدردان تیرا رہے شاہِ دکن	شاہ کیسا شاہ فخر سلطنت
مصرع تاریخ لکھا داغ نے	میجر افسر جنگ عالی منزلت ۱۳۰۵

تاریخ خطاب بہ معتمد صرف خاص حضور نظام طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

اک خطاب آصف نواز الدولہ آج	شاہ نے بخشا نہایت انتخاب
دوسرا آصف نواز الملک ہے	جس کی قدر و منزلت ہے بیحساب
ان خطابون کے تھے شایان آپ ہی	سیّد والا حسب عالی جناب
داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی	معتمد صاحب ہوے زیبا خطاب ۱۳۰۸

(نوٹ) استاد نے لفظ ہوئے مین ایک یا محسوب فرمائی ہے۔

تاریخ خطاب شمس العلمائی بہ مؤلف کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی صبغۃ اللہ مدراسی آفت تخلص

نواب فلک جناب شمس العلما	سب ذرّے ہین آفتاب شمس العلما
رآفت لکھی ہے مین نے اسکی تاریخ	اعلےٰ ہے یہ خطاب شمس العلما ۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب میر دلاور علی حیدرآبادی دانش تخلص

گر دید عزیز جنگ والا ایدون	شمس العلما بفضل ربّ بیچون
دانش برخواند مصرع سال خطاب	شمس العلما عزیز جنگست کنون ۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب سید سجاد علی سوم تعلقہ دار حیدرآباد (اثر) تخلص

شمس العلما خطاب دادہ بولا شاہ برش	بایوسف مصر با منر و مجد علا دارد ارش
در مصرعہ مستزاد فصلی سنہ اش بنوشت اثر	نواب عزیز جنگ شمس العلما افضل یوسف بیش

تاریخ سرفرازی خطاب کے سی آئی ای بہ نواب کرنل افسر الملک بہادر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

افسر فوج دکن آج ہین کے سی آئی ای	جن کے اعزاز سے مسرور ہے سارا لشکر

کہدیا مین نے ولاؔ مصرع تاریخ خطاب	افسر الملک کو قیصر نے کیا کیوان سر

ایضاً ولہ

افسر الملک کو برٹش نے دیا سر کا خطاب	یا آلٰہی ہو مبارک یہ خطاب افسر کو
پئے تاریخ یہ کہتے ہین ولاؔ رتبہ شناس	افسر الملک ہے زینت ہو خطاب سر کو ۱۹۱۶ء

(ل) تواریخ جانشینی و تقرر خدمت

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی بجاے پدر طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طالب علی ای قدر دلی بود بحق	برجاے پدر جلوس فرمود بحق
بر کرسی سال نقش تاریخ نشست	حق بر مرکز قرار بنمود بحق ۱۲۹۱

تاریخ تقرر نواب وقار الملک وقار الدولہ انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین خان بہادر طبعزاد مؤلف کتاب

باحسن البشارۃ العظیمہ	ابشر الفریق کان مشتاق
وقار ملکنا لصار معتمد	بکالج فتمہ منہ احقاق
ولم یکن سواہ مستحقہ	فعند ذاک لطمئن آفاق
فاحسن تلافیا لما فات	اتی لنا بحسن البدل رزاق
سمعت عامہ من الولا کذا	باصلح المقام قام مشتاق ۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

بہر کالج معتمد گردید مرد باوقار	آن وقار الدولہ با افتخار الملک شد
سال تاریخش ولاؔ بر صفحۂ گیتی نوشت	جانشین جائز محسن وقار الملک شد ۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

وقار الملک سے دنیا مین ناواقف نہین کوئی	فقیرانہ روش رکھتے ہین آگاہ حقائق ہین

پسند انکو ہمیشہ سی رہی مذہب کی پابندی	جفاکش ہین بڑی محتاط ہین چھوٹی بڑے تو ہین
لیاقت قابلیت تجربہ ہے انکالا ثانی	غرض ہر طرح سے مشتاق ممدوح خلائق ہین
کرینگے وہ بہت کچھہ آنریری معتمد ہوکر	سنا ہی قوم کی خدمت کردہ پہلی سہی شائق ہین
بیان واقعی تاریخ ہے ان کے تقرر کی	وقار الملک حق جو یا اسی خدمت کے لائق ہین ۱۳۱۵ھ

(م) تواریخ خیر مقدم

تاریخ خیر مقدم نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے	حقا نازل یہ آیۂ رحمت ہے
۱۲۸۶ھ	۱۲۸۶ھ
ذیحجہ مین ہے نزول اوّل ای قدر	جب تو حج اکبر مین نہین حجت ہے
۱۲۸۶ھ	۱۲۸۶ھ

تاریخ مراجعت اعلیحضرت حضور پرنور دام اللہ اقبالہم از ہنمکنڈہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئے زیب بلدہ جو شاہ دکن	ملا دیدہ و دل کو نور و سرور
کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ	ہنمکنڈہ سے آگئے اب حضور ۱۳۰۲ھ

تاریخ خیر مقدم سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم از کلکتہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

ہنیا ہنیا لکل البرایا	کہ از مقدم شہ دکن شد منوّر
ولا سال تاریخ او عرضہ دارد	ز کلکتہ آمد شہ بندہ پرور ۱۳۰۱ھ

خمسۂ تاریخی متعلق بہ خیر مقدم پرنس آف ویلس بحیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

ای نگین خاتم و کنٹور یا خوش آمدی	ای جلا افزاے تخت انڈیا خوش آمدی
ای در رخشندۂ بحر عطا خوش آمدی	ای سہیل آسمان اعتلا خوش آمدی

ای فروغ مطلع فسکریا خوش آمدی

ای ارسطو کز زمان لقمان و افلاطون شیم — وی تہمتن تن نریمان نیرو و گشتاسپ دم

ای سکندر بخت و دارا منزلت جمشید حشم — وی مظفّر فر سلیمان تخت و افریدون حشم

ای ہما کلیلت پر و بال ہما خوش آمدی

دیدهٔ گیتی بخیر مقدمت چشم ره است — گرد راہت سرمہ بخش چشم ہر شاہنشہ است

غلغل قطع رہت از پشت ماہی تا مہ است — خانهٔ دلہای یک عالم ترا منزل گہ است

ای تسلی بخش ہر شاه و گدا خوش آمدی

در چمن با صد زبان سوسن ثنایت گفته است — شبنم اندر رشتهٔ جان دُرِّ مدحت سفته است

در نقاب برگ گل مضمون نو بنہفته است — غنچهٔ دل در ہوایت ہمچو گل بشگفته است

در بہار دولت ای بادِ صبا خوش آمدی

ای بہندستان ورودت ہمچو صبا اندر چمن — نکہتِ فیضت چو بوی نافهٔ مشکِ ختن

تا قدم بنہادهٔ بر تارکِ ملکِ دکن — تا چراغ افروختی در خانهٔ چشمِ من

از در و دیوار می آید صدا خوش آمدی

سایه پروردانِ تو ظلّ الٰہت گفته اند — آستان بوسانِ تو گردون پناہت گفته اند

حکمرانان خسروِ اقلیم جاہت گفته اند — دور بینانِ جہان نورِ نگاہت گفته اند

ای فروغ دیدهٔ اہل صفا خوش آمدی

از شہنشاہانِ پیشین گوی سبقت بردهٔ — از حکیمانِ سلف حکمت بدست آوردهٔ

بر طریقِ حاتمِ طائی قدم افشردهٔ — تا بہندوستان ز نخلِ جود و جودِ برخوردهٔ

ای چمن آرای گلزار سخا خوش آمدی

شیر با آہو خورد از چشمۂ عدل تو آب	پشّہ از پیل دمان ہرگز نہ میگیرد حساب
باز و شاہین از شکار کبک دارد اجتناب	جور و بیداد و جفا را کس نمی بیند بخواب
ای توانائی دہ ہر بینوا خوش آمدی	
چشم عالم طالب روے پر انوار تو بود	دیدۂ اہل دکن مشتاق دیدار تو بود
در دلم سوداے جنس قدر بازار تو بود	ای مہِ کنعان دلِ مسکین خریدار تو بود
ای متاعِ نیک لعلِ بے بہا خوش آمدی	
بینوایان چشم بر دست گہربار تواند	جان نثاران دکن جانباز سرکار تواند
حکمرانان جہان باجان و دل یار تواند	خسروان دہر سر تا سر وفادار تواند
ای نگہدارِ دلِ اہلِ وفا خوش آمدی	
با تو ہر ائل پرنسس در دکن مہمانِ ماست	جلوہ افروزیش رونق بخش ہندستانِ ماست
از قدومِ او بہار تازہ در بستانِ ماست	نغمہ سنج بارگاہش عندلیب جانِ ماست
مرحبا ای بانوِ گلگون قبا خوش آمدی	
یا الٰہی خسروِ ما در جہان پایندہ باد	قیصر ہندوستان بر فرقِ عالم زندہ باد
آفتاب خاندانش دائما رخشندہ باد	مہر ذاتش بر سپہر دولتش تابندہ باد
ای ولیّ عہد در وقتِ دعا خوش آمدی	
خدمتِ ہندوستانت را بجا آوردہ ام	تا ز تالیفاتِ خود این تحفہا آوردہ ام
من بدرگاہِ عمیمت التجا آوردہ ام	عمر و اقبال ترا دستِ دعا آوردہ ام
ای پذیراے مقالِ مدعا خوش آمدی	
بر عذارِ نازکِ مہتاب عکسِ خالِ تست	در دلِ آیینۂ مہرِ فلک تمثالِ تست

مطلع ہفت آسمان شمسی اقبال تست — خمسہ فکر و لا رونق پذیر سال تست

ای مہ برج شہنشاہی بیا خوش آمدی ۱۹

(ن) تواریخ شکار

تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو — بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے

داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھے کوئی — کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصف جاہ نے

ایضاً ولہ

ایک ہفتہ کا ہے حساب شکار — داغ کی تم زبان سے سن لو

کہی گنتی کی ایک ہی تاریخ — شاہ آصف نے شیر مارے دو

۱۳۰۸ھ

ایضاً ولہ

سلطان دکن رستم دوران و دلیر — ایسا ہے زبردست کہ ہے شیر کو زیر

لکھا سر آغاز سے یہ داغ نے سال — بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر

۱۳۰۸ھ

(س) تواریخ تالیف و تصنیف کتب وغیرہ

تاریخ اجرائے اخبار شعلۂ طور کانپور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

غش ہیں بشر میاں پر ہی ارنی یا لبیک — شعلۂ طور کانپور نور فشاں ہے دردو

قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو — سرمۂ چشم ذکر ہے شعلۂ طور کانپور

۱۸۶۲ء

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

کلام کشفی جادو کلام را نازم — بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع

چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد — تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع

یکے بیاض سطور و دگر سواد خطش — چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
زہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش — ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
نوشت قدر پے طبع مصرع تاریخ — کلام کشفی نیا در کلام شد مطبوع ۱۲۸۴ھ

تاریخ کتاب مفتاح الہند مؤلفہ غلام محمد خان واصل طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب — نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد — صد قفل دل کشاد مفتاح الہند ۱۲۸۲ھ

(نوٹ) وزن رباعی میں پہلا مصرع بدون التزام ردیف و قافیہ کردہ ہے۔ (مؤلف)

تاریخ مثنوی لوح محفوظ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چھوٹے ماموں مرے فیروز علی — فکر سے کر گئے امداد قلم
شعر لکھنے کو لگا جو شگاف — کھل گئی خاطر ناشاد قلم
لوح محفوظ لکھی صلِ علیٰ — اس قلمرو میں ملی داد قلم
کیا حدیثوں کو بنایا تصویر — حبذا صنعت بہزاد قلم
مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت — دیکھیے زور خداداد قلم
نغمۂ بلبل معنی سے معنے — لفظ ہیں قمری شمشاد قلم
ہو گی حسن کبھی ایسی کتاب — جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم
یاد کر کے نہیں سر دھنتا ہے — یہ صریریں ہیں کہ فریاد قلم
ختم کیا سال کا نقشہ اے قدر — لوح محفوظ ہے ایجاد قلم ۱۲۸۲ھ

تاریخ آغاز مخزن الاخبار طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حسن — لوٹنے کا دُرِّ غلطان کو بہانہ مل گیا

سال سے ہی اوج نجم مشتری وشن امیر	جس کو پرچہ ملگیا سمجھا خزانہ ملگیا

تاریخ رسالہ اردوی منشی قادر علی بھوپالی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

اس رسالہ کی قدر ہوگی ضرور	رائگان جائیگی نہ یہ محنت
فال ہے نیک امیر کی تاریخ	پاے گا یہ قبول کا خلعت

تاریخ طبع دیوان اوّل نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبعزاد ایضاً

جب اہل فہم سنتے ہیں ایسے کلام کو	آتی ہے چارسمت سے آواز مرحبا
تاریخ ہے یہ خاتمۂ طبع کی امیر	دیوان شاہ ملک سخن طبع ہوچکا ۱۲۹۳

تاریخ ناول تصویر مؤلفۂ ریاض طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نطق تو مخصوص انسان ہے امیر	ہے اسی کا خاصّہ تصویر بھی
لیکن اس ناول نے ثابت کردیا	بولتی تصویر ہے تصویر بھی

تاریخ رسالہ سلوک مؤلفہ حضرت شاہ معصوم نقشبندی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

ہدایت میں اس کے مضامین عالی	خضر ہیں پے کاروان طریقت
امیر اس کی تاریخ میں نے یہ لکھی	زہے رہبر سالکان طریقت

تاریخ دیوان نواب عبدالعزیز خان دہلوی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

یکتا ہے فصاحت میں بلاغت میں یہ دیوان	تعریف کرے اس کی یہ کیا منہ ہر دہن کا
زیبا ہے امیر اس کے لئے مصرع تاریخ	ہر صفحہ نیا آئینہ ہے بزم سخن کا

تاریخ دیوان فارسی نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

در انجمن معنی سلطان سخن آرا	شمعے عجبے افروخت از شعلہ زبانہا
آن شمع بود دیوان آن شعلہ بود مضمون	پیداست ز لمعاتش رنگ ہمہ دانہا

از ہند با یران شد وز پارس بہند آمد   ہر ملک معطر گشت از عطر فشانیہا
در پارس ہمی بالد زین نظم زباندانی   در ہند ہمی جوشد زین بحر روانیہا
مطبوع شد و گفتم تاریخ امیر آنرا   چون ہند عجم نازید از شوخ زبانیہا

تاریخ دیوان نایاب مرحوم طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نایاب نے کیا کہلائے ہین پہول   اللہ رہے یہ باغ شاداب
تاریخ بہی ہے امیر نادر   کس حسن کی ہے یہ نظم نایاب

تاریخ طبع کلیات میان منیر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

جب یہ دیوان ہو چکا مطبوع   ہو گئی نظم و نثر عالم گیر
داغ نے اس کی یہ کہی تاریخ   آفتاب منیر و بدر منیر
١٢٩٩ ہجری

تاریخ ناول منشی ریاض احمد خیرآبادی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا   ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض
داغ لکھدو اس کا سال عیسوی   ناول نادر ہے تالیف ریاض
١٨٨٩ع

تاریخ اشاعت اخبار ہزار داستان طبعزاد جناب مولوی سید علی کامل لکہنوی مغفور

در مجلس ما بیا کہ اینجا   خوش انجمنی ز راستان است
بشنو نغمات نغز اخبار   این بزم ہزار داستان است

تاریخ طبع رسالہ معین الشعرا مؤلفہ میر محمد علیخان طبعزاد جناب مولوی محمد یحییٰ عالم و فاضل قاصد تخلص نائطی حیدرآبادی

آپ نے حضرت ناظم اکثر   قاعدے جمع کئے بے تخفیف
عام لوگون کی سہولت کے لئے   آپ نے اس کی اوٹہالی تکلیف

جب ہوئی ختم کما حقہ سے — ہے معین الشعرا یہ تالیف

سنہ ۱۳۳۲

تاریخ تالیف کتاب قانون فارسی مؤلفہ میرزا کمال الدین سنجر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چہ سنجر آن چمن آرائے بوستان کمال — درین زمانہ کہ شیرین مقال گردیدہ
فلک نیافتہ چون وے بروی صفحۂ دہر — اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ
ببین بہ نسخۂ قانون رستہ نمودہ او — میان خلق عدیم المثال گردیدہ
بدین صراحت و خوبی و اختصار بیان — وجود نسخۂ دیگر محال گردیدہ
ولای مائدۂ طبع او نمودہ رقم — پسند خاطر اہل کمال گردیدہ

۱۲۹۶ ہجری

ریویو تاریخی بر کتاب صحیفۂ زرین مرتبہ رائے پرگ نارائن بہار گو طبعزاد مؤلف این کتاب

نولکشور کہ مرد خجستہ طالع بود — نخستش بدل خلق نقش بر حجر است
بہار باغ وجودش پرگ نارائن — خوشا بہار کز و نخل علم پر ثمر است
ضیاے چشم مروت امیر روشن رائے — حدیقۂ چمنستان دانش و ہنر است
روان طبع سخن مالک او دو اخبار — شہ قلمرو انشا لئیق نامور است
برائے صاحب خود گرچہ آن تفوق داشت — دلے بعقل جوان گویم این بہ از پدر است
پدر اگر نتواند پسر تمام کند — مقولۂ عجمی حسب حال این پسر است
ببین صحیفۂ زرین ز حسن تالیفش — کہ در تسلسل احوال رشتۂ گہر است
صحیفۂ مثل یادگار دربار است — بنام نامے قیصر چہ پایہ مفتخر است
صحیفۂ کہ مشاہیر ہند را تاریخ — صحیفۂ کہ جلابخش معنی سیر است
زہے وضاحت مضمون باختصار بیان — عجوبہ ایست کہ دریا مگر بکوزہ در است
سواد بخش معانی بود سواد خطش — بیاض ہین سطورش تجلی نظر است

پسند خاطر اہل کمال چون نہ شود — کہ از کمال مؤلف زمانہ باخبرست

ہنروران جہان قدر و قیمتش دانند — کہ کوہ نور باکلیل فرق تاجورست

ہمای اوج سعادت بدام او افتد — اگر توجہ شہ را بجانبش گزرست

بعید نیست کہ قیصر کند بر و نظرے — کہ این خزینہ ازان بارگہ قریب ترست

طلا کند مس بے مایہ را نگاہ کرم — شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک درست

مؤلفش ہمہ تن در خور خطاب پدر — کہ یک اشارہ سلطان وسیلۃ الظفرست

سزد کہ نائب قیصر شود محرک او — بعندلیب چمن احتیاج بال و پرست

ز دست من نرسد ہیچ جز بصدق دعا — کہ ارمغان سخن گو سہ حرف مختصرست

ولا بلوح کتابش رقم نمد تاریخ — نشان ہستی نام آوران ز آب زرست

قطعۂ تاریخ آغاز پیسہ اخبار روزانہ طبعزاد مؤلف این کتاب

بجان و دل ستایم مولوی محبوب عالم را — بزور بازوش بنیاد این اخبار محکم شد

بحمد اللہ کہ حسن صورت اخبار روزانہ — جلا افزای چشم قدر دانان مکرم شد

طراز معنیش تسکین دہ اہل است عالم را — سواد خط بیاض کاغذش حسن مجسم شد

قلم بشکست در دست خرد مضمون نگارہا — گروہ خردہ گیران را سواد دیدہ پرنم شد

چہ تصویریکہ از خال و خطش بر صفحۂ گیتی — تجلای نگار صورت معنی مسلم شد

فزود افزونی قدرش ہمین یک نکتہ تصدیقے — کہ نقد قیمت سالانہ از وہم و گمان کم شد

زبان معترض اندر دہن کیفیتے دارد — بتحریک نہان پہلونشین حرف مدغم شد

پے سالش ہمی گوید ولا برجستہ تشبیہے — کہ حسن شاہد رنگین بیان محبوب عالم شد

تاریخ تالیف کتاب حیوۃ الحکام مؤلفہ مؤلف طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

شکر خدا راست کہ تالیف من	یافت بآوان نکو اختتام
بندۂ دیرینہ نمک خوار او	پیش کشیدش بحضور نظام
مایۂ نازست کہ حسن قبول	ناموری ساختہ در خاص و عام
خسرو ما بر فلک مملکت	نیّر اقبال تو تا بد مدام
تا بابد بر سر ما زندہ باش	با ہمہ اقبال و ہمہ احتشام
بر ورق دہر بود دفترت	از قلمت ملک تو گیرد نظام
ساقی تقدیر تو بزم ترا	بادۂ امید بریزد بجام
فکر بلند تو شود اوج سای	طائر اقبال در افتد بدام
کام روا باد ولی عہد تو	آصف ما باد الٰہی بکام
بلبل فکرست نواسنج سال	نسخۂ نایاب حیوة الحکام ۱۳۲۴

تاریخ تالیف کتاب عطیات سلطانی مؤلفہ مؤلف طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

نوشتم درین نامہ مضمون خاصے	کہ از لطف عام ملوک است قسمے
چہ قسم آن کہ منعم کند مفلسے را	در آئینۂ دل بہ بندد طلسمے
طلسمے کہ آبے دہد از سرابے	چو جان آتشے برکن از خاک جسمے
چہ جسم آنکہ یک لفظ و صد معنی او	عطیات سلطانیش کردم اسمے ۱۳۲۵ھ

(ع) تواریخ تعمیر و تیاری عمارات و چاہ ہا و باغ ہا و حوضہا

تاریخ تیاری باغ فرح بخش طبعزاد نعمت خان عالی

در باغ فرح بخش گذر کن شاہا	بر حسن گل و سبزہ نظر کن شاہا
نعمت خان را برائے سال تاریخ ۱۱۳۱	از باغ فرح بخش ۲۱۹۳ بدر کن شاہا

(نوٹ) باغ فرح بخش کے اعداد ۲۱۹۳ ہیں جس میں سے اعداد نعمت خان (۱۲۱۱) کا تخرجہ کیا جاے تو ۹۸۲ھ حاصل ہوتا ہے اور یہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ تعمیر مسجد غضنفر خان در شہر گنجی طبعزاد جناب ناصر علی سرہندی مغفور

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ	مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بناے او علی سے گوید	اینک شدہ حسن مطلع بیت اللہ ۱۱۰۵ھ

تاریخ تعمیر پل رود موسے واقع حیدر آباد طبعزاد مغنی مغفور

بعہد افضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان سپہر و خور	بود خورشید اقبالش درخشان
بگو دیوان او مختار ملک است	کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر	سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
بحسن راے مسٹر ہیارٹ این پل	بنا شد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے ۱۲۷٦ھ	ز معنی مصرع تاریخ برخوان

تاریخ بناے چاہ در بلگرام طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چو ساخت چاہ میر محمد اسمعیل	مثال زمزم از و آب کرد طغیانی
پے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش	بنا نمودہ میر آہ زمزم ثانی ۱۲۷۹ھ

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ تیار شد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طراز خانہ دین سیدی وزیر حسین	چو جد خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرہ از عوامل دفتر	بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بناے سال ز معمار فکر قدر آمد	شد از جماعت اسلام قائم این جامع ۱۲۸۴ھ

تاریخ تعمیر مسجد آغا علی خان لکھنوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

جناب آغا علی خان ادر الطاف جسن جلسے نے ۔۔ عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد
کہی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین ۔۔ حرم کی رشک ہی اللہ اکبر یہ نئی مسجد
۱۲۹۴ ہجری

تاریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنو طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے ۔۔ بجدّ و جہد کل اٹھارہ سو سر سٹھہ نومین
۱۸۶۷ع ۔۔ ۱۸۶۷ع
تو ہی ڈالی بناے خیر خود کیننگ کالج کی ۔۔ مگر سدّ سکندر جس طرح وقت سکندر مین
۱۸۶۷ع ۔۔ ۱۸۶۷ع
عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج ۔۔ زمان عدل وزیر ونٹ مسر جارج کوپر مین
۱۸۶۷ع ۔۔ ۱۸۶۷ع
جو با تمکین ہین کرنل ریڈ صاحب مہتمم اُن کی ۔۔ ملک پہلو نشین ہین اس واقع عرش پیکر مین
۱۸۶۷ع ۔۔ ۱۸۶۷ع
سخی دل مہاراجہ بہادر منصف واقف ۔۔ ہنر یار شجاعت دکہیجے سنگہ اسم دفتر مین
۱۸۶۷ع ۔۔ ۱۸۶۷ع
پریسیڈنٹ مہربرج طاقت کے سی اس آئی ۔۔ کفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین
۱۸۶۷ع ۔۔ ۱۸۶۷ع
سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی ہمّت ۔۔ یہ عالی رکن ہا میہ حسن ہین فتح تکرّر مین
۱۸۶۷ع ۔۔ ۱۸۶۷ع
یہ عمّان سخا والس پریسیڈنٹ سابق مین ۔۔ کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت و فر مین
۱۸۶۷ع ۔۔ ۱۸۶۷ع

ہے زیبا پایہ ازبس اوج شنکو بخش ہما کا
ہین وہ ایس پریسیڈنٹ داخل اہل جوہر مین

۱۸۶۷ع ۱۸۶۷ع

ہمایون ہے ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب
ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ہنر مین

۱۸۶۷ع ۱۸۶۷ع

ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل ہوشس اسمین
دل افزا ہے صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین

۱۸۶۷ع ۱۸۶۷ع

ہین نعمان خرد ولمور صاحب نامی انجنیر
لکھی تہی قطع صنعت انکی کالج کے مقدر مین

۱۸۶۷ع ۱۸۶۷ع

نکو خوام جی ہوائٹ صاحب نامی اسمین قیصر مین
سراپا فرد ہے کیننگ کالج ہفت کشور مین

۱۸۶۷ع ۱۸۶۷ع

سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج
ہین جب تک نجم و مہ افلاک پر موتی سمندر مین

۱۸۶۷ع ۱۸۶۷ع

تکمل نظم وہ لکھی ہے قدر بلگرامی نے
ہین سال عیسوی معصوم ہر ایک مصرع تر مین

۱۸۶۷ع ۱۸۶۷ع

تاریخ تعمیر دولت سرائے حاجی بادشاہ سفیر ترکی بمقام مدراس طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

گرامی منزل و فرخ مکانے
کہ قصر آسمان شد پیش او پست
بیان واقعی شد سال تعمیر
ہمایون قصر حاجی بادشاہ است
۱۲۹۸

تاریخ تعمیر دولت سرای نواب عماد جنگ مرحوم میر مجلس مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

مہ برج امارت میر مجلس
کہ عالی پایہ خیلے ہوشمند است
سخن سنجے کہ طول باع فکرش
فراز بام معنی را کمند است

بنا فرمود نورانی بنائے	که چون بانی بعالم سربلند است
ولا تاریخ تعمیرش چه خوش گفت	تعالی الله مکان دلپسند است
	۱۲۹۹

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یار جنگ بہادر ناظم دفتر ملکی حیدرآباد دکن طبع زاد مؤلف کتاب ہذا

اینک از احسان رب حسن عمارت گرفت	خانۂ رب العباد سجدہ گہ مسلمین
۱۹۴۰ سمت	۱۲۹۳ فصلی
کلک سروش ولا سال بنائش نوشت	معبد قدسی مقام مسجد اقصیٰ است این
۱۸۸۳ عیسوی	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ تعمیر الگن محل در ریاست نابہا طبع زاد مؤلف این کتاب

ہمایوں راجہ بھگوان سنگھ ذی مراتب ہے	بنا کی اک عمارت دلکشا دربار نابہا مین
ہوئی تکمیل اس کی راجہ ہیرا سنگھ یکتا سے	جو لعل بے بہا ہین معدن کہسار نابہا مین
یہ راجہ راجگان ہند کے ہین اور مہاراجہ	شجیع نامور ہین لشکر جرار نابہا مین
اسیمین نائب قیصر کی مہمانی کا ساماں تھا	اسی سے نام پایا یہ مکان امصار نابہا مین
بڑہا دی آبرو فیض قدم سے لارڈ الگن نے	اسی سے آبرو ہے گوہر شہوار نابہا مین
انہیں کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت کا	الشکل ہو تابان گنبد دوار نابہا مین
دلا بغرض کی تاریخ سمت بر محل اسکی	بنا الگن محل پر فضا سرکار نابہا مین
	۱۹۵۵ سمت

تاریخ تعمیر مسجد سلطان پورہ حیدرآباد دکن جسکا صرفہ صرف خاص شاہی ہے طبع زاد مؤلف کتاب

مسجد صرف خاص سلطانے	تن سلطان پورہ را جان است
راست مے گو ہمش علو منار	قامت سرو در گلستان است
سد اسکندریست دیوارش	فاصل حد کفر و ایمان است

چہرہ اش را کمان چو قوس قزح	خم طاق ابروحسینان است
رکن ایمان بود ستون بلند	سقف عالیشں ظل سبحان است
زینۂ منبرش تعالے اللہ	ارتفاع عرش عروج ایمان است
بارک اللہ پر فضا صحنش	در فراخی دل کریمان است
نہر او سلسبیل باغ جنان	آبرو بخشش بحر عمّان است
صفۂ آویزۂ قنادیلش	سلک سیّارہاے تابان است
فرش گلرنگ جا نمازہی او	پردۂ چشم عندلیبان است
حافظ اوست اوستاد ازل	مکتبش درس گاہ قرآن است
سال تعمیر از سروش ولا	مسجد صرف خاص سلطان است ۱۳۱۸

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودۂ شیخ میران در قصبۂ راماریڈی پیٹہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میران الشیخ بنی المسجد	لصلوٰۃ العبد الّا واہ
فیقول ولا التاریخ لہ	اعلم ہذا بیت اللہ ۱۳۲۵ھ

(ف) تاریخ سزا

تاریخ حکم میل کشیدن بچشم شاہزادہ شہریار طبعزادش

ز نرگس گلاب ارچہ نتوان کشید	کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من	بگو کور شد دیدۂ آفتاب

(ص) تاریخ فراغ حج

تاریخ فراغ از حج بیت اللہ شریف طبعزاد جناب شیرین سخن خان راقم مغفور

چو فارغ گشتم از حج و زیارت	بلطف دستگیر شفقت افزا

دعایش خواستم در ضمن تاریخ	جزاہ اللہ فی الدارین خیرا

۱۲ ۷۹

(ق) تاریخ رہائی

تاریخ رہائی میر مہدی علی بلگرامی از قید فرنگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

سید عالی نسب والا حسب مہدی علی	فرش راہ آل احمد خاک پائے بوتراب
پھر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قید فرنگ	تین سال آخر یونہین نازل رہا اوپر عذاب
قید خانہ برج عقرب تہا تو وہ اوسمین قمر	اف رے گردش ہے کہین ایسی نحوست کا جواب
قید خانہ اک گہن تہا اوسمین وہ خورشید تہے	اف رے اندہیر اہل عالم سب تہے با چشم پر آب
آنکہہ مین آنسو دعا لب پر دلونمین داغ ورد	دفعۃً یون ہوگئین سب کی دعائین مستجاب
قید سے اوس یوسف ثانی کا چہٹکارا ہوا	آیا پہر آیا زلیخا سے مسرت پر شباب
پہر وہی جلسے وہی جہلسین ہی ہین جمگہٹے	پہر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد	چپ رہو اے قدر ہے یہ داستان گونگے کا خواب
کوکب تاریخ چمکا دو سماے فکر پر	ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب

۹ ۱۲

(ر) تواریخ وفات

تاریخ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ طبعزاد عبد الغفور خان نساخ

بر یدا ابن ملجم چو فرق ولی	عیان گشت تاریخ فوت علی

۴۰ تیسرے ماہ

(نوٹ) اگر فرق ولی (و) کو گرا دین تو سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔ یا فرق ولی سے لفظ علی کا عین لین تو عین کے جدا ہونے سے (لی) کے عدد ۴۰ باقی رہ جاتے ہین جو سال شہادت ہے ۔

تاریخ شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام طبعزاد مولانا روم علیہ الرحمہ

آہ بیرون آمدہ از اسم ذات	سن چہ گویم کربلا را واقعات

(نوٹ) اسم ذات سے لفظ اللہ مراد ہے جس کے عدد موّرخ نے ۶۷ لئے ہین اور پہر انین سے اعداد لفظ (آہ) یعنی (۶) کا تخرجہ کیا ہے۔
واضح ہو کہ اللہ مین الف ثانی از روے رسم الخط فرقانی کہڑا زبر ہے نہ الف اور کہڑے زبر کا عدد جمل بقاعدہ جمل محسوب نہین ہوتا۔
اہل جمل کے پاس اللہ کے عدد (۶۶) معین ہین (ع) اَللّٰہ بود یک الف وہاو دو لام پس مولانا سے حساب اعداد مین تسامح ہوا ہے۔

تاریخ وفات شیر شاہ طبعزاد یکے از متاخرین

شیر و بز آب را بہم مے خورد	شیر شاہے کہ از صلابت او
سال تاریخ او ز آتش مرد ۹۵۲	چون برفت از فنا بدار بقا

تاریخ وفات ہمایون بادشاہ طبعزاد یکے از متاخرین

کہ فیض خاص او بر عام افتاد	ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل
اساس عمرش از انجام افتاد	بناے دولتش چون یافت رفعت
بپایان ور رسا از شام افتاد	چو خورشید جہانتاب از بلندی
خلل در کار خاص و عام افتاد	جہان تاریک شد در چشم مردم
ہمایون بادشاہ از بام افتاد ۹۶۱	قضا از بہر تاریخش رقم زد

تاریخ وفات کلیم ہمدانی طبعزاد غنی کاشمیری

طور معنی بود روشن از کلیم ۱۰۶۱	گفت تاریخ وفات او غنی

تاریخ وفات مولانا سید نوح طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

عمدة العصر سیدی نوح — ذاته نخبة البریات
قال آزاد عام رحلته — ان للمتقین جنات
۱۱۶۵ ہجری

تاریخ وفات ناصر جنگ شہید آفتاب تخلص طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

نواب عدل گستر عالی جناب رفت — فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد — تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت
۱۱۶۴

تاریخ شہادت بزرگے طبعزاد جناب شمس الدین مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ

آن قبلۂ ارباب تقی عاشق حمیدا — وان قدوۂ ارباب سخا مات شہیدا
مجموعۂ ہر دو صفت سال وفاتش ۱۱۹۵ — مظہر رضی اللہ لقد کان سعیدا

تاریخ رحلت عباس پاشا خدیو مصر طبعزاد جناب راقم مدراسی مغفور

فرمود رحلت چون والی مصر — زین دار فانی اے وا دریغا
تاریخ فوتش گفتا سروشم — شد سوے جنت عباس پاشا
۱۲۷۰

تاریخ رحلت حضرت شاہ محی الدین قطب ویلور قدس سرہ طبعزاد جناب افضل مدراسی مغفور

شیخ دوران ز دار فانی شد — در بقیع مدینہ سوے جنان
گفت تاریخش افضل مہجور — رفت ہیہات محی دین ز جہان
۱۲۸۹ ہ

تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو طبعزاد جناب ناسخ مرحوم

گشت تاریخ مصرع استاد — اے بسا آرزو کہ خاک شدہ
۱۲۴۳

تاریخ رحلت نواب میر جعفر علیخان طبعزاد جناب غالب دہلوی مغفور

گردید نہان مہر جہانتاب دریغ — شد تیرہ جہان بچشم احباب دریغ
این واقعہ را ز روے زاری غالب — تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ
۱۲۸۰

تاریخ رحلت قاضی شیخ محمد تلمسانی طبعزاد جناب باقر آگاہ نائطی مغفور

مقتدائے شریعت غرّا	شد بدرگاہ قاضی الحاجات
گفت آگاہ غم رسیدۂ او	رضی اللہ عنہ سال وفات ۱۲۰۱

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نور اللہ مرقدہ طبعزاد جناب ذکائے مغفور

اے طبیب جانستان نادر علی	صحت از رائے تو دائم نا رضا
کردۂ با افضل الدولہ چنان	کابن ملجم با علی مرتضیٰ
ماجرا بس عبرت انگیز است لیک	حاصلے نبود بذکر ماسضے
در گزر کردم ازین ۶۱ تاریخ آنست	چون طبیب ابلہ شود آید قضا ۱۳۴۶ - ۶۱ = ۱۲۸۵ھ

تاریخ رحلت مولوی سید غلام جیلانی مودودی طبعزاد جناب ذکائے مغفور

اے رونق دودمان مودود	کز عہد شباب برنخوردہ
رفتہ ز جہان و رفتن او	نور نظر از قبیلہ بردہ
کلفت زدہ خاطرم سنش گفت	ہے ہے سر شام شمع مردہ ۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم مغفور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

وفات کردہ ز دنیای دون ہزار افسوس	رئیس نامورے عمدہ نامدار و کریم
۱۲۷۸ھ	۱۲۷۸ھ
ز قدر سال چہارم بمرگ او بشنو	سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم
۱۲۷۸ھ	۱۲۷۸ھ

تاریخ وفات مولوی صدر عالم تہانوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

صدر عالم کہ بود بدر عالم	در دہر ہمے فزود قدر عالم

تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر
رحلت بجنان نمود صدر عالم
۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات عم مؤرخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

عم من قبلہ و ملاذ من
جان بجان آفرین سپرد افسوس

سال تاریخ ارتحال او بخوان اے قدر
ہائے قدرت علی بمرد افسوس
۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات خواجہ بدرالدین دہلوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت میں دفن
نور آیا یا کہ چشم کور میں

قدر نے تاریخ کا مصرع کہا
آہ بدر آیا خسوف گور میں
۱۲۹۶ھ

تاریخ رحلت فرزند راجہ گردہاری پرشاد باقی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

راجہ منشی نغز گو باقی تخلص نیک خو
ذی حشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ

اے فلک افسوس یوں ہو مبتلائے حادثات
اس طرح برباد ہو جائے یکایک اسکا باغ

سال بھر میں دونوں فرزند گرچہ اٹھ گئے
آفتاب خاندان وہ تھا تو یہ گھر کا چراغ

سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہے نیستی
تنگنائے دہر میں حاصل نہیں ہوتا فراغ

ایک دن عشرت کدہ جیسا ہے ماتم کدہ
اس جہان پر الم میں کون کیا ہو بلغ باغ

آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے
جو خدا کے بھید میں ملتا ہے کب انکا سراغ

داغ نے یہ عیسوی سنہ میں کہی تاریخ آج
آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ
۱۸۸۸ع

تاریخ رحلت سعادت میر خان طبعزاد جناب مولوی محمد یحییٰ عالم و فاضل قاصد تخلص ناظمی حیدرآباد

چون فتاد از آسمان مجد آن سعد السعود
گشت تیرہ از غم اندوہ آن تابندہ دل

خامۂ قاصد رقم زد سال تاریخش چنین
روح رفتہ از سعادت میر خان زندہ دل
۲۱۴　　۱۵۳۶

(نوٹ) سعادت میر خان زندہ دل کے اعداد ۱۵۳۶ ہیں جن میں سے روح کے

۱۴۱۴ عدد خارج کئے جاوین تو (۱۳۲۲) حاصل ہوتے ہین اور یہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ رحلت مولوی محمود نواز خان عم مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

کریم النفس از دنیا سفر کرد	مقامش منزل مقصود بادا
دعاے مغفرت شد سال رحلت	خدایا عاقبت محمود بادا ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات محمد جہان گیر مہتمم انعامات حیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

خدایا این چہ نافرجام روزیست	کہ از شام بلا افزون بہ تحریر
زبان گردیدہ بافریاد ہمدم	تنفّس را تحیّر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کمان کرد	رساند از آہ دل بر سینہ ہا تیر
ز تار نالہ و فریاد عالم	مسرّت را بپا افتادہ زنجیر
کف افسوس می مالد پے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک و پیر
چو این افسانہ خوابے فی المثل بود	بجستم از سروش غیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوابے	جہان بگزاشت بیچارہ جہان گیر ۱۲۹۹ھ

تاریخ وفات مشفقی مولوی نیاز احمد وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

پاک باطن آسمان علم و فضل	از قضا زین دار فانی شد روان
۱۲۹۳ فصلی	۱۸۸۳ عیسوی
گفت رضوانم ولا از بہر سال	شد نیاز احمد بگلگشت جنان
۱۹۴۰ سمت	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ رحلت نواب احمد حسین خان بہادر رفعت یار جنگ صوبہ دار حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

جب ہوئے دنیا سے رخصت دولت ایمان کیساتھ	قصر جنت مین ہوئے ممتاز رفعت یار جنگ

کہدیا فکر ولا نے سال رحلت فی البدیہہ | چلدیے دنیا سے با اعزاز رفعت یار جنگ
۱۳۱۵

مرثیہ تاریخی رحلت نواب سر سالار جنگ مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

آسمان رفعت وزیر نامور مختار ملک | آنکہ در ملک دکن بینی ز عدلش آب و رنگ
حامی خلق خدا شیرازہ بند مملکت | ماہر ہر کار عالی فہم نقاد و زرنگ
جوہر کان کرامت گوہر بحر کمال | نیر برج امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ
خوش زبان شیرین بیان عذب اللسان شکر مقال | آنکہ از حسن بیان آوردہ دلہا را بچنگ
ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد | داد او بیدا درا بر داشت چون آئینہ زنگ
حیف از چرخ جفا کار آہ از جور سپہر | کآفتابے را نہفت از چشم عالم بے درنگ
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند اندر جہان | آسمان زد شیشۂ عمر عزیزش را بسنگ
شد دو تا در ماتمش پشت فلک مانند نون | زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ
تا فغان و نالہ برخیزد ز دلہا متصل | اندرون سینہ ہا راہ نفس گردیدہ تنگ
سنبلستان جہان سر خست چون خط شہید | بسکہ باریدہ است چشم خلق اشک لالہ رنگ
ملک ہند از رحلتش تنہا نباشد نالہ کش | در عزا داریست روم و شام با چین و فرنگ
اے ولا بس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان | صبر کن زنہار با تقدیر یزدانی مجنگ
در قضائے حضرت باری نباید دخل کرد | کاندرین رہ بنگری اندیشہ با پاے لنگ
ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار | فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ
۱۳۰۰

ایضاً ولہ

مختار ملک داد گر کشور دکن | ظلمت سرائے کون و مکان از قضا گذاشت
تا زیست کرد ہمسر خود در جہان نداشت | ہر گہ کہ مرد نام نکو در قفا گذاشت

در روزگار هر که جفا بود پیشه اش — از هیبتش سیحیه جور و جفا گذاشت
آئینه کرد ملک دکن را بنور عدل — خود از جهان گذشت و بروش جلا گذاشت
واحسرتا که بر ورق دهر کس نماند — دور زمانه همچو کسے را چه وا گذاشت
واحسرتا که فرد فرید از زمانه رفت — رفت آنچنان که عقل و دل خلق جا گذاشت
واحسرتا که همچو گلے را خزان ببرد — بر وآنچنان که طاقت صبرش ولا گذاشت
با خود نبرد هیچ مگر نیکی عمل — بر روی دهر شهرهٔ جود و سخا گذاشت
رحمت بروح پاک وزیری که همچو اوست — احسان نمود و مزد عمل بر خدا گذاشت
افسرده خاطرم سنه انتقال گفت — سالار جنگ وائے جهان فنا گذاشت
۱۳۰۰ھ

ولہ قطعہ تاریخ

راهی دار الجنان گردید زین دیر خراب — صاحب همت وزیر باخبر سالار جنگ
۱۸۷۸ عیسوی — ۱۹۳۹ سمت
سال او گوید ولائے دردمند جان نثار — سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ
۱۲۹۲ فصلی — ۱۳۰۰ ہجری

مرثیہ تاریخی رحلت خیر النساء بیگم محل خاص نواب علام غوث خان والی رئیس کرناٹک طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

حیف از جهان که مالک دیرینهٔ وطن — زین خاکدان گذشت و بملک بقا رسید
حیف ای فلک که بیگم خاص امیر هند — رخت سفر ببست و بدار الجزا رسید
فریاد از آن زمان که نشانے نماند ازو — در ساعتیکه نعرهٔ واحسرتا رسید
واحسرتا که در چمنستان زندگی — در موسم نسیم چه باد فنا رسید
گویم مگر که مادر گیتی خبر نداشت — زین [illegible] که آه ز دستش بما رسید

چشم جہانیان بغمش اشک خون گریست ۔ گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرا رسید
دل بیقرار گشت وجہان تیرہ در نظر ۔ چون این خبر بپردۂ گوش ولا رسید
ہے ہے ازین دلم کہ طپیدن نہان نداشت ۔ زان خنجرے کہ بر جگرم برملا رسید
گو مصرعے کہ بلبل شیراز زد نفیر ۔ از گلستان دہر بگوش آشنا رسید

آن پیر لاشہ را چو سپردند زیر خاک ۔ خاک از زمین بدامن پیر سما رسید
سیّارگان دور فلک منتشر شدند ۔ شور غمش ببین زکجا تا کجا رسید
تاریخ او بتدخلہ گوید سروش غیب ۔ خیر النسا حضور شہ انبیا رسید
۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱
روح الامین بگفت کہ بنگرم ابتش ۔ خیر النسا + درگہ جل و علا رسید
۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

تاریخ رحلت نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ مرحوم طبعزاد مولف کتاب ہذا

وہ محی الدین خان تیغ جنگ ۔ صاحب اقبال عالی پائگاہ
آصفی دربار کے میر کبیر ۔ مطلع پاگاہ کے تابندہ ماہ
تھے دکن میں وہ بزرگی کے نشان ۔ اور ریاست کے نہایت خیرخواہ
رہگرائے جنت الماوے ہوئے ۔ قصر فردوس برین ہے خوابگاہ
شمس دیہیم امارت چھپ گیا ۔ ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ
تیر اندوہش بدلہا جا گرفت ۔ تیرہ و تار ہے در چشمان نگاہ
سال رحلت ہے بیان واقعی ۔ ہاے دنیا سے گئے خورشید جاہ
۱۳۲۰

تاریخ رحلت مولوی سید محمود دبیر سٹراٹ لا جج ہائی کورٹ الہ آباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چون حامی قوم وافتخار ملت ۔ فرمود ازین جہان فانی رحلت
گفتہ سنۂ وفات او فکر ولا ۔ سیّد محمود شد بقصر جنت
۱۳۲۱

تاریخ رحلت مولوی سید علی لکھنوی کامل تخلص استاد مؤلف این کتاب ملوامہ

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی — اقلیم سخن کی ہے یہ بد اقبالی

افسوس جہان مین فرد کامل نہ رہا — استاد سے ہو گیا زمانہ خالی

۱۳۲۲ھ

تاریخ رحلت استادی نواب افصح الملک مرزا خان داغ دہلوی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میرے استاد داغ نام آور — جو مرجع تھے ہر مقابل پر

اس زمانے مین انکی فکر بلند — آسمان تھی زمین مشکل پر

بلبل ہند تھی زبان ان کی — مستند تھی لب عنادل پر

آج دنیا سے کر گئے وہ سفر — واصل حق ہین پہلی منزل پر

ہو گیا آج انکا بیڑا پار — رہ گئے ہم تڑپ کے ساحل پر

مصرع سال ہے فغان و آلا — ہاے وہ داغ دے گئے دل پر

۱۳۲۲ھ

تاریخ رحلت استادی مولوی نجم الدین حسن افضل تخلص طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

کرد تیر آہ ہجران کار یک دیگر تمام — زانکہ از بار غمش پشت جہانی قوس شد

چشم گریان را دلا سامی شود سال وفات — جاے نجم الدین حسن بر مطلع فردوس شد

۱۳۲۵ھ

مرثیۂ تاریخی رحلت نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

محسن قوم کزین ملک فنا ہجرت کرد — تا دم زیست بغم خواری ما دعوت کرد

بود در پیش روی ہمقدم سر سید — اے چہ سجادہ نشینے کہ بر و سبقت کرد

داشت با خلق خدا خلق پیمبر قائم — با تبختر منشان حوصلہ اش نفرت کرد

رہبر مسلک احکام شریعت میبود — تا توانست مگر پیروی سنت کرد

فطرت او با لوالعزمی خود داشت صفت — رونقے داد بہر کار کہ او ہمت کرد

دست از شیوهٔ راحت طلبی باز کشید
حیدرآباد هم از کل وجودش برخورد
والی ملک دکن آصف سادس بکرم
خطابیکه سزاوار همین خدمت بود
نائب سلطنت هند گورنر جنرل
گرچه بودند گذشتند حکیمانه بسے
منهمک بود شب و روز بغم خواری قوم
نظر خویش گزینش داشت دل خلق بدست
مرتبت داشت ولیکن بره خدمت قوم
تلخ گفتاری عالم بشکرخنده ببرد
حرمت هرکس و ناکس بنظر داشت مدام
مزد محنت بخدا داد خلوص عملش
کرد کارے زپئے قوم که بے کار [illegible]
وائے در چشم زدن ملک بقا بگزید
هرکه بشنید صفاتش بدعا کردش یاد
وا دریغا فلک کجروش ناهنجار
قوم اسلام چه نقصان عظیمے برداشت

روئے گل سیر ندیدیم بهار آخر شد
لاله داغے بجگر دارد و ما هم داغے

تا برحمت کشتی بار سفر عادت کرد
سعی موفور بشادابی این دولت کرد
محسن الملک خطابش عوض خدمت کرد
نام نامیش باطراف جهان شهرت کرد
تمغهٔ قیصریش داد و بسے عزت کرد
شرط انصاف که با او نتوان نسبت کرد
خدمت قوم بهر لحظه و هر ساعت کرد
سخن او همه را شیفتهٔ الفت کرد
بندهٔ بود که ترک ترک و حشمت کرد
زهر را گوئی مارا عوض شربت کرد
[illegible] کرم و شفقت کرد
[illegible] که بے مرد تحمل محنت کرد
آنچه پیغمبر برحق به حق امت کرد
دیر نگذشت که زین دار فنا رحلت کرد
وانکه ماتمش بزبان [illegible] کرد
[illegible] جمعیت کرد
گلفتش مایهٔ نقد دل و جان غارت کرد
که به بربادی این باغ خزان عجلت کرد
داغ هجران که فلک در حق ما قسمت کرد

دیدۂ عالمیان در المش خون بگریست
تادل از سوز غم رحلت او رقّت کرد

دولتے بود گرانمایہ کہ از دست برفت
وائے چرخ کہن از مایۂ خود غفلت کرد

حیف از مادر گیتی کہ شد فرزندے
تف بروش کہ ستمگار چنین حرکت کرد

اے ولا تن زن واین مرثیہ را طول مدہ
کہ بتقدیر آلٰہی نتوان حجّت کرد

دستگاہیکہ بفن جُملت داد خداے
صرف این کار ببایدبعبو دیت کرد

فکرت من بسر لوح دل از سال وفات
نقشہا یافت کہ گوئی قلم قدرت کرد

رحلت محسن ملک آہ چہ کلفت زدہ است
مایۂ صبر و دوائے دل ما رخصت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۹۶۴ کرباجیت

ما فرو ماندہ بماندیم درین غم کدہ
ہادی صادق ازین ملک فنا ہجرت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۳۲۶ محمّدی

ما بر نجوری و تاریکی خود جان بلبیم
سیّد القوم مسیحا دم ما رحلت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۳۱۷ افضلے

حیف ہنگام خبر گیری ما نیست کسے
ہاتف قوم بگلزار جنان راحت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۸۲۹ شالیواہن

داشت کارے مگر آنجا پئے قوم ممتاز
محسن الملک بزودی سفر جنّت کرد

۱۹۰۷ عیسوی
۱۳۲۵ ہجری

تاریخ وفات نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

الٰہی یہ ہے قوم پر کیا مصیبت
ہوا محسن قوم دنیا سے رخصت

ارے ہائے مہدے علیخان بہادر
ترے دم سے کالج کی تھی خیر و برکت

نہ اس طرح مرنے کا وہم وگمان تہا — زمانہ سے اچھی نہ تہی گرچہ صحت

گئے جب وہ شملہ پہ اچھے بھلے تہے — گزشتہ مرض کی تہی تہوڑی نقاہت

مسافر بنے خاطر قوم لیکن — طبیبون نے اونکو ندی تہی اجازت

یکایک ہوا سرخ بادہ کا دورہ — بدلنے لگی دمبدم اُن کی حالت

مقامی حکیمون نے کی فکر ساری — مگر کچہہ نہ کام آئی اون کی حذاقت

خبر پاکے پہنچے طبیب اپنے جلدی — ولیکن گئی رائگان ساری محنت

شب چارشنبہ مین محسن ہمارے — جہان فنا سے ہوئی اون کی ہجرت

اماوے کو لے کر چلے نعش اون کی — علی گڈہ کی مٹی مین تہا جذب اُلفت

وہ قسمت سے غافل تہے دنیا کے بندے — رہی دیر تک دفن محسن مین حجت

عزیزون نے چاہا کہ لے جائین گہر پر — رفیقون نے کی خرچ اپنی رفاقت

اُدہر حسن تدبیر پر تہا بہروسہ — ادہر حکم تقدیر نے کی حمایت

ٹرسٹی ہوئے جس گہڑی جمع سارے — وصیّت کی ظاہر ہوئی سب حقیقت

مگر روح سیّد کا مقصد یہی تہا — بنے اپنے پہلو مین محسن کی تربت

ہوا فیصلہ قوم کے حق مین جس دم — چلے لے کے تابوت تب اہل ملّت

نماز جنازہ پڑہی جمعہ کے دن — غرض دفن سے اسکے پائی فراغت

چہپے ۔ محسن الملک مہدی علی خان (۱۰۹۹) — ۱۳۲۵ — کہل گور مین تعمیہ کی حقیقت (۲۲۲)

عجب بندۂ پاک باطن تہا محسن — کرے تجہہ پہ نازل خدا اپنی رحمت

دم مرگ بہی قوم کا تعلق تہا — نہ کی اپنے گہر کے لئے کچہہ وصیّت

رہا عمر بہر قوم کا تو فدائی — نچہوڑی کسی وقت کالج کی خدمت

تجھی سے بڑہی اپنے کالج کی رونق
تجھی سے گھٹی بدگمانی کی شہرت

تنزل کو روکا ترے دم قدم نے
ترقی رہی ساری تیری بدولت

اولوالعزمیان تیری مخفی نہ تھین کچھ
زمانہ مین ممتاز تہی تیری فطرت

وہ خلق مجسّم تہا محسن ہمارا
مثل تہی زمانہ مین اوس کی مروّت

زمانہ مین اوس کا تہا کوئی شاکی
عجب اوس کی فطرت مین تہی آدمیّت

امارت تہی اوس کی خداداد لیکن
پسند اوسکو ہرگز نہ تہی شان وشوکت

غریبون کا مونس فقیرون کا والی
مصیبت زدو نپر رہی اُسکی شفقت

امیرون کے دل مین جگہ اوسنے پائی
رئیسون کی آنکہون مین تہی اُسکی عزت

کیا کام جو اپنی طاقت سے بڑہ کر
غرض اس زمانہ مین تہا دم غنیمت

کرین جس قدر اوس کی تعریف کم ہے
زبان قلم کو نہین اسکی طاقت

رہیگا زمانہ مین نام اوس کا قائم
کرے گی اوسے یاد تا حشر خلقت

لکھواے وآلا مصرع سال ایسا
کہ ذکر اوس کا باقی رہے تاقیامت

پڑے تہلکہ کیون نہ دنیا مین اس سے
کہ اپنی جگہ سے ہٹا رکن ملّت

پہونکا آج صور سرافیل گویا
ہوا ہُو کا میدان برستی ہے وحشت

عجب کیا جو قبرون سے اُٹھہ آئین مُردے
کہ مردون سے بدتر ہے زندونکی صورت

عجب کیا جو سورج ہو نیزے پہ قائم
تف غم سے غرق عرق ہے جو خلقت

اٹھے خال و خط مصحف رخ سے ایسے
کہ جس طرح فوٹو مٹے بعد مدّت

یہ کہکر اُتر آئے عیسیٰ فلک سے
قیامت ہوئی ہاے مہدی کی رحلت

۱۳۲۵ھ

اب ہم اس کتاب کو دعاے دولت وعمر واقبال ولی نعمت دام اللہ اقبالہم پر ختم کرتے ہین جس نے مؤلف حقیر کو وظیفہ حسن خدمت عطا فرما کر مالا مال اور فکر معاش سے فارغ البال کر رکھا ہے ۔ اسی نعمت عظمیٰ کی بدولت ہم مشاغل علمی مین منہمک اور اس ریاست ابد قرار اور والی ریاست کے لئے دعا کرتے ہین ۔ ۲۹ ذی حجہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری

اعلان

جس کتاب کے آخر پر اسی عبارت کے ذیل مین مؤلف کے دستخط نہ ہون وہ کتاب مسروقہ سمجھی جاے گی فقط

فرہنگ الفاظ اصطلاحی متذکرہ کتاب غرائب الجمل بپابندی ردیف

تائے عربی

نمبر	لفظ	صفحہ
۱۷۱	صنعت مکتوبی	۱۹۹
۱۷۲	صنعت ملفوظی	〃
۱۷۳	صوری	۱۵۱
۱۷۴	صوری معنوی	۱۵۲
	ضاد معجمہ	
۱۷۵	ضنطغ	۴۰
	طائے مہملہ	
۱۷۶	طالب	۲۸۷
	ظائے معجمہ	
۱۷۷	ظاہر	۲۷۹
	عین مہملہ	
۱۷۸	عامۃ الورود	۱۸۳
۱۷۹	عدد بنیادی	۱۸۴
۱۸۰	عشرات	۲۸
	غین معجمہ	
۱۸۱	غیر مستقل تاریخ	۱۵۹
	قاف	
۱۸۲	قرشت	۴۰
	کاف عربی	
۱۸۳	کلمن	۴۰
	لام	
۱۸۴	لوح طلسمی	۲۲۵
	میم	
۱۸۵	مات	۲۸
۱۸۶	مجمع الصنائع	۲۲۸
۱۸۷	مدارج	۱۸۲
۱۸۸	مراتب	〃
۱۸۹	مستقل تاریخ	۱۵۹
۱۹۰	مستثنیٰ	۶۹
۱۹۱	مطلوب	۲۸۷
۱۹۲	معنوی تاریخ	۱۵۲
۱۹۳	مفردات	۲۵
۱۹۴	مقطّعات	۲۵
۱۹۵	ملفوظ	۷۰
۱۹۶	مقطّعہ ترتیبی	۱۹۱
	نون	
۱۹۷	نظیرہ	۳۰
	ہائے ہوز	

۱۹۸	ہوائی حروف	۵۱	۲۰۰	ہوّز	۴۰
۱۹۹	ہوائی لفظ	۵۲			

تواریخ کتاب ہذا

(۱) تاریخ تالیف کتاب طبعزاد جناب مولوی سعید الدین سعید تخلص

الّفت المکتوب فی فن الجمل	ما لہ بدل ولیس لہ البدیل
ابتغی الاحباب تاریخا لہ	قلت عاما ذاک تالیف جمیل ۱۳۲۵

ایضاً از مؤلف کتاب

ما نرے واحد فی فن الجمل	مثل ذا وہو دلیل قاطع
قلت تاریخا لتالیف الکتاب	انہ ہذا کتاب ساطع ۱۳۲۵ھ

ولہ

حقا کہ غرائب الجمل رنگین ست	ہر صفحۂ او درخور صد تحسین ست
گفتم سنۂ عیسوی تالیفش	در علم جمل نسخۂ نادرا ینست ۱۹۰۸

ولہ

مثل ہذا غرائب الجمل	ما نرے فی الغرائب العرب
قال فکری لعام تالیفہ	ان ہذا الکتاب بوالعجب ۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب مولوی جلیل حسن مینائے جلیل تخلص

مرحبا نواب والا شان نے لکھی وہ کتاب	وصف میں جس کے زبان اہل زبان کی لال ہے
سال جو تالیف کا پوچھے کہو اوس سے جلیل	بے بہا آئینۂ تاریخگوئی سال ہے ۱۳۲۵

(نوٹ) لائق مورخ نے لفظ بہا کے (۸) عدد کا تخرجہ نہایت لطافت سے فرمایا ہے

ایضاً طبعزاد جناب ابوطیب محمد یحییٰ قاصد تخلص - منشی - فاضل - مولوی - عالم

قد او ضح ہذا التالیف	للناس سبیل التاریخ
ارخت لعام التاریخ الفصلیٰ	دلیل التاریخ ۱۳۱۶ فصلی

(۲) تاریخ طبع کتاب طبعزاد فاضل اجل جناب ابوبکر بن شہاب پروفیسر عربی مدرسۂ عالیہ

للعلم عرش معتلی	فوق السماک الاعزل
العلم خیر مقتنیً	زین لکلّ محفل
یسمو بہ المرء الے	کلّ مقام الکمل
بنور انواع العلو	م کلّ غیم ینجلی
فانہل العفواد من	فراتہا وعلّل
واستخرج الثمینا	ت من غریب الجمّل
وان اردت النجح فی	تحقیق اسّ مشکل
فداوم الامعان فی	کتاب ذی الفضل الجلی
مولای شمس العلما	ء البارع المتکمل

عزیز جنگ السّید السامی الذری المبجّل

فقد اتے فیہ بما	اعجز کلّ اوّل
مفتّر لما مضےٰ	والحال والمستقبل
الذّ عند اہلہ	من الرحیق السلسل
ارخته اذ تم فے	بیت من الشعر الجلی
بیمنٍ مولانا انتہیٰ	جمع کتاب الجمل ۱۳۲۶

ایضاً طبعزاد مؤلف کتاب

لقد شاعت النسخة فی الزمان	بفضل الجمل ذاک فن نبیل
فارّخت تاریخ طبع الکتاب	الا ان ہذا الکتاب جمیل

ایضاً وله

قد الّف ذلک الکتاب	مطبوع الخلق مستطاب
ارّخت بداہتہ لعامہ	ما احسن ذا ہو الکتاب

ایضاً وله

صد شکر خدائے خالق عز و جل	شائع شدہ این کتاب در علم و عمل
از فکر ولا ست سال طبعش پیدا	مطبوع شد این نسخۂ احوال جمل ۱۳۲۶

ایضاً وله

فضل الٰہی سے یہ نسخہ چھپ چکا	اہل جمل کہتے ہیں جسکو لاجواب
تاریخ طبع اسکی کہو تم اے ولا	علم جمل کی مستقل ہے یہ کتاب

ایضاً طبعزاد جناب ابو طیب محمد یحییٰ قاصد تخلص منشی ۔ فاضل ۔ مولوی عالم

ولا کی میں نے یہ تالیف دیکھی	گلستان جمل کی خوب کی سیر
مؤلف سے کہی میں نے یہ تاریخ	جزاک اللہ فی الدارین بالخیر ۱۳۲۶ ھ

ایضاً وله

در علم جمل دیدم این طرفہ کتابے را	جمع ست درین دفتر صدہا سنۂ تاریخ
بسیار صعوبت ہا برداشت بتالیفش	آوردہ مؤلف از ہر جا سنۂ تاریخ
از لبسط بیان کردہ است اقسام و قواعد را	اینہم کہ شدست از کے پیدا سنۂ تاریخ

نایاب صنائع ہم آوردہ درین نسخہ — بنوشتہ مثالش راہم با سنۂ تاریخ
باید کہ عمل پیرا باشد بہ تو امیدش — خواہد چو کسے کردن انشا سنۂ تاریخ
تا پیش کنم نذر نایاب مؤلف را — از فکر برآوردم یکتا سنۂ تاریخ
گفتا من و ہاتف قاصد چہ دلاویز است — گفتم سنۂ تاریخ گفتا سنۂ تاریخ
۱۳۲۶

ایضاً طبعزاد جناب مولوی سید غلام علی جوشش تخلص

چون علما شمس با جنگ عزیز ولا — نسخہ غرائب نما کرد رقم بے بدل
عون ولی احد جوشش رقم سال زد — نادرِ عالم بود نسخۂ فنِ جمل
۱۳۲۶ھ

ایضاً طبعزاد جناب نواب عبدالباریخان بہادر موجد تخلص

در فن جمل نسخہ از فکر ولا ۔ با طرز نکو — دیدیم وبے نظیر گوید دل ما ۔ زین بعد بجو
کم یاب ضرور ہست و سال طبعش ۔ اقبال طبع — تا ایف عزیز جنگ شمس العلما ۔ نایاب بگو
۱۳۲۶

(نوٹ) قلب طبع سے باے موحدہ کا تعمیہ ہوا ہے

ولہ

عزیز جنگ بہادر ولا بملک دکن — نوشت نسخہ جامع چو در فن تاریخ
کشود قفل دہان من از کلید ولائش — برای سال مسیحی بہ مخزن تاریخ
۱۹۰۸ع

ولہ

در بلدہ غرائب الجمل طبع چو شد — از سعی ولا شاعر پاکیزہ سخن
گفتم سن فصلیش نگرانے موجد — مجموعۂ دلپذیر و مطبوع دکن
وصلی ۱۳۱۷

ایضاً طبعزاد جناب مولوی عبدالواسع ۔ صفا ۔ تخلص

فن تاریخ مین شمس العلما کی یہ کتاب — جس کے مشتاق تھے بیحد شعرا طبع ہوی

طبع موزون نے صفا مصرع تاریخ کہا		واہ کیا خوب یہ تالیف ولا طبع ہوئی ۱۳۲۶ھ

(نوٹ) فن تاریخ سے فن جمل یا فن تاریخ گوئی مراد ہے۔

(ہوئی) کے عدد حسب مذہب دوم ۲۱ محسوب ہوئے ہیں۔

لائق مؤرخ حضرت امیر مینائی کے پیرو ہیں۔

ترجمہ ریویو انگریزی ریختۂ کلک جناب مولوی میرزا مہدیخان کوکب تخلص

آ۔ آر۔ آئی۔ اِیم۔ و اِیم۔ آر۔ اے۔ ایس۔

شمس العلماء مولوی احمد عبد العزیز نائطی خان بہادر نواب عزیز جنگ نے اردو لٹریچر پر بہت بڑا احسان کیا کہ عربی کے فن جمل کے متعلق ایک ایسی مبسوط کتاب تالیف کی جو (غرائب الجمل) کے نام سے موسوم ہے۔

لاٹن میں جس طرح آئی وی ایکس ایل سی ڈی ایم کے لئے اعداد مقرر ہیں اسی طرح عربی کے اٹھائیسوں حروف کے لئے عدد ہیں ۹ حروف اکائی کے لئے مخصوص ہیں اور ۹ حروف دہائی کے لئے اور ۹ حروف سیکڑے کے لئے اور ایک حرف ہزار کے لئے۔ یہی کیفیت سنسکرت کے حروف کی ہے۔ یہی وجہ کہ سنسکرت کے حروف ۴۶ ہیں اونہوں نے الوف کے لئے بھی ۹ حروف کو خاص کیا ہے۔

عربوں نے اس فن سے دو طرح کام لیا ہے۔

(۱) اعداد کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام اعداد سے۔

نمبر (۱) سے بہت بڑا کام لیا گیا ہے یعنی مبسوط عبارتیں اور اشعار ایسے

+ از گورنمنٹ آف انڈیا ۲ از سرکار نظام

لکھے گئے ہین جن کے مضمون سے خاص خاص واقعات کی ہسٹری معلوم ہوتی ہے
اور اونہین عبارتون کے فقرات یا اشعار کے مصرعون کے حروف کے اعداد سے
اوس واقعہ کا سنہ نکلتا ہے یہ کچھہ آسان کام نہین ہے بلکہ نہایت دقیق
کام ہے۔ اور نمبر (۲) سے صیغہ راز کی کتابت کا تعلق ہے یعنی خاص قواعد کے
ساتہ صرف ہندسون مین مراسلت اور مکاتبت ہوتی ہے۔ لیکن غایت نمبر ۲
کے مقابلہ مین نمبر (۱) بہت مشکل کام ہے جس مین عربون سے زیادہ اہل عجم نے
کام کیا ہے اور عجمیون سے ہندیون نے اس فن کو لیا ہے اور اس وقت یہ فن
ہندوستان مین ہر طرف جاری ہے۔ مشرقی بادشاہون کے دربارون مین
تہنیت یا تعزیت کا کوئی واقعہ ہوتا تہا تو شعراے وقت اس فن مین اشعار کہتے
تہے اور اون اشعار کے اعداد حروف سے اس واقعہ کا سنہ نکالتے تہے
اور وہ اشعار اس واقعہ کی عمدہ ہسٹری اور یادگار سمجھے جاتے تہے وہی عمل
اب تک ہندوستان مین جاری ہے۔ جب کوئی قوم کا لیڈر یا رئیس مرتا ہے
یا کوئی عالیشان دربار ہوتا ہے یا کوئی والی ریاست کی تخت نشینی کی تقریب
یا شادی ہوتی ہے یا اور کوئی واقعہ تو اسی فن مین اشعار لکھے جاتے ہین
اور اون اشعار کے حروف کا مجموعہ از روے اعداد اس کا یادگاری سنہ
قرار پاتا ہے۔ غرض یہ ایک مرغوب اور لطیف فن ہے جس کو اہل ہند نے ابتک
اپنی روزمرّہ ضرورتون مین زیر استعمال رکہا ہے۔

بڑی حیرت اور تاسّف اس پر ہے کہ فن کا نفاذ تو موجود ہے لیکن
اس کے متعلق نہ عربی زبان کی کوئی مستقل کتاب ہے اور نہ فارسی زبان کی

صرف ہندوستان مین بعض استادون نے اسی صدی مین مختصر دو تین رسائل سو پچاس صفحات کے لکھے ہین جن مین سے ایک دو چھپے بھی ہین لیکن وہ ایسے ناکامل ہین کہ اون سے جیسے چاہیئے شائقین فن کو مدد نہین ملتی عربی بہت سی کتابون مین اس فن کا ذکر ہے اور چیدہ چیدہ مضامین ضمناً بیان ہوے ہین اور بعض قدیم کتابون کے نام بھی جو اس فن کی مخصوص کتابین ہین معلوم ہوتے ہین لیکن افسوس اس کا ہے کہ آج اون کتابون کا پتہ کسی لائبرری مین نہین ملتا اور نہ اون کے چھاپے کی نوبت آئی۔ اور مختلف کتابون کے متفرق تذکرے سے پبلک کو یک جائی کے ساتھ کوئی کامل فائدہ حاصل نہین ہوسکتا ہے ۔

ایسے وقت مین ہمارے دوست شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر کا اس اہم اور دقیق سبجکٹ مین ایک مستقل کتاب کا لکھنا جو ہمارے زیر ریویو ہے بہت بڑی شکرگزاری کے قابل ہے۔ اگرچہ آپ کی تالیفات سے دو درجن سے زیادہ کتابین فنون قانون ۔ تاریخ ۔ سیاق ۔ لغت ۔ حیوانات اگریکلچر وغیرہ مین ہین۔ لیکن یہ نایاب کتاب ہماری راے مین اون تمام کتابون پر فائق ہے ۔

اس مین کچھ شک نہین کہ اگر اسی صدی مین یہ ضروری کام ہمارے دوست کی توجہ سے پورا نہ ہوتا تو آخر صدی تک بتدریج فن جمل مٹ جاتا اور اُردو لٹریچر مین بھی مثل عربی اور فارسی لٹریچر کے اس فن کے خانہ مین صفر آجاتا اور اس کا نام براے نام صرف کتب لغت مین رہ جاتا ۔ اگر یہ زمانہ مشرقی بادشاہون کا ہوتا تو وہ لائق مؤلف کو موتیون مین تولتے ۔ تاریخ سے اس کا پتا

ملتا ہے کہ ۱۰۴۳ ہجری مین مرزا طہماسپ قلی ترک نے ۱۹ شعرون مین ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے ہر ایک مصرعے کے اعداد حروف سے جلوس کا سنہ نکلتا تھا تو اوس کے صلہ مین شاہجہان نے اوس کو ایک لاکھہ روپیہ کا انعام دیا اور سواری کے لیے ایک ہاتھی اور گھوڑا ساز و سامان طلائی کے ساتھ عطا کیا اور جواہر کا خاص خلعت عطا فرمایا۔

ہمارے دوست نے خود اس فن کے مُسلّم الثبوت شاعر ہونے کے علاوہ جب ایسی عمدہ کتاب ایسی ضرورت کے وقت مین لکھی تو اون کی بے شک بہت بڑی قدر ہوتی اگر اون کا یہ کام اوس زمانہ مین واقع ہوتا۔

سچ یہ ہے کہ جس زمانہ مین مشرقی بادشاہون کے بے بہا صلون کا ذکر صرف بطور یادگار تاریخی رہ گیا ہے۔ ہمارے دوست کا ایسا مہتم بالشان کام کرنا اور یہ جان کر کہ اون کو کسی اولوالعزم صلہ کی امید نہین ہے محض پبلک کو فائدہ رسانی اور ایک قدیم علم کی حفاظت کے لیے ایسی ضخیم اور جامع کتاب کا تالیف کرنا بہت بڑی تعریف کے قابل بات ہے۔

جس زمانہ مین ہر طرف سطحی فنون کی دھوم ہے ناولون کی جانب عام طبائع مائل ہین ایسے دقیق سخکٹون مین قلم اوٹھانا اور کامیاب ہونا صرف ہمارے دوست کا حق ہے۔ جن کی نسبت ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اون کی صحت اور دلچسپی کو دیر گاہ باقی رکھے۔

اس کتاب مین صرف اصول فن ہی کا بیان نہین ہے بلکہ فروعات کی بھی مکمّل بحث ہے اور اختلاف مذاہب جمل کا کافی بیان ہے قواعد کے ساتھ متاخرین

اور متقدمین کے کلام سے قابل اطمینان مثالین بھی پیش ہوئی ہین۔ صنائع و بدائع جمل کا مفصل ذکر ہے جن مین سے بعض کے موجد عرب ہین اور بعض کے عجم اور اکثر کے لیئے اہل ہند۔ ہماری راے مین صرف ایک نقص البتہ رہ گیا ہے جس کا اعتراف خود مصنف نے کیا ہے کہ صنعتون کے موجد اصلی کے نام کا پتہ کسی تاریخ سے انکو نہ مل سکا اور کیونکر ملتا جب کہ گزشتہ اہل تصانیف نے اس کی جانب توجہ ہی نہین کی اور ضمناً بھی کسی موقع پر اس کا ذکر نہین کیا۔

غرض جو کچھہ اس کتاب مین ہے وہ بہت کچھہ ہے اور یہی ایک کتاب ہے جس کے ذریعہ سے اُردو لٹریچر مین اس فن کے متعلق جان آگئی ہے۔ اور بلا مبالغہ ہم کہہ سکتے ہین کہ اس فن کی مردہ لاش مین اس کتاب نے جان ڈال کر اسے از سر نو زندہ کیا ہے۔

ہمارے اس بیان واقعی کی سچائی کا اندازہ وہ لوگ کرین گے جن کو فی الجملہ اس فن کا مذاق ہے اور جو اس فن کے طالب ہین اس کتاب کا ترجمہ جس زبان مین ہوگا اوس زبان مین یہ فن رائج ہو جائے گا۔

آخر پر ہم لائق مؤلف کو اون کی کامیابی پر مبارک باد دیتے ہین خاص کر اس لیئے کہ اونھون نے اس کتاب کو ہز ہائینس نظام کے نام سے شائع کیا ہے ہز ہائنس مین مشرقی بادشاہون کے صفات موجود ہین خود بھی اس فن سے دلچسپی رکھتے ہین۔ ہمکو کامل امید ہے کہ وہ اس کو مقبولیت کی نگاہ سے ملاحظہ فرماوینگے اور اگر گورنمنٹ آف انڈیا کے روبرو اس کی حقیقت اچھی طرح پر ظاہر ہو جائے تو وہ بھی ضرور اس پر توجہ کرے گی اس لیئے کہ ہم خوب جانتے

ہین کہ تدوین علوم وفنون کی جناب اسکی توجہ بخوبی مائل ہے لیکن افسوس اس کا ہے کہ غیر انگریزی زبانون کی تالیفات کا فوٹو گورمنٹ کے روبرو پیش ہونے کے ذرائع کافی طور پر مہیّا نہین ہین۔

مرزا مہدیخان
کوکب

ریختۂ کلک فصاحت رقم جناب مولوی ابوالمظفر محمد سعید الدین الفاروقی پراری ہیوی

بعد الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

نسخۂ غرائب الجمل مؤلفہ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر را من اوّلہ الے آخرہ بامعان نظر دیدم۔ ماشاء اللہ کتابیست اجمل واکمل وجامع و مانع درفن جمل۔ مؤلف محترم خوب کارے کردہ است کہ این فن لطیف را بحیطۂ تدوین درآوردہ۔ شک نیست کہ اہل ہند را ضرورت ہمچو کتابے بود وچرا نباشد کہ طریقہ تاریخگوئی بتقاریب تہنیت و تعزیت الی الآن در ہندوستان جنّت نشان مروّج و موجود است۔

لغزگویان لطافت پسند و سخن سنجان ہوشمند نیک دریابند کہ درکتب موجودہ چہ درزبان عربی وچہ فارسی واُردو نسخۂ مستقل درین فن لطیف بدین جامعیت وتحقیق وتدقیق کہ مولف محترمش بکار بردہ است الی الآن بدست نشدہ است۔ پس وجہے نباشد کہ این نعمت عظمیٰ و ہدیۂ کبریٰ را من حیث المجموع مغتنم نشماریم و فرزانہ مولفش را درخور ہزار تحسین و صد ہزار آفرین پنداریم چہ بحسن التفائش اینچنین تالیفے بے بہا و ہمچنین گوہرے یکتا بدست ما رسیدہ است کہ چشم ما تا حال عدیلش ندیدہ و گوش تا الی الآن بدیلش نشنیدہ ع

سوادش سرمۂ چشم حسینان — بیاضش نور بخش مہ جبینان

ہمانا فکرت مؤلفش خیلے بلندست۔ وطرز بیانش بسیار دلپسند کہ حقائق این فن لطیف را بآئینے ہدیۂ ناظرین کردہ کہ ہم بتدیان کم سوا درا

بسلاست بیانی بے بہرہ نمیگزارد۔ وہم منتہیان کامل الاستعداد را بلطافت معانی بہرۂ کافی وحظّے وافی می بخشد فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔

شک نیست کہ این ذخیرۂ نایاب از رسائل موجودہ فائق تر ست کہ قواعد و اقسام جمل را با صنائع و بدائع آن سیّما باستمداد اقوال محققین و نظائر و آرائے مدققین کسوت تدوین بطرز بہین در بر کشیدہ است و بعض نوادر این فن را کہ درین نسخۂ بے بہا یافتہ میشود ہنوز گوش ہوش ما نشنیدہ۔ الحق کہ این کتاب لاجواب خیلی خوب ہست و بندۂ بے بضاعت را بسیار مرغوب۔

بخیالم میرسد کہ اگر مؤلف محترم ہمدرین نسخۂ نایاب بطور ضمیمۂ کتاب حصۂ از الفاظ متساویۃ الاعداد ہم درج میفرمود نازنگویان را خیلے مفید میبود۔ حالا ہم کار از دست نرفتہ است و تیر از شست بر نجستہ۔ مؤلف محترم را اگر فرصت دست دہد تلافی مافات بحیز امکان اوست کہ طرح تالیف جلد ثانی این کتاب بنہد۔

بالجملہ از شائقین فن و قدردانان شعر و سخن توقع کلی ست کہ محنت مؤلفش را بچشم انصاف بنگرند و بمیزان عدل بسنجند و از جادۂ اعتدال پا بیرون ننہند کہ اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ وارد است۔

خاکسار

ابو المظفر محمد سعید الدین انصاری

ریویو منظوم حامل تاریخ تالیف کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی سید سجاد علی المتخلص بہ ثاقب تعلقدار

نواب عزیز جنگ ذی شان
شمس العلماش ہم خطابیست

احمد عبد العزیز نامش
روشن مانند آفتابیست

والا منش و والا تخلص
لطف آئین مکرمت مآبیست

با بندہ ممثیل و خواجہ تاشے
ہم بندہ مالک الرقابیست

با شاہ غلام سر فروشے
در اہل وفا وفا جنابیست

او بندۂ بندگان عالی
در درگہ شاہ بار یابیست

ہر نکتہ ز جز و کل نصیبش
او صاحب فن بہرہ نصابیست

گوئی کہ دقیقہ سنجی او
آتش بر کن ز سطح آبیست

تاریخ و فلاحت از وجودش
مانند سیاق بہرہ یابیست

تالیفے دارد او بہر علم
در ہر فن مال او کتابیست

اکنون بجمل گرایش او
تعبیر ز یاد رفتہ خوابیست

این نسخہ ز بست و شش کتابش
شک نیست کہ فرد انتخابیست

گویند غرائب الجمل را
کین مظہر اعجب العجابیست

گویم اسمی است با مسمّیٰ | نام ایزد که لاجوابیست

آرے ز فضولِ مطالب | در حسن بیانش اجتنابیست

موضوع جمل درو ست فصلے | از علم و عمل خجسته بابیست

شد کهنه صحائف از نوئیش | نقشے که وجود او بر آبیست

یکجاست اصول و هم فروعش | مجموعهٔ فنّ مستطابیست

از بهر اُمّتے جمل را | این نسخهٔ منتخب گلابیست

هر صفحه منقّش است اعداد | دیباچه و نقش هر حسابیست

در حق مشارقت بیاضش | بر عارض مهر آب و تابیست

قانون مغاربه پرویش | رخشنده ستاره در سحابیست

پیچیده مطالبش بمعنی | از بهر حسود پیچ و تابیست

الحق که زبانِ معترض را | پیرایهٔ رسم سدّ بابیست

بخ بخ که روان عبارت | در وادی علم جوے آبیست

گردید قبول درگه شاه | گوئی که دعاے مستجابیست

شد نسخه بنام او معنوَن | تالیف بشکل کامیابیست

سال تالیف او اثر گفت | در علم جمل چه به کتابیست

۱۳۲۵ ھ